

خاص نمبر

ڈو سری نبی کا انسان

اشتیاق احمد



75
کارچی کا انسان

کل کا مجھ

"کیا آپ کل کے مجھ کی جھلکیاں دیکھنا پسند کریں گے؟"

"کیا مطلب؟" سینہ جامد نور سے بولے۔

انہوں نے دیکھا، ان کی میز پر ایک خوبصورت نوجوان بیٹھا مسکرا رہا تھا.... وہ چائے پیٹھے اور اخبار پڑھنے میں اس درجے محو تھے کہ انہیں پہاتی نہ چلا، وہ کب آکر بیٹھ گیا۔

"کیا کہا آپ نے؟" وہ حیران ہو کر بولے۔

"کیا آپ کل ہونے والے... میرا مطلب ہے.... پاک لینڈ اور سلو جستان کے درمیان ہونے والے مجھ کی جھلکیاں دیکھنا پسند کریں گے۔"

"شاید آپ پاگل ہیں... لیکن پسال سوال یہ ہے کہ آپ میری ہیز پر اس طرح با ابیازت کیوں بیٹھے.... بیڑا... اوہر آئیں... یہ سب کیا ہے.... یہ صاحب میری میز پر کیوں ہیں؟" انہوں نے جلدی جلدی کما دو رپاس کھڑے بیڑے کو نظرت زدہ انداز میں دیکھا۔

"مر... مر... ایک منٹ... اے جناب.... آپ فوراً" انہوں

جاںیں۔۔۔ بہرہ اس کی طرف پکا۔۔۔

"بچتے امتحن گیا۔۔۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ آپ جھلکیاں نہیں دیکھنا چاہتے۔۔۔ نہ سی۔۔۔ میں تو خیر آپ کو کل ہونے والا پورا مجھ دکھا سکتا ہوں۔۔۔ نہیں وہی سکرین پر ہے۔۔۔"

"تمہارا دماغ ہل چکا ہے مشرب۔۔۔ جو مجھ ابھی ہوا ہی نہیں۔۔۔" تم مجھے آج نی وہی سکرین پر دکھا سکتے ہو۔۔۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا پاگل ہے۔۔۔ جو تمہاری بات پر یقین کرے گا۔۔۔"

"میں ہاں! وہ آپ ہیں۔۔۔ وہ پر سکون انداز میں سکریا۔۔۔"

"اے!!!" سیٹھ جلد دھاڑے۔۔۔"

ان کی دھاڑ سے ہوٹل کا پورا ہال گونج اٹھا۔۔۔ لوگ چونکہ کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔ انہیں خیال گزرا کہ سیٹھ جلد کہیں پاگل نہیں ہو گے۔۔۔

سیٹھ جلد اس ہوٹل کے مالک تھے۔۔۔ میزان کے لئے غامر تھی۔۔۔ اس پر کوئی شیں بیٹھ سکتا تھا۔۔۔ چاہے وہ میز پر بیٹھے ہوں یا نہ۔۔۔ وہ اس ہوٹل کے مالک تو تھے ہی، کرکٹ کی دنیا کے سب سے بڑے بواری بھی تھے۔۔۔ دو ٹکوں کے درمیان جب کوئی تھج ہو آتا تو وہ اس پر بہوا کھلتے تھے۔۔۔ اور ایک ہی دن میں کروڑوں کا لیتے تھے۔۔۔ سبھی کروڑوں ہار بھی جاتے تھے۔۔۔ لیکن آج یہ نوجوان ان سے ایک اس قدر بھیب بات کہ رہا تھا کہ ان کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔ ورنہ عام طور پر

پر وہ جلد شے میں آنے والے نہیں تھے۔۔۔

"مشتر کیا تمہیں پولیس کے حوالے کرنا پڑے گا۔۔۔ ذرا پولیس کو بلاتا بھی۔۔۔"

"میرا جنم۔۔۔ کیا صرف یہ کہ میں چند منٹ کے لئے آپ کی بیٹھ پر بیٹھ آپ کی اجازت کے بیٹھ گیا۔۔۔ لیکن آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ میں نے آپ سے اجازت مانگی تھی اور آپ نے مجھے اجازت دی تھی۔۔۔"

"اے!!!!" وہ ایک بار پھر دھاڑے۔۔۔ پھر ہرے کی طرف مڑے۔۔۔ "اندر سے ہو۔۔۔ دیکھے نہیں رہے۔۔۔ میں نے کیا کہا ہے۔۔۔ پولیس کو بلاؤ۔۔۔"

"میں انہیں اشارہ کر چکا ہوں سر۔۔۔ وہ دیکھئے۔۔۔ پولیس انہوں داخل ہو کر سیدھی آپ کی طرف رج کر پہنچ ہے۔۔۔"

"اوہ اچھا۔۔۔ وہ یک دم تھہٹے پر گئے۔۔۔ اتنے میں بھاری قدموں کی آواز گونج اٹھی۔۔۔

"تک سر۔۔۔" ایک حوالدار نے نزویک آنے پر کہا۔۔۔

"ان صاحب کو گرفتار کرلو۔۔۔"

"تی۔۔۔ کیا اس نے چوری کی ہے؟"

"تن نہیں۔۔۔ بیغیر اجازت میری میز پر آبیٹھا اور اوٹ پنگ پائیں کرنے لگا۔۔۔ ذرا نہیں یہ کہ رہا ہے کہ یہ مجھے کل کے تھج کی

بھلکیاں نی دی پر آج دکھا سکتا ہے۔“
”کیوں مشروپ یہ کیا بکواس ہے۔“

”تیز سے بات کریں۔۔۔ اس لمحے میں آپ کو عدالت میں طلب
کر سکتا ہوں۔۔۔ آپ ایک اعلیٰ درجے کے دکیل سے بات کر رہے
ہیں۔۔۔ مجھے گرفتار کرنے سے پہلے آپ کو ہٹانا ہو گا۔۔۔ میں نے کیا جرم
کیا ہے۔۔۔ اگر میرا جرم صرف یہ ہے کہ ان کی میز پر بلا اجازت بیٹھے گیا
تھا۔۔۔ تو میں اس بات کی معافی مانگتا ہوں۔۔۔ اس بات پر آپ مجھے
گرفتار نہیں کر سکتے۔۔۔ کیونکہ میں کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل
نہیں ہوا۔۔۔ ایک ہوٹل میں انسانوں کی طرح آیا ہوں۔۔۔ اگر میرا آنا
غیر قانونی ہے۔۔۔ تو ان سب کا اندر آتا بھی غیر قانونی ہے۔۔۔ اب چونکہ
میں پہلی مرتبہ یہاں آیا ہوں۔۔۔ لہذا مجھے نہیں معلوم تھا۔۔۔ یہ ان کی
خاص میز ہے اور اس میز پر کوئی نہیں بیٹھے سکتا۔۔۔ ویسے آپ چاہیں تو
میں کل کے صحیح کی بھلکیاں آپ کو آج دکھا سکتا ہوں اور آپ صرف
ایک دن میں مال دار ہو سکتے ہیں۔۔۔ اور سیٹھے جامد کو پریشان کر سکتے
ہیں۔۔۔“

”وہ۔۔۔ ویکھے جناب۔۔۔ میں ایک غریب پولیس والا ہوں۔۔۔
ہمارے پاس تو گزارے کے لیے پہنچے نہیں ہوتے۔۔۔ ہم بے چارے یہ
کرکٹ وغیرہ کا جواہر کھلیں گے۔۔۔ مجھے تو آپ معاف ہی رکھیے۔۔۔ باقی
ہری بات آپ کو گرفتار کرنے کی۔۔۔ واقعی میں آپ کو گرفتار نہیں کر

سکتا۔۔۔ زیادہ سے زیادہ میں آپ کو یہ کہ سکتا ہوں۔۔۔ کہ ہوٹل سے باہر
نکل جائیں۔۔۔ اور میں۔۔۔“

”جی نہیں۔۔۔ آپ اتنا بھی نہیں کر سکتے۔۔۔“۔۔۔ مسکرا یا۔۔۔
”لکھ۔۔۔ کیا مطلب؟“

”میں نے ہوٹل میں آکر کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا۔۔۔ ایک
بھول ہوئی ہے۔۔۔ آپ مجھے اس بھول کی بنا پر ہوٹل سے نہیں نکال
سکتے۔۔۔ میں اس بنا پر آپ کو اور سینہ جامد کو عدالت میں طلب کر سکتا
ہوں۔۔۔ یہ رہا میرا وکالت نام۔۔۔“

یہ کہ کر اس نے ایک کانڈہ اچانک جیب سے نکال کر ان کے
سامنے کر دیا۔۔۔ وہ پہنچی پہنچی آنکھوں سے اس کانڈہ کو دیکھنے لگے۔۔۔

”غیر جناب۔۔۔ آپ کسی میز پر جا کر بیٹھے جائیں۔۔۔ کیوں سینہ
صاحب۔۔۔ حوالدار نے معاملے کو ختم کرنے کے لئے کہا۔۔۔
”ہاں یہ نمیک ہے۔۔۔ سینہ جامد بھی زم پر گئے۔۔۔ کیوں نک۔۔۔ وہ جان
گئے تھے۔۔۔ یہ نوجوان کوئی شیرہ می کھیرہ ہے۔۔۔“

نوجوان پچھہ دور جا کر ایک میز پر بیٹھے گیا۔۔۔ میں اس وقت ایک
آدمی اس کی میز پر آیا اور دینی آواز میں بولا۔۔۔

”کیا میں یہاں بیٹھے سکتا ہوں؟“

”بیٹھنے۔۔۔“۔۔۔ مسکرا یا۔۔۔

وہ شخص بیٹھے گیا۔۔۔ چند سیکنڈ تک وہ اسے گھورتا رہا پھر بولا۔۔۔

"تو آپ کل کے مجھ کی جھلکیاں آج وکھا سکتے ہیں۔"

"ہاں!" اس نے کہا۔

"آپ یا تو خود پاگل ہیں.... یا دوسروں کو پاگل خیال کرتے ہیں۔"

"دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں۔" اس نے منہ بنا�ا۔

"تب پھر یہ کیسے ملکن ہے۔"

"تجھریہ کر لیں۔"

"اچھی بات ہے.... میں تجھریہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"آپ کون ہیں؟"

"میرا نام کنگ ہے۔"

"اوہ! اب میں سمجھا۔ آپ بھی کرکٹ میں جوئے کے ایک
ٹائمور جواری ہیں.... اور شاید سینھ جامد کے بعد سب سے زیادہ نام آپ
کا سننے میں آتا ہے۔"

"آپ تھیک سمجھے۔"

"لکن آپ یہاں اپنے ریقب کے ہوٹل میں کیا کر رہے ہیں؟"

"ہوٹل میں کسی کے آئے پر پابندی تو ہے نہیں.... خبریں لیتے
کے لئے آ جایا کرتا ہوں.... اس طرح سینھ جامد میرے ہوٹل آ جاتے
ہیں۔ میں کوئی اعتراض نہیں کرتا۔"

"اوہ! تو آپ بھی ہوٹل کے مالک ہیں۔"

"میں ہاں.... جھلکیاں دیکھنے کے لئے کمال جانا ہو گا۔"

"کہیں بھی چلیں.... اس کے لئے میں آپ کو کسی خاص جگہ
نہیں لے جاؤں گا۔ آپ مجھے اپنے گھر یا اپنے ہوٹل لے چلیں۔
بس وہاں فی وی سیٹ اور وی سی آر ہونا ضروری ہے۔"

"آئیں پھر چلیں۔" - کنگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ان دونوں کو دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر سینھ جامد نے
ایک قوتھہ لگایا۔

"ہاہاہا..... کنگ.... کیوں پاگل بن رہے ہو۔ یہ نوجوان کوئی
چکر باز ہے۔"

"میں آپ کو ان القاتل کی بنا پر عدالت میں طلب کر سکتا
ہوں۔"

"اڑے میاں جاؤ۔ کیا بار بار عدالت کی دھمکیاں دے رہے
ہو۔ کریمہا۔ تم عدالت میں طلب۔"

"نہیں کروں گا۔ میں اپنا وقت بریاد کرنے کا عادی نہیں۔
جنہی دیر میں میں آپ کو عدالت میں طلب کروں گا۔ اتنی دیر میں تو
میں نہ جانے کتنی دولت کمالوں گا۔"

"تو را ایک منٹ نہ صرس گے آپ۔" - سینھ جامد نے طریقہ انداز
میں کہا۔

"تھی ضرور۔ کیوں نہیں۔ فرمائیے۔" - نوجوان اس کی طرف

"لگ... ذرا اس نوجوان سے یہ تو پوچھتا کہ اگر اسے معلوم ہے... کل کے نجی میں کیا ہوتا ہے۔ تو یہ خود کیوں جو انکھیں کر مال دار نہیں بن جاتا۔"

"میں چھوٹے کام کرنے کا عادی نہیں... بڑے ہاتھ مارا کرنا ہوں۔"

"کیا کہا... یہ چھوٹا کام ہے۔ کروڑوں کا جوا چھوٹا کام ہے۔" پیشہ جاندے چلا یا۔

"ہاں! چھوٹا کام ہے۔"

"تب پھر ہم چھوٹے لوگوں کے پاس کیوں آئے ہو؟" "لوگ اشتہار دیتے ہیں۔ اپنی مصنوعات کو پہنلانے کے لئے۔ کاروبار کو پہنلانے کے لئے۔"

"ہاں ہاں۔" لگ نے فوراً کہا۔

"میں اپنی شرت کے لئے ایسا کر رہا ہوں۔ کل میرے پاس اگر آپ آئیں گے پرسوں کے نجی کے بارے میں جانتے کے لئے... میرا مطلب ہے.... جھلکیاں دیکھنے کے لئے تو میرا رست بہت بڑے چکا ہو گا۔" جب کہ آج میں مسٹر لگ کو بالکل منت جھلکیاں دکھاؤں گا۔"

"جاوے... جاوے... تم بھی پاگل ہو اور تمہارے ساتھ لگ بھی پاگل ہو گیا ہے۔"

"جاوے خیر ہم رہے ہیں... یہاں ہم خیر نہیں رہے۔" لگ نے جلا کر کہا۔

"اور جو کچھ اس پاگل سے معلوم ہو... مجھے بھی بتانا۔"

"یہ خیر نہیں ہو گا۔ میں اس بات کو اپنے تک محفوظ رکھوں گا۔"

"بھی وافے اب لگ پاگلوں کی باتوں پر عمل کرے گا اور مجھے ٹکٹکت دے گا۔"

"یہ بات نہیں سیٹھ جائے۔ میں دیکھتا چاہتا ہوں۔ یہ نوجوان آخر یہ بات کیوں کہ رہا ہے۔"

"اپنا وقت خالی کرنے کا پروگرام ہے تو ضرور جاؤ۔"

"وقت پہلے ہی کون سا آیا ہوتا ہے میرا... اُو نوجوان چلیں۔ میں تمہیں اپنے کرے میں لے جا رہا ہوں۔ اگر تم نے مجھے سے کوئی دھوکے بازی کی تو نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہیں لکھے گا۔"

"اوکے... آئیے۔"

دونوں باہر نکل آئے۔ لگ نے اسے اپنی کار میں بٹھایا اور اپنے گھر لے آیا۔ اس کی کوشش بہت عالی شان تھی۔

"بہت زبردست کوشش ہے۔ لیکن۔" نوجوان کہتے کہتے رک کیا۔

"لیکن کیا۔"

نہیں ہوئی۔

”بہت عجیب باتیں ہیں یہ میرے لئے۔“

”ابھی اور عجیب باتیں آپ کے سامنے آئیں گی۔۔۔ غفران کریں۔۔۔ نوجوان بندا۔۔۔“

اچانک فی وی سکرین پر کھیل کا میدان نظر آئے لگا۔۔۔ یہ وہی میدان تھا جس میں کل مجھ ہونے والا تھا۔۔۔ مجھ بہت جوڑ توڑ والا تھا۔۔۔ اور تماشا یوں میں بے پناہ جوش پایا جا رہا تھا۔۔۔ شیڈیم کے تمام ٹکٹ فروخت ہو چکے تھے۔۔۔ اور ان گت لوگ ان پر شر میں لگا چکے تھے۔۔۔

کھیل کا میدان نظر آئے کے فوراً بعد دونوں ٹیموں کے کپتان آتے نظر آئے۔۔۔ ایسا زیبھی ان کے ساتھ تھا۔۔۔ سکے اچھا لگا۔۔۔ ناس پاک لینڈ نے جھٹا۔۔۔ اس نے شلوچستان کے کپتان کو پہلے کھینچنے کی دعوت دی۔۔۔ اس طرح مجھ شروع ہوا۔۔۔ مختلف شیم تیزی سے سکور کرنے لگی۔۔۔ لگ ساتھ ساتھ پاٹس نوٹ کر رہا تھا۔۔۔ اچانک اس نے تقد نگایا۔۔۔

”کیا ہوا جناب؟“ نوجوان نے حیران ہو کر کہا۔

”میں سمجھ گیا۔۔۔ یہ تو پچھلے سال وال مجھ ہے۔“

”پچھلے سال شلوچستان کے کپتان نے کتنے روز بنائے تھے۔“

”ایک سو بارہ۔“

”تب پھر مجھ دیکھتے رہئے۔۔۔ ابھی معلوم ہو جائے گا۔“

”میں بہت جلد اس سے زیادہ عالی شان کوٹھی کا ماں بنتے والا ہوں۔۔۔“

”یار تمہارا نام کیا ہے۔۔۔ تم باتیں بہت بڑھ کر بتاتے ہو۔۔۔“

لگنے مثہ بھایا۔۔۔

”میرا نام۔۔۔ آپ کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔۔۔ میری ہاتوں کا اندازہ آپ کو کل مجھ دیکھتے ہوئے ہو گا۔“

”آؤ آؤ۔۔۔ لگنے کما اور اسے ڈرائیکٹ روم میں لے آیا۔۔۔“

”یہ بہانی وی اور وی سی آر۔“

”میری۔۔۔ آپ بیٹھ جائیں۔۔۔ میں ابھی ایک دو منٹ میں اپنا کام کر دتا ہوں۔“

نوجوان نے کما اور سیٹ کے پاس چلا گیا۔۔۔ اب اس نے اپنے کوٹ کی بیب سے ایک دیہیو کیسٹ نکالی اور اس کو وی سی آر میں لگا دیا۔۔۔

”سمراںی فرمایا کہ آپ نوٹ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔۔۔ کیسٹ پر ہو میں ایک بار نظر آگیا۔۔۔ وہ دوبارہ نظر میں آئے گا۔“

”کیا مطلب؟“ لگنے چوک کر کہا۔۔۔

”مطلب یہ کہ یہ کوئی عام کیسٹ نہیں ہے کہ جہاں سے تی چاہے، پھر اونا کر دیکھ لیں گے۔۔۔ جوئی مجھ شروع ہو گا۔۔۔ آپ پاٹ نوٹ کرتے جائیں۔۔۔ ہر ہر قدم نوٹ کر لیں۔۔۔ پھر نے کہے گا۔۔۔ خبر

دونوں بیچ دیکھنے میں محو ہو گئے اور پینتالیس رنز بنا کر ہلوستان کا کپتان آؤٹ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی فلم بند ہو گئی۔

”یہ کیا... فلم بند کیوں ہو گئی؟“

”آج کے لئے اتنا ہی بیچ کافی ہے۔“ اس نے حیران ہو کر کہا۔

”نہیں پورا بیچ دکھائیں۔“

”نہیں.... پورا بیچ دکھایا تو آپ اس کے مل پر کروڑوں روپے جیت جائیں گے اور مجھے کچھ نہیں ملے گا۔“ میں چوکہ ابھی آپ کو میرے دکھائے گئے بیچ پر یقین نہیں، اس لئے آپ مجھ سے سوا کریں گے نہیں۔ اس لئے آپ نے جتنا بیچ دیکھا ہے۔ وہ آپ کو یاد رہے گا۔ ساتھ ساتھ پاہٹ آپ نے نوٹ کریں گے ہیں۔ لہذا جب آپ بیچ دیکھ رہے ہوں گے۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ پاکل میں بیچ آپ ایک دن پسلے دیکھے ہیں۔ تب آپ کو میری قدر و قیمت معلوم ہو گی۔ اس وقت آپ میری تلاش میں نہیں گے۔ مجھے پاکلوں کی طرح تلاش کریں گے۔“

”آپ... آپ... کہاں رہتے ہیں؟“

”میں آپ کو آپ کے ہوٹل میں مل جاؤں گا۔ آپ مجھ سے وہیں ملاقات کر سکتے گے۔“

”بہت خوب! میا آپ تھوڑا بیچ اور نہیں دکھائے۔“

”دکھا تو سکتا ہوں۔“ میں اس طرح مرا نہیں آئے گا۔ آج اتنا ہی کافی ہے۔“

”اگر یہ واقعی کل کا بیچ ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ ممکن کیسے ہے۔ یہ تو دنیا کے لئے ایک بُجوبہ ہو جائے گا۔ دنیا کا آنھوں بُجوبہ۔ آخر آپ یہ کیسے کر لیتے ہیں؟“

”یہ راز کی بات بھلا میں آپ کو کیسے بتا سکتا ہوں۔“ اس نے منہ بیٹایا۔

”خبر نہ بتائیں۔ ابھی تک تو مجھے اس بات پر اختدادی نہیں ہے۔“

”ہوں خیر۔ کل آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔“

”خیر! میں چلتا ہوں۔ کل ملاقات ہو گی۔“ سکگ نے کہا۔

”یہ ضروری نہیں۔“ نوجوان مسکرا یا۔

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ یہ ضروری نہیں، کل ملاقات ہو جائے۔“ ہو سکتا ہے، نہ ہو۔“

”خیر۔ دیکھیں گے۔“

اور پھر نوجوان وہاں سے چلا گیا۔ سکگ گمری سوچ میں غرق تھا۔ اچانک اسے کچھ خیال آیا۔ اس نے ہوٹل فون کیا۔ طبلہ بتا کر پوچھا۔

"کیا اس حلقے کا کوئی نوجوان ہوٹل میں ٹھرا ہوا ہے؟"
 "پچھے نہیں کہا جاسکتا۔ ہم کے بغیر کس طرح تناکتے ہیں سر
 ہم۔"

"اچھا تھا..... کوئی بات نہیں۔" لگنے کما اور فون بند کر دیا۔
 نوجوان کیست وی سی آر میں ہی چھوڑ گیا تھا۔ لگنے اس کو
 واپس کیا۔ اور پھر میں آن کر دیا۔
 فلم چلتی رہی۔ لیکن سکرین پر کوئی مظہر نہ کیا۔ گوا کیست
 غالی تھی۔ لگن کو حیرت کا ایک جملہ لگا۔ وہ چلا اٹھا۔
 "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

لیکن اس سوال کا جواب اسے کون دے سکتا تھا۔ جو دے سکا
 تھا۔ وہ چلا گیا ہے۔ اب دوسرے دن کا ہے چینی سے انتظار کرنے
 لگا۔ اس نے نہ صرف بیچ کے پاٹخت نوٹ کیے تھے۔ آواز کوشیدہ
 بھی کیا تھا۔ اس نے نیپ کو سن کر دیکھا۔ اس میں آوازیں محفوظ
 تھیں۔

اور پھر دوسرے دن وہ وقت پر شیڈیم میں آگیا۔ اس کا دل
 زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار خود سے کہ رہا تھا۔ یہ کیسے ہو
 سکتا ہے۔

آخر خدا خدا کر کے بیچ شروع ہوا۔ دنوں کپتان ناس کرتے
 کے لئے آگے پڑھتے نظر آئے۔ اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑی نظر

آل۔ دنوں کپتان بالکل اسی انداز میں آگے آ رہے تھے۔ جس انداز
 میں وہ ایک دن پلے انہیں آگے آتے دیکھ چکا تھا۔ اب تو اس کی
 آنکھیں مارے حیرت کے لگیں چھیٹے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" اس کے منہ سے اچانک لٹلا۔

"کیا ہوا مسٹر کنگ۔ کیا کیسے ہو سکتا ہے؟" ساتھ بیٹھے آدمی
 نے اس سے کہا۔

یہ خاص لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ لگن بھی کرکٹ کی دنیا
 کا خاص آدمی تھا۔ چاہے۔ جوئے کی نسبت سے تھا۔
 "پچھے نہیں۔ ایسے ہی منہ سے الفاظ نکل گئے۔"

اسی وقت سکر اچھا لگا۔ اور پاک لینڈ نے ہاس جیت لیا۔
 نیم کے کپتان نے شلوچستان کو کھیٹھے کی دعوت دی۔

ادھر لگن کی آنکھیں اور پہلیں گئیں۔ پھر جب بیچ شروع ہوا
 تو مارے حیرت کے اس کا برا حال ہو گیا۔
 اچانک وہ تڑ سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔



کنگ

کنگ کے آس پاس کے لوگ گھبرا گئے۔ کچھ نہ مل کر اسے
انھیا اور ایر جنی کیپ میں پہنچلا۔ دہان ڈاکٹر نے اسے دیکھا، اجھش
وڑا۔ تب کسیں جا کر اسے ہوش آیا۔

”کیا ہوا جناب خیر تو ہے۔ کیا آج بہت بڑی رقم ہار گئے
آپ؟“ ڈاکٹر نے ٹھہری انداز میں کہا۔ سب لوگ اسے بہت اچھی
طرح جانتے تھے۔

”نہیں۔ ایسی بات نہیں۔ آج تو میں بہت بڑی رقم جیتیوں
گا۔“

”اوہ! تب پھر آپ خوشی کی زیادتی سے بے ہوش ہوئے ہوں
گے۔“

”شاید ایسی ہی بات ہے۔ اوہ۔ مجھے تو مجھ دیکھنا ہے۔“ اس
نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے۔ ابھی آپ آرام کریں۔ کسیں پھر نہ بے
ہوش ہو جائیں۔“

”نہیں۔ کوئی بات نہیں۔ اب میں بے ہوش نہیں ہوں
گا۔ آپ گفرنہ کریں۔“

اب پھر وہ باقی مجھ دیکھتا رہا۔ لیکن اس کا دھیان دراصل مجھ کی
طرف نہیں تھا۔ خدا خدا کر کے تھی ختم ہوا۔۔۔ دہان سے فارغ ہو
کر سیدھا اپنے ہوٹل پہنچا۔ اس کے چہرے پر ہوانیاں اڑ رہی تھیں۔
”خیر تو ہے مر؟“ اس کے مینځر نے جیران ہو کر کہا۔

”لگ۔ کچھ نہیں۔ ہمارے ہوٹل میں ایک نوجوان غھرا ہوا
ہے۔۔۔ میں اس کا طیارہ بتاتا ہوں۔۔۔ طے کو غور سے ستو اور مجھے بتاؤ۔۔۔
وہ کون سے کمرے میں غھرا ہوا ہے؟“۔ یہ کہ کر اس نے جیلے اسے
بتایا۔

مینځر نے جیلے خود سے نا اور سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے
کہا۔

”مجھے افسوس ہے جناب! اب سے آدھے گھنٹے پہلے وہ ہوٹل سے
جا چکا ہے۔“

”کیا۔۔۔ نہیں۔“

”ہاں سو۔۔۔ گئی بات ہے۔۔۔ آپ کا بتایا ہوا طیارہ اس پر بالکل
فتیعتا ہے۔“

”اف مالک۔۔۔ یہ کیا ہوا؟“

”کیا بات ہے مر؟“

"مگر... کچھ نہیں۔"

عین اس وقت ہوٹل کے فون کی سمجھنی بچ اشی... کاؤنٹر میں نے
رسیور انھیاً پھر بولا۔

"مری.. آپ کا فون ہے۔"

"کہ دی... مجھے فرصت نہیں... پھر کسی وقت فون کریں۔"

اس نے بھی کہ دیا۔ دوسرا طرف کی بات سن کروہ بولا۔

"سر! وہ کہ رہے ہیں... میں بھی والا نوجوان بات کر رہا ہوں۔"

"بھی... ایک منٹ میں اس سے بات کروں گا۔" اس نے کانپ کر کہا۔

"لیکن مری.. آپ کانپ کیوں رہے ہیں؟"

"ایک منٹ۔" یہ کہ کر اس نے جھپٹ کر رسیور لے لیا اور

بولا۔

"تو آپ وہی نوجوان ہیں؟"

"بالکل۔" اس کی آواز سن کر اس کی جان میں جان آئی۔

"آپ یہاں سے چلے کیوں گئے؟"

"یہ میری خاص عادت ہے... اگر آپ کل ہی میری بات پر
یقین کر لیتے تو میں آپ کو ہرگز پریشان نہ کرتا۔ لیکن آپ نے میری

بات پر اعتماد نہ کیا۔ تو میں نے بھی آپ کو سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔"

"اچھا چھوڑیں.... یہ تماں کیس... ملاقات کہاں ہو رہی ہے۔"

"میں اس وقت ساحل سمندر سے تھوڑے فاصلے پر ہوں۔
مجھے ساحل بہت اچھا لگتا ہے۔ آپ کو کیا لگتا ہے؟"
"لکھ کیا؟" وہ بے خیالی کے عالم میں بولا۔
"ساحل۔"

"اوہ ہاں! اچھا لگتا ہے۔"

"بیس تو پھر میں آ جائیں۔ اور اکیلے آئیں۔ اگر کسی کو ساتھ
لے کر آئیں گے۔ تو ملاقات نہیں ہو گی.... یا پھر کسی طرح ملاقات
ہوتی تو فائدہ نہیں ہو گا۔"

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ ساحل پر کس جگہ آؤں۔"

"انداوا۔" کہا گیا۔

"اوکے۔" اس نے کہا۔

پھر وہ اسی وقت اپنی کار میں اٹاوا پہنچ گیا۔ نوجوان ایک اوپر
جگہ پر اسے آتے دیکھ رہا تھا۔ پھر دونوں نزدیک آگئے

"آخر آپ نے مجھے اکیلے میں آئے کے لئے کیوں کہا؟"

"یہ راز کی بات آپ بہ کے سامنے کر سکتے تھے۔"

"اوہ ہاں۔ نہیں۔" اس نے کہا۔

"اب ہو جائے معاملے کی بات۔ کیا آپ کل کے بھی کو
بخلیاں بلکہ پورا بھی دیکھنا چاہتے ہیں؟"

"اف میرے خدا۔ آپ یہ کیسے کر لیتے ہیں؟"

”پسلے تو آپ نے بتایا تھا کہ آپ ایک وکیل ہیں۔“۔ لگ کے
لئے میں حیرت تھی۔
”کیا ایک ریاضی دان ایک اچھا وکیل نہیں ہو سکتا۔ یا ایک
وکیل اچھا ریاضی دان نہیں ہو سکتا۔“۔
”بب..... بالکل ہو سکتا ہے۔“۔
”تب پھر اس بات سے کیا بحث کہ میں کیا ہوں اور کیا نہیں۔
اگر میں آپ کو یہ بتاؤں کہ میں ایک بھرمن انجینئر بھی ہوں تو آپ کیا
کر لیں گے۔“۔
”لگ..... کچھ نہیں۔“۔
”لہذا آپ صرف یہ بتائیں۔ دس کروڑ میں سے میرا کتنا حصہ
ہو گا۔“۔
”ایک کروڑ۔“۔
”واہ..... جو ساری معلوماتو آپ کو دے گا۔ جس کی وجہ سے
آپ ایک دن میں بلکہ آٹھ گھنٹے میں دس کروڑ کے مالک بن جائیں
گے۔ اس کو صرف ایک کروڑ طے کا۔ اور آپ کو نو کروڑ ہے
کوئی تک اس بات کی۔“۔
”تب پھر آپ کیا چاہتے ہیں؟“۔
”پانچ کروڑ۔“۔
”کیا مطلب؟“ اس نے چوک کر کہا۔

”آپ کو آم کھانے سے غرض ہے با پڑھنے سے؟“ تجزیے
میں کہا گیا۔
”آم کھانے سے۔“ اس نے فوراً کہا۔
”بہن تو پھر آم کھائیے۔ میں جب آپ کو کل ہونے والا پورا
معج آج دکھا سکتا ہوں۔ تو آپ کو اس سے کیا کہ میں یہ کیسے کر لیتا
ہوں؟“۔
”وہن میں سوال تو گزرتا ہے۔“ لگ نے مدد بتایا۔
”گزر نے دیں۔ اور یہ بتائیں۔۔۔ کل کے معج میں آپ کتنی رقم
جیت سکتے ہیں جب کہ آپ کو معج کے بارے میں ہر بات پسلے سے
معلوم ہو گی۔“۔
”ایک کروڑ روپے۔“ لگ بولا۔
”بجہ سے چالاکی۔“ توجہ ان نے عجیب سے انداز میں کہا۔
لگ اس کے اس انداز پر گھبرا سا گیا۔۔۔ اس لئے اس نے
اس سے خوف محسوس کیا۔۔۔ چنانچہ بوكھلاتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔
”پانچ کروڑ جیت سکتا ہوں۔“۔
”اب بھی غلط۔۔۔ آپ کم از کم دس کروڑ روپے جیت سکتے
ہیں۔“۔
”اوہ..... اوہ..... یہ بات آپ کیسے کہ سکتے ہیں۔“۔
”میں ایک بہت ماہر ریاضی دان ہوں۔“۔

”پاکل ہو گا۔ فکر نہ کریں۔“

”تو پھر لکھیں چیک... میں ایک ملازم کے ذریعے چیک بک
بیجوں گا۔“

نگ نے چیک لکھ دیا... نوجوان نے چکلی بھائی، ش جانے کس
طرف سے ایک شریف صورت نوجوان سامنے آگیا۔

”یہ چیک بک لے جاؤ۔ میخیر سے کہنا فوری طور پر یہ فون کر
کے معلوم کرے... ان کے اکاؤنٹ میں رقم ہے یا نہیں۔“

”لیں سر۔“ اس نے فوراً کہا۔

”حد ہو گئی۔“ نگ نے برا سامنہ بنا یا۔

”میں کاروباری معاملات میں کسی پر احتساب نہیں کرتا۔“

”اچھی بات ہے... کر لیں اطمینان... لیکن اس کا ایک اور
طریقہ ہے... وقت فتح جائے گا۔“

”اور وہ کیا مسئلہ نگ۔“

”اپنے بک میخیر کو فون کریں۔ اسے میرے بک کا نام اور
اکاؤنٹ نمبر بتائیں اور کہیں کہ اس اکاؤنٹ سے کوئی شخص پانچ کروڑ کا
چیک دے رہا ہے۔ وہ کیش ہو گا یا نہیں۔“

”میرا خیال ہے... یہ واقعی بستر ترکیب ہے... یہ کہ کہ اس نے
موباکل فون نکالا اور بک سے بات کی۔ تم مٹ بھدھی تصدیق ہو
گئی کہ چیک کیش ہو جائے گا۔“

”پانچ کروڑ کا مطلب پانچ کروڑ ہی ہوتا ہے۔“

”میں آپ کو بیٹھے بھائے پانچ کروڑ کیوں دوں؟“

”کیا ہر پنج پر ایسا نہیں ہوتا۔ کہ کسی پنج میں چند لاکھ یا زیادہ
سے زیادہ پچاس لاکھ آپ جیت جاتے ہیں۔ اور نہ جانے کتنے ہار
جاتے ہیں۔“

”ہاں! ایسا ہوتا ہے۔“

”تب پھر پانچ کروڑ آپ کو مشکل کیوں لگ رہے ہیں۔“

”اوکے... آپ پنج دکھاریں... میں پانچ کروڑ ادا کر دوں گا۔“

”میں ایسے کچے سوے نہیں کرتا۔“ نوجوان مسکرا یا۔

”کیا مطلب؟“ نگ نے چوک کر کہا۔

”جی ہاں! رقم ایکواں لیا کرتا ہوں۔“

”لیکن پانچ کروڑ کی رقم ایکواں میں کیسے دی جا سکتی ہے...“
”لیکن یہ کوئی زبردست حشم کا دھوکا دینی کا معاملہ ہو اور میں ۰/۰
پیٹ کر رہ جاؤں۔“

”آپ کی مرضی... میں یہ سووا کسی اور سے کر لوں گا۔“

”یہ بھی نہیں ہو سکتا۔“

”اوہ... تو آخر کیا ہو سکتا ہے؟“

”اچھا تھیک ہے۔ پانچ کروڑ کا چیک وصول کر لیں۔“

”وہ آج ہی کیش ہونا چاہیے۔“

”اب معاملے کی بات ہو جائے... آپ مجھے کل والا پورا مچ دکھائیں گے۔“

”بالکل دکھاؤں گا.... آئے۔“

وہ ساحل پر بنے ایک ہٹ میں اسے لے آیا۔ اس کا ملازم وہاں موجود تھا۔ اور وہاں فی وی وی سی آر سینٹ پسلے سے تیار رکھا تھا۔ نوجوان نے اپنی جیب سے کیس نکالی اور اس میں لگادی۔ قلم شروع ہو گئی۔ اور مجھ نظر آنے لگا۔

وہ پورے مجھ کے نوت لیتا چاکیا۔ آخر مجھ ختم ہو گیا۔

”لک... کیا واقعی... کل بالکل یہی مجھ ہو گا۔“

”ہاں! آپ پسلے ہی تجربہ کر پکے ہیں.... اگرچہ وہ پورا مجھ نہیں تھا۔ میکن جہاں تک آپ نے دیکھا تھا۔ وہاں تک تو بالکل اسی طرح ہوا تھا نا۔“

”بے شک... سوال یہ ہے کہ آپ یہ کیسے کر لیتے ہیں؟“

”یہ ایک راز ہے... اور اس راز کی قیمت آپ نہیں دے سکتے۔“ وہ سکرایا۔

”میا مطلب... یعنی اگر میں آپ کو آپ کی طلب کردہ قیمت دے دوں تو آپ یہ راز مجھے دے سکتے ہیں۔“ لکھ نے جیان ہو کر کہا۔

”نہیں.... بالکل نہیں۔“

”اس صورت میں بھی نہیں دیں گے۔“

”یہ بات نہیں.... آپ وہ قیمت دے نہیں سکتے۔“

”آخر تکنی۔“

”سوکھر۔“

”دعاخ خراب ہے تمہارا۔“

یک دم نوجوان کا چہرو سرخ ہو گیا۔ اس کا ہاتھ انداز اور اس کے سر پر لگا۔ لگ دھپ سے گرا۔ اور ساکت ہو گیا۔

”تو یہ اسے ہوش میں لاو۔“ یک لخت وہ مکرانے لگا۔

چہرے پر آجائے والی سرفی پھر فوراً غائب ہو گئی تھی۔

اس کے ملازم نے لگ کو ہوش میں لائے کی کوشش شروع کی۔ آخر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

”تم... تم نے... مجھے کیوں ہاتھ مارا۔ لل... لیکن... اس کے چہرے پر حیرت نظر آئی۔

”لیکن کیا؟“

”سوال یہ ہے کہ میں ایک ہاتھ لگنے سے بے ہوش کیوں ہو گیا؟“

”کیوں.... کیا تم ایک ہاتھ لگنے سے بے ہوش نہیں ہو سکتے۔“

”نہیں.... میں خود ایک اچھا لڑاکا ہوں.... اور ایسے ان گست ہاتھ کھا کر بھی بے ہوش نہیں ہوتا۔ پھر میں اس وقت بے ہوش کیسے

ہو گیا؟"

"اے تم میری کاری گری کر سکتے ہو۔ یہ گر بھی میں تمہیں سکھا سکتا ہوں اور اس کا محاوضہ زیادہ نہیں لوں گا۔ صرف ایک لاکھ روپے۔" وہ مسکرا دیا۔

لگکے اسے گھوڑ کر دے گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"لیکن تم نے مجھے مارا کیوں؟"

"تم نے مجھے کہا تھا۔ تم سارا دماغ خراب ہے۔ یہ میری شان میں۔ میرے دماغ کی شان میں گستاخی تھی۔ سو میں غصے میں آگیا اور جب میں غصے میں آ جاتا ہوں تو دوسروں کو ایک ہاتھ مارے بغیر تمہیں رہتا اور اگر میں ایک ہاتھ دوسرے کو نہ ماروں تو پھر میرے غصے میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر معاملہ ایک ہاتھ پر ختم نہیں ہوتا۔ کی ہاتھ پر ختم ہوتا ہے۔"

"اوہ اچھا۔ کیا میں بھی تمہیں ایک ہاتھ رسید کر سکتا ہوں؟"

"شوق سے۔ میرا سر حاضر ہے۔ پورا جسم حاضر ہے۔ جمال بھی آپ ہاتھ رسید کرنا پسند کریں۔"

لگکے آگے پہنچا۔ اسے اپنی پاکنگ پر بہت ناز تھا اور اسی بات پر وہ جوان تھا کہ صرف ایک ہاتھ کھا کر وہ بے ہوش کس طرح ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک بھرپور ہاتھ اس کے سر پر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے لئے چکرا دینے والا تھا۔ نوجوان اپنی لگکے سے با

نک نہیں۔ بس مسکرا تا رہا۔ گویا اسے کوئی اٹھ نہیں ہوا تھا۔

"مزاح نہیں آیا۔" وہ بولا۔

"کیا مطلب؟" لگکے نے بوکھلا کر کہا۔

"آپ کا منکا کھا کر مزاح نہیں آیا۔ مجھے تو احساس تک نہ ہوا کہ کوئی چیز میرے سر پر گلی ہے۔ وہ لوپے کا راؤ کمرے کے کونے میں لگ نظر آ رہا ہے۔ انھا کر میرے سر پر ماریں۔"

"عن نہیں۔ میں کسی کا خون سر پر لینا پسند نہیں کرتا۔ جو اخنوں کھلیتا ہوں۔ خونی نہیں ہوں۔"

"اوہ۔ میں کہ رہا ہوں۔ ماریں۔ مجھے کچھ نہیں ہو گا۔"

"یہ لوپے کا ہے۔ اور پھر بھی کچھ نہیں ہو گا۔" لگکے لئے میں جھرت تھی۔

"یہی تو دکھانا چاہتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ تم ساری مرشی۔"

"یہ کہ کر اس نے راؤ انھا لیا۔ اور پھر اس کے سر پر دے مارا۔ اس نے خود کو بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ راؤ سر پر لگا۔ یوں محسوس ہوا جیسے لوپے سے لوپا گکرا دیا ہو۔

"آپ نے بت آہستہ دار کیا۔ اب بھی مزاح نہیں آیا۔"

"لبیں۔ اگر میں اس سے زیادہ نور سے ماروں گا تو تمہارا سر پخت چائے گا۔"

پاک کتے۔ لیکن وہ ایک دن پہلے اپنی آنکھوں سے مجھ کو بالکل اسی طرح شروع ہوتے دیکھ چکا تھا۔ جس طرح اس نے اس سے اگلے دن حقیقت میں ہوتے دیکھا تھا۔

اب اس نے اس مجھ کے مطابق اپنی ساری دولت لگا دی۔ اس کے کاروباری دشمن سینھ جامد کو جب اس کا پتا چلا تو وہ بست پریشان ہوا اور اس نے اسے فون کیا۔

”ہیلو۔ کنگ۔ کیا اس مجھ کے بعد کنگال ہونے کا ارادہ ہے؟“
”یہ تو کل کا سورج بتائے گا کہ کنگال کون ہونے والا ہے۔“

”پاک ہو تم۔ دوسری نیم کے چیزیں کے امکانات اس قدر دوشن ہیں کہ اس نیم پر رقبیں لگا رہے ہیں اور تم ہو کہ ہارنے والی نیم پر ساری دولت لگا بیٹھے ہو۔“

”تمہیں تو پھر خوش ہونا چاہیے۔ کل میری ماری دولت تمہاری ہونے والی ہے۔“ کنگ سکرایا۔

”کیا تم اس نوجوان کے جال میں آگئے ہو۔“ سینھ جامد نے کہا۔

”ہاں!“ اس کے مذہ سے نکل گیا۔
”کیا مطلب۔ کیا اس نے کل ہونے والا مجھ تمہیں آج دکھایا ہے۔“

”ہاں!“ اس نے کہا۔ اب چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

”تمہیں پہنچے گا۔ زور سے وار کریں۔“

”وکیہ لیں۔ سوچ لیں۔ میں بھی باکسر ہوں۔“

”آپ جیسے باکسر میں نے ان گنت دیکھے ہیں۔“

کنگ کو غصہ آگیا۔ اس نے ایک بھرپور وار اس کے سر پر کیا۔ لیکن وہ جوں کا توں کھڑا رہا، البتہ اس نے کہا۔

”ہاں! اب محسوس ہوا ہے۔ کہ کسی نے کوئی چیز میرے سر پر آہستہ سے ماری ہو۔“

”حیرت ہے۔ ابھی تمہیں صرف اتنا محسوس ہوا ہے کہ کوئی چیز آہستہ سے سر پر ماری گئی ہے۔“

”ہاں بالکل۔“

”چھا خیز۔ اب میں چلتا ہوں۔“

”آپ کی مرضی۔“

”اور اگر کل مجھ اس طرح نہ ہو؟“

”اس چیک پر تاریخ پرسوں کی اسی لیے ڈلوائی ہے میں نے۔ جب مجھ اس طرح کا ہو جائے گا۔ اس وقت میں چیک جمع کراؤں گا۔“

”اوے کے۔“ وہ بولتا۔

اور پھر وہ شر آگیا۔ اگر کسی کو وہ یہ بات بتاتا کہ اس نے کیا کیا ہے۔ پانچ کروڑ روپے کر اس نے کیا چیز خریدی ہے تو سب اسے

چکا تھا۔ ایسے میں اسے سینہ جادہ کا فون وصول ہوا۔
 ”کیا حال ہے لگ۔ بارٹ فل ہو رہا ہے یا نیس تمہارا۔“
 ”نیں۔۔۔ میرے والی نیم جیتے گی۔۔۔ اس وقت تک کامیج بھی
 بالکل اسی طرح ہوا ہے۔ جس طرح اس نے دکھایا تھا۔“
 ”کیا۔۔۔ نہیں!!!“ سینہ جادہ چلا اٹھا۔

”ہاں سینہ جام۔۔۔ تم ڈوب گئے۔۔۔ تمہاری نیم آج ہار جائے
 گی۔“

”تمہارا دماغ خراب ہے۔۔۔ ساری دنیا جانتی ہے۔۔۔ یہ نیم ہرگز
 نہیں جیت سکتی۔۔۔ دیکھ نہیں رہے۔۔۔ سکور کتنا ہے اس کا۔۔۔ اس قدر
 کمزور نیم اتنا سکور تو کیا۔۔۔ اس سے نصف سکور بھی ہرگز نہیں کر
 سکتی۔“

”ماجنگ لگن کو آرسی کیا۔۔۔ اب مجھ نیم ہونے میں دیر کتنی لگے
 گے۔۔۔ قرباً“ چار گھنٹے۔۔۔ چار گھنٹے بعد بات کریں گے۔۔۔ اس وقت میں
 جناب کا مرا جان پوچھوں گا۔۔۔ لیکن میرا خیال ہے۔۔۔ اس وقت آپ اپنا
 مذاق بتانے کے قابل نہیں رہ جائیں گے۔“

”نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ آج کی جیت میری ہے۔۔۔ جوئے کا
 بادشاہ تو میں پہلے ہی مانا جاتا ہوں۔۔۔ اور اب میں جوئے کا شہنشاہ بن
 جاؤں گا۔“

”جب ایسا ہو جائے تو مجھے ضرور خبر کریں۔۔۔ لگک ہند۔“

اس کے منہ سے پسلے ہاں ہو لکل چکا تھا۔
 ”اوے کے۔۔۔ لگ۔۔۔ کل سے تمہاری بربادی کا دن شروع ہو رہا
 ہے۔۔۔ مخالف نیم اس قدر طاقت ور ہے کہ وہ تو تمہارے والی نیم کو
 گلنے بھی نہیں دے سکی۔۔۔“
 ”وو بکھا جائے گا۔۔۔“

اور پھر وہ سرے دن مجھ شروع ہوا۔۔۔ جوں جوں لگک مجھ دیکھ رہا
 تھا۔۔۔ اس کی جیت اور خوشی پر عصی جا رہی تھی۔۔۔ مجھ بالکل اسی طرح
 ہو رہا تھا مجھے وہ ایک دن پسلے دیکھ چکا تھا۔۔۔ اور اس وقت مخالف نیم کا
 پلے بست پاری تھی۔۔۔ اور جس نیم پر اس نے رقص لگا رکھی تھی۔۔۔
 وہ گویا بالکل نہیں جا رہی تھی۔۔۔ اب دوسری نیم کا جوئے کا بارٹ اور
 پڑھنے والا لوگ اس پر بڑی بڑی رقصیں لگانے کے لئے پھر رہے تھے۔۔۔
 اور لگک کے طازم سے یہ دلوں قبول کر رہے تھے۔۔۔ وہ بار بار اعلانات
 کر رہے تھے۔۔۔ ایک کے دس۔۔۔ ایک کے دس۔۔۔ اب جو نیم صاف
 جیتی نظر آ رہی تھی۔۔۔ اس پر کون ایک نہ لگاتا۔۔۔ دس حاصل کرنا
 کے لئے۔۔۔ کسی نے ایک ہزار لگائے۔۔۔ کسی نے ایک لاکھ تو کسی نے
 ایک لاکھ۔۔۔ اور نصف مجھ جوئے لکھ تو برسٹ اور بڑھ گیا۔۔۔ جب کر
 لگک والی نیم کا بارٹ اور گر گیا۔۔۔ کیونکہ مخالف نیم نے بہت اچھا سکر
 کیا تھا۔۔۔ اور اب اس کی جیت بالکل صاف نظر آ رہی تھی۔۔۔ جب
 لگک ذرا بھی پریشان نہیں تھا۔۔۔ کیونکہ وہ یہ سب کچھ واضح طور پر دیکھ رہا تھا۔۔۔

بات بتانا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اس کے ذہن میں تو اب بالکل نیا پلان آ رہا تھا۔ اور پھر بیچ شتم ہو گیا۔۔۔ کنگ والی نیم جیت گئی۔ دوسری نیم پر گئی ہوئی تمام لوگوں کی رقمیں ڈوب گئیں۔۔۔ اور سب سے بڑی رقم لگائی تھی سینہ جادہ نے۔ اس کے پاس جو رقمیں لگائی گئی تھیں وہ الگ تھیں۔ وہ سب کے سب مارے گئے۔ سینہ جادہ کو ڈاکٹروں کی انتیاٹی مذایہ کے باوجود دل کا دورہ پڑا۔۔۔ لیکن وہ بیچ گیا۔۔۔ کچھ دیر بعد کنگ کا فون آیا تو ڈاکٹرنے بات کرنے کی اجازت نہ دی۔۔۔ وہ مکرا پڑا اور اچانک اسے ایک خیال آیا۔ اس کے منز سے لکلا۔

"اے۔۔۔ اب میں اس نوجوان کو کہاں ملاش کروں۔۔۔ اس نے مجھے اپنا پتا نہیں بتایا تھا۔۔۔ حد ہو گئی۔۔۔"

ایسے میں اسے انداہ ساحل کا خیال آیا۔۔۔ وہ ہٹ اسے یاد آیا۔ اس نے گاڑی تیر کی طرح ساحل کی طرف چھوڑ دی۔۔۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ نوجوان ہٹ میں موجود تھا اور اس کا ملازم بھی دہان موجود تھا۔

"اوہ! مسٹر کنگ آپ۔۔۔ کئے۔۔۔ میرا دکھایا ہوا بیچ خلاط ثابت تو نہیں ہوا۔۔۔"

"سو فیصد درست ثابت ہوا۔۔۔ میں اس وقت کروڑوں کی جیت میں ہوں۔۔۔"

"اور سینہ جادہ۔۔۔"

"اوہ ضربے کیوں نہیں۔۔۔ میں اور آپ کو فون نہیں کروں گا۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔" "اوکے۔۔۔ چار گھنٹے بعد بات ہو گی۔۔۔"

اور پھر بیچ شروع ہوا۔۔۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔۔۔ کنگ کے چہرے پر رونق آتی گئی۔۔۔ کنور ترین نیم آج نئے ریکارڈ قائم کر رہی تھی۔۔۔ وہ بے تحاشا سکور کر رہی تھی۔۔۔ اور اوہ بھر سینہ جادہ جادہ ہوتے جا رہے تھے، ان کا رنگ ہی نہیں خواں تک اڑتے جا رہے تھے۔ اور بیچ شتم ہونے سے کچھ دیر پہلے تو ان کی حالت غیر ہو گئی۔۔۔ انہوں نے فوراً اپنے ڈل کا دورہ انہیں اب پڑا کہ اب پڑا۔۔۔ انہوں نے فوراً اپنے ڈاکٹر کو طلب کر لیا۔۔۔ بیچ شتم ہونے میں ابھی آدھ سکھنا ہاتھ تھا۔۔۔ پہلی نیم کے مقابلے میں دوسری نیم کا سکور اب بہت قریب آگیا تھا۔۔۔ اور کوئی دم میں پورا ہونے والا تھا۔۔۔ تاہم اب بھی پہلی نیم جیت سکتی تھی اگر وہ دوسری نیم کے آخری گھلاؤ کو آؤٹ کر دیتی۔۔۔ اس وقت دوسری نیم کے بھی آخری گھلاؤ کھیل رہے تھے۔۔۔ لہذا وہ جیت بھی سکتے تھے۔۔۔ اور اس وقت مارے پس کے اس کا براعال تھا۔ جب کہ دوسری طرف کنگ کو پورا اطمینان تھا۔۔۔ کیونکہ یہ پورا بیچ وہ اپنی آنکھوں سے ایک دن پہلے دیکھ پکا تھا۔ اور یہ بات اگر وہ دنیا کو پہنچاتے کوئی بھی اعتبار کرنے کو تیار نہ ہوتا۔۔۔ لیکن اب اسے کوئی غرض نہیں رہ گئی تھی۔۔۔ کہ کوئی اعتبار کرتا ہے یا نہیں۔۔۔ بلکہ وہ تو اس دنیا کو یہ

پلے تو آپ نے کہا تھا۔ وہ کہتے کہتے رک گیا۔
 ”میں نے تھیک کہا تھا۔ اب بھی وہی کہتا ہوں۔ میں تو آپ
 کی ابھسن کا حل بتا رہا ہوں۔ آپ صرف ایک کھرب روپے دے کر
 یہ راز مجھ سے خرید سکتے ہیں۔“
 ”عن شیں۔۔۔ اتنی رقم میرے پاس نہیں ہے۔ میں تو آج تک
 اتنی رقم کے ہائے میں سوچ بھی نہیں سکا۔“
 ”بس تو پھر خاموشی اختیار کریں۔۔۔ اور کل کے میچ کا سووا اگر
 کرنا ہے تو کر لیں۔“
 ”ہاں! وہ تو کرنا ہو گا۔۔۔ کیونکہ ایسا کرنے میں میرا کوئی نقصان
 نہیں ہے۔“
 ”بس تو آپ کو میں کل کا میچ دکھادتا ہوں۔۔۔ آپ پانچ کروڑ ادا
 کر دیں۔“
 ”ہاں! ضرور! کیوں نہیں۔“
 اسی طرح اس روز کا میچ بھی دکھایا گیا۔۔۔ دوسرے دن وہ پھر
 کوٹوں کی جیت میں رہا تھا سیٹھ جاند پر پھر دل کا دورہ پڑا۔۔۔ آخر اس
 نے لگنگ کو ملاقات کے لیے بلا بیا۔۔۔ لگنگ اس کے ہاں پہنچا تو وہ برسوں
 کا یہار نظر آ رہا تھا۔
 ”ایا ہوا دوست تم تو ہاکل ہی جھٹک گئے۔“
 ”بھکلوں نہ تو کیا ہو۔۔۔ میں تو تباہ ہو گیا۔۔۔ اس قدر بری ہار سے

اس پر دل کا دورہ پڑا ہے۔“
 ”واہ! یہ خوب رہی۔“
 ”لیکن مشیر... صہراں۔۔۔ آپ کا ہام کیا ہے؟“
 ”الغوس! میں اپنا ہام نہیں بتا سکتا۔“
 ”لیکن محاصلہ کرنے کے لیے کوئی تو ہام ہو۔۔۔ چاہے کوئی فرضی
 ہام ای کیوں نہ ہو۔“
 ”فرضی ہام آپ خود میرا رکھ دیں۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو
 گا۔“
 ”بہت خوب۔۔۔ میں آپ کو تھی کہ سکتا ہوں۔“
 ”تھی۔۔۔ چلے تھیک ہے۔۔۔ کہ لیں، آپ بھی کیا یاد کریں گے۔“
 ”اوہ ہاں مشتری۔۔۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔“
 ”کون سی بات؟“
 ”آخر آپ یہ کیسے کر لیتے ہیں۔“
 ”آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔“
 ”تب پھر میں کیا کروں۔۔۔ مارے ابھسن کے برا حال ہے۔“
 ”اس کا حل ایک ہی ہے۔“
 ”اوہ۔۔۔ وہ کیا؟“
 ”آپ یہ راز مجھ سے خرید لیں۔“
 ”جی۔۔۔ کیا کہاں۔۔۔ کیا آپ یہ راز مجھے فروخت کر سکتے ہیں۔

”آپ کا کاروبار ہر طرح محفوظ ہو گا۔۔۔ جب ہماری آپس میں کوئی دشمنی ہی نہیں ہو گی۔۔۔ تو دونوں فائدے میں رہیں گے۔۔۔“
”نہیں۔۔۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔“

”آپ کی مرثی۔۔۔ آپ جاسکتے ہیں۔۔۔“۔۔۔ سیٹھ جامد نے فترت زدہ لجھے میں کہا۔۔۔

”تب پھر مجھے بایا کیوں تھا۔۔۔ لگ کے جلا کر کما۔۔۔“

”میرا خیال تھا۔۔۔ میری تجویز آپ منظور کر لیں گے۔۔۔“

”یہ بات نہیں ہے۔۔۔ میں سمجھتا ہوں۔۔۔“۔۔۔ لگ کے لجھے میں زمانے بھر کی فترتیں سوت آئیں۔۔۔ وہ بولا۔۔۔

”آپ نے مجھے صرف اس لئے بایا تھا کہ باتوں باتوں میں اس کا پہا معلوم کر لیں۔۔۔ لیکن میں اتنا سیدھا نہیں ہوں۔۔۔“

”معلوم ہو گیا کہ آپ اتنے سیدھے نہیں ہیں، لہذا آپ جاسکتے ہیں۔۔۔“

”جا رہا ہوں۔۔۔ یہاں رہنے کے لئے نہیں آیا۔۔۔“

اور وہ غصے میں جلا سمجھتا اپنے گھر چلا آیا۔۔۔ دوسرے دن وہ پھر ساحل اونٹاوا پر پہنچ گیا۔۔۔ اور اس ہٹ میں داخل ہو گیا۔۔۔ وہ دونوں بہاں موجود تھے۔۔۔ انہوں نے مسکرا کر اس کا استقبال کیا۔۔۔

”آئیے مسٹر۔۔۔ آئیے۔۔۔ گویا آج پھر آپ کو مجھ دکھانا پڑے گا۔۔۔“

میں کبھی زندگی میں دوچار نہیں ہوا۔۔۔ اور میں سمجھتا ہوں۔۔۔ یہ سب کچھ اس نوبوان کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔ کیا کل پھر اس نے آپکو آج کا مجھ دکھایا تھا؟“

”ہاں! یہی بات ہے۔۔۔“

”وہ کہاں رہتا ہے؟“

”یہ کاروباری راز ہے۔۔۔ لگ کر کرایا۔۔۔“

”اس نے ایک مجھ کے آپ سے کتنے روپے لے؟“

”پانچ کروڑ۔۔۔“

”اوہ! اس کا مطلب ہے۔۔۔ وہ دون دن میں آپ سے دس کروڑ لے چکا ہے۔۔۔“

”ہاں! یہی بات ہے۔۔۔“

”میرا خیال ہے۔۔۔ ہم ایک کام کر لیتے ہیں۔۔۔ اس طرح دونوں فائدے میں رہیں گے۔۔۔“

”اور وہ کیا؟“

”دونوں مل کر مجھ دکھے لیا کریں گے۔۔۔ ایک دن آپ جو اکھیل لیا کریں۔۔۔ دوسرے دن میں۔۔۔“

”لیکن مجھے ایسا کرنے سے کیا فائدہ؟“

”دونوں مل بانٹ کر کھائیں گے۔۔۔ یہی فائدہ ہو گا۔۔۔“

”یہ فائدہ آپ کا ہوا میرا نہیں۔۔۔ میرا فائدہ بتائیں۔۔۔“

"وہ تو ہے۔"

"ضور و کھائیں گے..... رقم کا چیک اے ہیں؟"

"پاکل۔" اس نے کہا۔

اس نے بچ سینجھ کو فون کیا۔ اس نے قصہ تین کی کہ چیک کیش ہو جائے گا..... اسکے بعد مج شروع ہوا..... پورا مج دیکھ کر سانگ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے چدرہ مت بند ٹھی نے کہا۔

"اب میں بھی گھر چلا ہوں۔ تم آرام کرو۔"

"اوکے یاں۔"

جونی دروازہ کھلا۔ پندرہ کے قریب آدمی ان دونوں پر نوٹ پڑے۔ اور انسیں پاندہ لیا۔

"اے اے۔ کیا کر رہے ہو۔ کون ہو تم لوگ؟"

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ انھا کر باہر لائے اور ایک بند گاؤں میں ڈال کر وہاں سے رواد ہو گئے۔ اب ان دونوں کے مت بھی بند کر دیے گئے تھے۔ پھر ایک عمارت کے اندر گاؤں دیکی۔ ان دونوں کو ٹکالا گیا۔ ایک بڑے کمرے میں لاایا گیا۔ وہاں سینجھ جامد ایک شامہنہ کری پر لیٹا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک زبردی سکراہٹ تھی۔ ان کا منہ کھولا گیا۔

"یہ کیا حرکت کی آپ نے؟"

"اب تم مج مجھے دکھایا کرو گے۔ تم میرے قیدی ہیں کر رہو

"۔۔۔"

"اس صورت میں تو مج نہیں دکھا سکوں گا۔"

"کیوں نہیں دکھا سکو گے..... ہم زبردستی دیکھیں گے۔" سینجھ

جادہ فرایا۔

"اوہو۔۔۔ زبردستی بھی تو میں نہیں دکھا سکوں گا۔۔۔ یہ کام صرف

اس ہٹ میں ہو سکتا ہے جو یہاں نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"پسلے مجھے کیت تیار کرنا پڑتی ہے۔۔۔ یہاں وہ آلات کہاں جن

پر میں ایک دن بعد ہونے والے واقعات دکھا سکتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔۔۔ میں جھیں اس ہٹ میں لے چلتا ہوں۔"

"لیکن یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔۔۔ آپ مجھ سے معاملہ مٹے

کر لیں۔"

"ضور۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔ لیکن اب تو معاملہ وہیں مٹے ہو گا۔"

"تو پھر پٹٹے۔۔۔ وہیں پڑتے ہیں۔"

انیں اسی حالت میں پھر گازی پر لادا گیا۔۔۔ اور ساحل کی طرف

روانہ ہوئے۔۔۔ اوٹاوا ساحل غیر آباد تھا۔۔۔ اس طرف کوئی نہیں آتا

تھا۔۔۔ اور یہ بات مشور تھی اس طرف سندھری چڑیں گھومتی پھرتی

ہیں۔۔۔ وہ انسانوں کو کچا چا جاتی ہیں۔۔۔ ایک دوسری بات یہ مشور تھی

کہ شام کے وقت جب سورج غروب ہونے لگتا ہے۔۔۔ تو یہاں

شیطانوں کے چیننے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں.... اور بھادر سے بھادر
انسان کا پانی بھی پانی ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے بارث فیل ہو جاتے ہیں....
بہت سے لوگ جو ان آوازوں کو سننے کے لئے اس طرف آئے.... وہ
وہ سرے روز ساحل پر صدھہ پڑے ملے.... اس وجہ سے یہ ساحل بالکل
بے آباد رہتا تھا.... اور کوئی اس طرف کا رخ نہیں کرتا تھا۔
یہ ہٹ بھی اس زمانے سے پہلے کسی نے یہاں بنوائی تھی....
جب چٹپٹاں والی بات مشور نہیں ہوتی تھی۔ جب یہ بات مشور ہوئی
اور لوگوں کی لاشیں ملنے لگیں تو ہٹ کامالک بھی اس طرف پھر بھی نہ چاروں طرف کھڑے ہو گئے.... چار اندر موجود رہے۔ ان کے ہاتھوں
آیا۔ اس وقت سے یہ ہٹ خالی پڑی تھی.... یہاں تک کہ اس شاپنگول تھے۔
نوجوان نے اس ہٹ کو آیا کر دیا۔

سینچ جامد اسے انہوا کر ہٹ میں لے آیا.... اور بولا۔
”اب وہ کیست تیار کرو۔“

”کل کی کیست تو میں سٹگ کو دکھا چکا ہوں.... اب تو پرسوں ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہیں گلیوں سے بھون ڈالیں گے۔“ ان
ہونے والے بیچ کی کیست تیار ہو گی۔ لیکن وہ آج نہیں ہو گی۔ کل میں سے ایک غرایا۔
تیار ہو گی اور کل ہی دکھائی جائے گی۔

”اوے کے یونہی سی۔ میرے آدمی یہاں موجود رہیں گے۔ تم پر
کڑی نظر رکھیں گے۔ میں اب کل یہاں آؤں گا۔ اور کیست
دیکھوں گا۔ کیا تم سمجھے گے؟“
”وہ خاموش رہ گئے۔ کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اس کی بات
”ہاں! میں سمجھ گیا۔ لیکن کل تو مسٹر سٹگ بھی یہاں آئیں۔“

”اس سے ہم خود سمجھ لیں گے۔“

”وہ کیسے؟“

”تم دیکھتے ہو گے۔“ اس نے خوفناک انداز میں کہا۔

”آپ کے ارادے تو تیک ہیں؟“

”ہاں بالکل۔“ وہ بولا۔

اور پھر سینچ جامد وہاں سے چلا گیا۔ اس کے ملازم ہٹ کے

اور لوگوں کی لاشیں ملنے لگیں تو ہٹ کامالک بھی اس طرف پھر بھی نہ چاروں

آیا۔

”میں اب آرام کروں گا۔ کام کل دن میں شروع ہو گا۔“

”ضرور آرام کر دی۔ روکاکس نے ہے۔ ہمیں تو جاگ کر پھرا

نہ ہے۔ اور یہ بات جان لو۔“ اگر تم نے اور تمہارے ملازم جنے فرار

ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہیں گلیوں سے بھون ڈالیں گے۔“ ان

ہونے والے بیچ کی کیست تیار ہو گی۔ لیکن وہ آج نہیں ہو گی۔ کل میں سے ایک غرایا۔

”ایسا تو خیر آپ نہیں کریں گے۔“ نوجوان مسکرا یا۔

”کیا مطلب... کیوں ایسا نہیں کریں گے۔“

”اگر تم نے مجھے موت کے لحاظ اتار دیا تو کل ہونے والے بیچ

دیکھوں گا۔ کیا تم سمجھے گے؟“

”وہ خاموش رہ گئے۔ کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اس کی بات

”سیر آپ کا خادم بات کر رہا ہوں۔“

”کیوں... کیا وہ بھاگ لگا۔“ سیٹھ جاد فڑایا۔

”نہیں سر۔ لیکن وہ مطالبہ کر رہا ہے کہ اس کے ملازم کے ہاتھ پر کھول دیے جائیں۔ ورنہ وہ کیتھ کس طرح تیار کر سکے گا۔“

”ہاں نجیک ہے... تم چاروں پتوں ہاتھوں میں لے رہو اور ان کے سروں پر موجود رہو۔ اسیں کیتھ تیار کرنے وو۔“
”اوکے سر۔“ وہ بولا۔

اس کے بعد انہوں نے دونوں کو کھول دیا۔

”اب پڑے ہم ناشتا کریں گے۔ مار ڈالا ہم دونوں کو تم نے بھوکا۔ کم سے کم کھانا تو کھلا دیتے۔“

”ہماری کھلاتی ہے جوتی جیسیں کھانا۔“ ایک نے جل کر کہا۔

”اوکے... آؤ بھی۔ ذرا ہاروپی خانے کی سیر کر آئیں۔“
ذہوان مسکرایا۔

”کیا کہا۔... ہاروپی خانے کی سیر... یہاں ہاروپی خانہ کہا؟“

”بھی تیار ہو جاتا ہے۔“

”وہ ایک گنے میں چلے گئے... وہاں الماری میں چولما دیو و موجود تھا، دونوں نے ناشتا تیار کیا اور کھانے لگئے... اور وہ چاروں اپنی بیویوں سے تیار شدہ چیزیں نکال کر کھا رہے تھے۔“

معقول تھی.... وہ اسے جان سے نہیں مار سکتے تھے... چند لمحے بعد ایک نے پریشان ہو کر کہا۔

”یہ نجیک ہے... تم جیسیں جان سے نہیں مار سکتے... لیکن مار کر تمہاری پڑی پہلی ایک تو کرعی دیں گے۔“

”تم ایسا بھی نہیں کر سکو گے۔“

”اور جلا ہم ایسا کیوں نہیں کر سکیں گے۔“

”اُس لے کے کہ اس صورت میں بھی میں کیتھ تیار نہیں کر سکوں گا۔“

”اچھا بیایا... اب تم آرام کرو۔“

وہ واقعی سونے کے لیے لیٹ گئے۔ اس طرح رات گزر گئی۔
دوسرے دن اس نے کہا۔

”اب ہمارے ہاتھ پر کھول دو۔“

”ہم ایسا نہیں کر سکتے۔“

”پھر میں کیتھ نہیں تیار کر سکوں گا۔“

انہوں نے الجھن کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر ایک نے کہا۔

”میرا خیال ہے۔ سیٹھ جامد سے پچھتے ہیں۔“

”پاکل نجیک۔“

موباکل پر سیٹھ جامد سے رابطہ کیا گیا۔

کیست صرف تم کھٹے چلی..... اور مجھ آپ سینہ صاحب کو دکھائیں گے سازی سے سات کھٹے تک۔"

"یہ کیست سارے ساتھ کھٹے تک چلے گی..... بھرتے وقت اس کی رفتار دو گنا ہو جاتی ہے..... یعنی سازی سے سات کھٹے کا مجھ قریباً سازی سے تم کھٹے میں بھرا جاتا ہے۔"

"چاہئیں کیا بات ہے.... آنکھوں سے دیکھ کر بھی اس بات پر اب تک یقین نہیں آیا۔"
"آجائے گا۔ غفرانہ کرو۔"

میں اس وقت دروازے پر دھنک ہوئی۔ وہ چونک اٹھے تو سینہ جلد آگئے۔ اس کا ایک ملازم بولا اور دروازہ کھول دیا۔ سینہ جلد مسکراتا ہوا اندر واصل ہو گیا۔
"کیا رہا؟"

"کیست بھری جا پہنچی ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں۔"
"لے چلو اپنیں بھی ہوں۔ یہ دیں رہیں گے۔ کل پھر میں یہاں لے آئیں گے۔ جب کیست بھرنے کا وقت ہو جائے۔"

"آپ کو ایس طرح کوئی فائدہ نہیں ہو گا سینہ صاحب۔"
ہوان سکرایا۔

"غفرانہ کرو۔ ہو جائے گا فائدہ۔"

ٹائٹے کے بعد وہ دوسری الماری کی طرف آئے۔ اس ٹماری سے تجویں نے ایک کیست نکالی۔ اس کو وی سی آر میں لگایا وہ الماری میں گئے آلات کے میں دیا تے اور آن کرنے لگا۔ چند منٹ تک وہ ان ٹینوں میں الجھا رہا۔ پھر وی سی آر میں کیست چلتی نظر آئی۔

اب دونوں آرام کرسی میں گزر کر اوٹھنے لگے۔
"یا کل ہونے والا مجھ اس کیست میں بھرا جا رہا ہے۔" ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں بالکل۔"
"لیکن کیسے۔ آخر یہ کیسے مکن ہے؟"
"بیس ہو گیا مکن۔ مجھے اس تجربے میں دس سال لگانے پڑے ہیں۔ میں ایک سائنس دان ہوں۔"

"بھارے خیال میں تو ایسا کہنا پچاس سال میں بھی مکن نہیں۔"
"خیال اپنا اپنا۔" وہ سکرایا۔
تمن کھٹے تک کیست چلتی رہی۔ پھر وی سی آر خود بخود بند ہو گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" ایک نے کہا۔
"کون سی بات پوچھ رہے ہیں؟" تجویں نے مند بھایا۔
"مجھ تو قریباً سازی سے سات کھٹے تک جاری رہتا ہے۔ جب کہ

پھر ایسا ہی کیا گیا..... لیکن جو نبی وہ سینہ جامد کے ہوٹل پہنچے۔
پولیس نے ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر لایا۔ سینہ جامد کو ہوٹل کی
حاشی کے وارث و کھانے۔ اور پھر پولیس کے ساتھ کنگ اندر داخل
ہوا۔ اس کا چڑھنے سے سرخ تھا۔

”سینہ صاحب۔ وہ نوجوان اور اس کا ملازم کہاں ہیں؟“
”مچھے نہیں معلوم۔“

”اپے جان نہیں پہنچوڑیں گے سینہ صاحب۔ ہٹ سے آپ
کی الگیوں کے نشانات مل گئے ہیں۔ آپ نے ان دونوں کو انخوا کیا
ہے۔ اور انخوا کرنا جرم ہے۔ کیوں ؎یں پی صاحب؟“
”بالکل۔۔۔ ہوٹل کی حاشی لی جائے گی۔“

یہ کر حاشی شروع ہوئی۔ اور پھر جلد ہی نوجوان اور اس
کے ملازم کو ملاش کر لیا گیا۔ کنگ انہیں دیکھ کر چلا اٹھا۔
”میں ہیں وہ دونوں۔ یہ خود گواہی دیں گے کہ سینہ جامد نے
انہیں انخوا کیا ہے۔“

”اس میں شک نہیں۔ نوجوان سکرا لیا۔“

”اگر قر کر لیا جائے سینہ جامد کو۔“

اس طرح وہ آزاد ہوئے۔ اور واپس اپنے ہٹ پر پہنچے۔ لیکن
اس سارے قصے میں اصل خرابی یہ ہوئی کہ جب پولیس نے سینہ جامد
سے انخوا کرنے کی وجہ پر بھی تو اس نے قصے میں آکر ساری کمالی۔

دی۔ اخباری نہ سمجھے یہ کمالی لے اڑے۔ دوسرے دن کے
اخبارات میں اس کمالی کو خوب اچھالا گیا۔ جس نے بھی یہ کمالی
پڑھی۔ وہ حیرت زده رہ گیا۔ کسی کو بیکھنے نہیں آرہا تھا۔ ایسا ہو سکا
ہے۔ آخر ایک دن بعد ہونے والا بھی ایک دن پہلے کس طرح دیکھا جا
سکا ہے۔ یہ خبر اورجی سلیپر بھی پہنچیں۔ یہاں تک کہ ملک کے
صدر نے اس نوجوان سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ نوجوان کو صدر
کے پاس لاایا گیا۔

صدر صاحب نے حیرت زده انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

”نوجوان! آپ ایسا کس طرح کر لیتے ہیں؟“

”یہ ایک راز ہے۔ جو میں کسی کو نہیں تاکہتا۔“

”اور کیا تم صرف بھی دکھائتے یا کچھ اور بھی؟“

”میں نہیں۔ اگر آپ ہاہیں تو میں یہ بھی دکھائتا ہوں کہ
آجھہ ہونے والے انتخابات میں کیا ہو گا۔ کون سی پارٹی جیتے گی۔
آپ کی یا آپ کے مخالفوں کی۔“

”کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ صدر چلائے۔“

”آپ ہاہیں تو میں تجربہ کراؤں گا۔“

”تجربہ کیا مطلب؟“

”یکشن کی جملکیاں۔“

”پورا ایکشن کیوں نہیں؟“ صدر بنے تاب ہو گئے۔

”آپ چاہیں تو پورا ایکشن بھی دکھانے سکتا ہوں۔“
 ”بہت خوب! پورا ایکشن دکھانے کا انتظام کریں۔“
 ”لیکن سب سے میرے معاوضے کا کیا ہو گا؟“
 ”کیا مطلب؟“

صدر صاحب زور سے اچھے۔

○☆○

معاوضہ

صدر صاحب چند لمحے تک اس سے گھورتے رہے۔

”کیا آپ مجھ سے اس بات کا معاوضہ وصول کریں گے؟“

”میں سب سے اس لئے کہ میں نے زندگی کے دس سال اس تجربے پر لاگائے ہیں۔۔۔ میں تجربے گردالے اور میرا یہ ملازم دس سال تک روکھی سوکھی کھاتے رہے۔۔۔ اپنی کمالی ساری کی ساری اس تجربے پر لاگاتے رہے۔ آج آپ مفت میں اس تجربے سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔۔۔ اس نے منہ بنا لیا۔

”میں سمجھے گیا۔۔۔ اس کا کتنا معاوضہ ہو گا۔

”ایک ارب روپے۔۔۔“

”کیا کمال۔۔۔ ایک ارب روپے۔۔۔“

”ہاں بالکل۔۔۔ اس سے کم نہیں اون گا۔۔۔“

”اور اگر ہم زبردستی کریں۔۔۔ صدر صاحب بولے۔

”ملک کے صدر کو قانون تو زنازیب نہیں دتا۔۔۔ پھر کون قانون

کی پاس داری کرے گا؟“

"اس میں تک نہیں... میں تو جانا چاہتا تھا، آپ اس بات کا

کیا جواب دیتے ہیں؟"

"ٹکریہ سر... اگر آپ مجھے ایک ارب نہیں دے سکتے تو میں ایکش نہیں دکھا سکوں گا۔ یوں بھی ایکش دیکھنے سے آپ کو فائدہ کیا ہو سکتا ہے... وہ تو جو ہوتا ہے۔ ہو کر رہے گا۔ پلے سے اطلاع تو جوئے بازوں کے لئے منفرد رہتی ہے۔"

"اور کیا یہ کام غیرقانونی نہیں ہے؟" صدر صاحب سکرائے
نوہوان دھک سے رہ گیا۔ سوچ میں ڈوب گیا کہ اس سوال کا کیا
جواب دے۔ سوال بہت زوردار تھا۔ اور اسے کوئی جواب سمجھ
نہیں رہا تھا۔ آخر کافی دیر سوچ کر اس نے کہا۔

"شاید یہ بھی غیرقانونی ہے۔۔۔ لیکن اگر ہمارے ٹک کا قانون
اس جوئے سے لوگوں کو نہیں روک سکتا تو پھر مجھ پر کیا فرد جرم لگائے
گا۔۔۔ کس وغہ کے تحت مجھے گرفتار کیا جائے گا؟"

"یہ بھی نجیک ہے۔۔۔ ہم سمجھوتے کیوں نہ کر لیں۔"

"سمجھوتے۔۔۔ کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ کچھ لو کچھ دے۔ آپ مجھے انتخابات دکھادیں۔۔۔
میں حکومت میں آپ کو ایک اچھا عمدہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"جی نہیں۔۔۔ مجھے عمدے کی طلب نہیں۔"

"تب کچھ رعایت کریں۔۔۔ میں آپ کو ایک کوڑا دے دیا۔

ہوں۔"

"کیا بات کرتے ہیں صاحب صدر۔۔۔ وہ کوڑا تو میں نے صرف
وہ نیچوں میں حاصل کر لے ہیں۔۔۔ ٹک کے صدر کا انتخاب تو بہت دور
کی بات ہوتی ہے۔۔۔ جتنے امیدوار ہیں۔۔۔ سب کے سب یہ ایکش وقت
سے پہلے دیکھنا چاہیں گے۔۔۔ اگر میں ان سب کو جمع کر کے رقم وصول
کروں۔۔۔ تو ذرا خود سوچنے۔۔۔ میرے پاس آن کی آن میں کتنی دولت
نہ ہو جائے گی۔"

صدر صاحب کاٹ گئے اور جان گئے۔۔۔ وہ اس نوہوان کو
پھر نہیں دے سکتے۔۔۔ ہو ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ خود اس کے چکر میں آ
جائیں۔۔۔ یہ سوچ کر انہوں نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔۔۔ آپ سے بات میرا ایک آدمی طے کرے
گا۔۔۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔"

"اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟"

"ٹکریہ! میں آپ کی ابھی اس سے ملاقات کر آتا ہوں۔"

"ضرور۔۔۔ کیوں نہیں۔"

صدر صاحب اٹھ کر باہر آگئے۔۔۔ وہ دیہیں بیٹھا رہ گیا۔۔۔ باہر آ
کر انہوں نے خیر فون کے ذریعے انپلز چشید کے نمبر ڈائل کیے۔۔۔
فوراً "آن کی آواز سنائی دی۔"

"چشید! کتنی دیر میں میرے پاس آ سکتے ہو؟"

”پندرہ منٹ میں۔“

”بس تھیک ہے۔ سولہواں منٹ تھے ہو۔“
”لیں سر۔“

اپکڑ جشید تھیک پندرہ منٹ میں ان کے سامنے موجود تھے۔ اور وہ اس نوجوان کی کہانی سن رہے تھے۔ اپکڑ جشید کہانی سن ہوئے حیرت زدہ تھے۔ آخر صدر خاموش ہو گئے۔

”ہم نے اخبارات میں یہ خبر دیکھی ضرور تھیں۔ لیکن چونکہ ہم اس قسم کی خبروں کو عام طور پر فرازو خیال کرتے ہیں۔ از لیے پڑھا تھیں تھا۔ اب آپ کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھیں۔ یہ تو خیر ہوا۔ سوال یہ ہے کہ آپ کو اس میں کیا دلچسپی ہے۔“

”کیا تمہیں اس بات پر حیرت نہیں ہوئی جشید۔ آخر وہ کہونے والی بات کس طرح بتا رہتا ہے۔“

”ہا۔ حیرت ہے۔ اس بارے میں ہم پروفیسر صاحب۔ بات کریں گے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”میں۔ حق بات یہ ہے جشید۔ اگلے ماہ ایکشن ہو رہے ہیں۔ صدارتی ایکشن۔ میں جانتا چاہتا ہوں، ان میں کون جیتے گا۔ ملک صورت حال اس وقت بہت نازک ہے۔ سازشی لوگ سازشیں رہے ہیں۔ ان حالات میں اگر مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ کون جیتے

ہے تو کافی اچھے کام ملک کے لیے میں کر گزروں گا۔ یعنی اگر یہ معلوم ہو جائے کہ میں صدر نہیں بن سکوں گا۔ تو اس ایک ماہ میں بھی ملک کے لیے بہت کچھ کر سکتا ہوں۔ جس کے اڑات بعد میں ظاہر ہوں گے۔ اور جو حکومت بھی آئے گی۔ اسے بھی ان کاموں کے مطابق چنان ہو گا۔“

”آپ کی نیت تھیک ہے۔ لذا آپ اس سے بات کر لیں۔ میں نہیں جانتا۔ وہ ایسا کیسے کر لیتا ہے۔ یا ایسا ہونا کس طرح ممکن ہے۔ اگر وہ اس کے لیے کوئی ناجائز ذریعہ اختیار کرتا ہے۔ تب تو آپ کے لیے اس سے اس سلطے میں مدد لیتا درست نہیں۔ اور اگر ناجائز ذریعے سے یہ کام کرتا ہے تو آپ اس سے مدد لے سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک میری معلومات ہیں۔ جائز ذریعے سے الگی باقی ہو نہیں سکتیں۔ اللہ کے چیغیر ضرور غیر کی خبریں اللہ تعالیٰ سے پا کر اپنی امت کو بتاتے رہے ہیں۔ اپنی خود غیر کا علم نہیں ہوتا۔ ان کے بعد اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو بھی بھی بھی آئندہ ہونے والی کسی بات کا اشارہ دے دیا جاتا ہے۔۔۔ لیکن اس طرح ہونا کہ کل ہوتے والے بھی کیسٹ پر چلا کر دکھا دیا جائے۔ میرے خیال میں یہ ناگزیر ہے۔“

”لیکن جشید ایسا ہوا ہے۔“

”اخبارات میں ایسا آیا ہے۔۔۔ اپکڑ جشید مکراے۔“

”میں سوچ رہا ہوں اور سمجھ رہا ہوں۔۔۔ لیکن آپ بھی غور کریں۔۔۔“

”میں غور کر چکا ہوں۔۔۔ بس تم اس نوجوان سے بات کرو اور اندازہ لگاؤ۔۔۔ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔۔۔ اس پر کس حد تک اقتدار کیا جا سکتا ہے؟۔۔۔“

”تھی بہت بہتر۔۔۔ وہ آپ سے کتنا معاوضہ طلب کرتا ہے؟۔۔۔“

”ایتنے کہ میں کسی طرح بھی نہیں دے سکتا۔۔۔ اس لئے کہ اس قدر بڑی رقم میں سرکاری خزانے سے اپنے کام کے لئے تالے ہی نہیں سکتا۔۔۔ اور حرادھر سے کرنا ہو گی۔۔۔ لیکن نہیں ہو سکتی۔۔۔“

”آخر کتنی بڑی رقم؟۔۔۔“

”ایک کمرب روپے۔۔۔“

”اُرے باپ رے۔۔۔ وہ گھبرا گئے، پھر روپے۔۔۔“

”آپ اس خیال کو ذہن سے نکال دیں۔۔۔“

”میں بھی بات ہے جو شید۔۔۔ لیکن کیا خان رحمان کے پاس بھی اتنی رقم نہیں ہو گی؟۔۔۔“

”ان کے پاس۔۔۔ میرے پاس اور پروفیسر صاحب کے پاس ملا کر بھی اتنا نہیں ہو گا۔۔۔“

”لیکن ہم اپنے کچھ سرمایہ دار ووستوں سے اس بارے میں بات کر سکتے ہیں۔۔۔“

”تمہارا مطلب ہے۔۔۔ اخبارات میں غلط شائع ہوا ہے۔۔۔“

”یہی بات ہے۔۔۔ اخبار والوں کو بھی بعض اوقات چکر دوا جاسکتا ہے۔۔۔ اور ایسا کرنا بہت آسان ہے۔۔۔ بیان تو صرف سینئچر جامد یا لگک کا ہو گا نا اس بارے میں۔۔۔ اور اگر ان میں سے کوئی ایک اس بیان کی تصدیق کر دے تو سمجھ لیں۔۔۔ بات سکے بند ہو گئی۔۔۔ لیکن آپ ذرا سوچیں۔۔۔ اگر یہ سب اس نوجوان اور سینئچر جامد یا لگک کی ملی بھگت ہو۔۔۔ اور وہ مل کر کوئی لمبا پھر چلا رہے ہوں۔۔۔ یعنی اس وقت تک یہ ایک ڈرامہ ہو۔۔۔ لیکن آئندہ بات مشور ہونے کی بنیاد پر لوگ اس طرف زیادہ سے زیادہ رقم لائیں گے جس طرف لگک لگا رہا ہو گا۔۔۔ لیکن اچانک لگک ہار جائے گا اور اس کے ساتھ دوسرے بھی ہار جائیں گے۔۔۔ ان سب کی رقمیں ڈوب جائیں گے اور سینئچر جامد اور لگک ساری رقم آپس میں تقسیم کر لیں گے۔۔۔“

”اور نوجوان؟۔۔۔“

”نوجوان کو اپنا حصہ مل جائے گا۔۔۔ اسی طرح وہ آپ سے اس کے اسیبلی ممبران سے رقم وصول کر سکتا ہے۔۔۔ لہذا میں تو یہ کوئی گا کہ آپ اس خیال کو ہی دل سے نکال دیں۔۔۔ دین، ملک اور قوم کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہیں۔۔۔ اللہ کو منظور ہوا تو آپ کے مخالفین ناکام ہو جائیں گے۔۔۔“

”لیکن جو شید۔۔۔ ذرا سوچ جو۔۔۔ یہ کس قدر عجیب ہے۔۔۔“

خوفاک

اندر نوجوان نہیں تھا۔
 ”وہ... وہ کہاں گیا؟“ صدر صاحب نے دروازے پر موجود
 پہنچ داروں سے کہا۔
 ”لگ... کون سر؟“
 ”وہ نوجوان.... جس سے میں باشیں کرتا رہا ہوں۔“
 ”آپ نکل کر گئے تھے.... آپ کے بعد کوئی نہیں لٹا کرے
 سے۔“
 ”کیا کہتے ہو؟“ وہ غرائی
 ”آپ ان سے پوچھ لیں۔“ اس نے باقی تین کی طرف اشارہ
 کیا۔ دروازے پر چار گران موجود تھے
 ”لیں سر... یہ بالکل نمیک بات ہے۔ کوئی باہر نہیں لکھا۔“
 ”تب پھر اس نوجوان کو زمین کھا گئی، یا آسان نکل گیا۔
 ”ہم کیا کہ سکتے ہیں سر۔“
 ”تم سن رہے ہو جشید۔“ صدر صاحب نے منہ بنا یا۔

”اوہ اچھا۔ خیر... پسلے تو اس نوجوان سے بات کر لی جائے۔“

”آؤ۔ اسی لئے تو تمہیں بایا ہے۔“

یہ کہ کر صدر اٹھ کھڑے ہوئے اور انسیں اس کمرے میں لائے
 جس میں نوجوان موجود تھا۔

جو نہیں وہ اندر داخل ہوئے۔ دھک سے رہ گئے



”اب مجھے لگ سے ملتا پڑے گا۔ اس کا اس وقت تک اصل رابطہ لگ سے رہا ہے۔“

"تم جاؤ جھیٹے اسے حاٹش کر۔ اگر مل جائے تو اس سے کہنا ہم ایک کمرب کا انتظام کیں ہے کسی طرح کر لیں گے۔"

"بہت بہتر سرے میں اس سے یہ کہہ دوں گا... لیکن آپ سے
مگی ایک پلت کہنا چاہوں گا۔"

”ہاں جشید۔ ضرور کوئی۔ وہ مکار تھے
آپ اپنے سرایہ دار دوستوں اور ہم جیسوں سے دھول کر کے
یک کمرب اسے دے تو دین گے۔ لیکن یہ بات پچھی نہیں رہے

”کیا مطلب؟“ رہ چکے۔
”جس طرح نک کی بات آپ نک ہنج گئی۔ آپ کی بات
آپ کے اسلامی مہر ان نک خود پہنچے گی اور کل اگر آپ حکومت میں
رہے تو آپ سے سوال کیا جائے گا۔ آپ نے ایک کھب کی
تم کمال سے لی تھی؟“

”میں ان لوگوں کے ہم تنا دوں گا۔ جن سے لی ہو گی۔“

رسوں کے بر امامت نہیں۔

”اس میں ان کا کوئی قصور نہیں سب سے وہ ہے جسی پر اسرار
نوجوان... اگر وہ کل ہونے والا بھی آج دکھا لے گا ہے۔ ایک ماہ بعد
ہونے والا ایکش آج دکھا لے گا ہے... تو کمرے سے غائب ہو جانا اس
کے لئے کامیکل رے بھلا۔“

”بھوں اچھا نہیں۔ کسیں وہ اندر ہونی کرے میں یا بیتِ اخلاقاء میں
نہ چلا گیا ہو۔“ صدر صاحب نے بے چینی کے عالم میں کہا ”پھر اندر
انہوں نے ہر طرف دیکھا۔ لیکن وہاں نوجوان نہیں تھا۔

”اپ تم کیا کہتے ہو جشید؟“
 ”سرپر کیا اس نے آپ کے ساتھ کچھ کھالیا ہیا تھا؟“ انہوں نے
 پچھے سوچ کر پوچھا۔

”خیں۔۔۔ پاکل خیں۔۔۔ نہ مجھے خیال آیا۔۔۔ نہ اس نے کوئی
ماگی۔۔۔ میں تو دراصل اس کی باتوں میں گم ہو گیا تھا۔۔۔
”اڑے۔۔۔ ذرا میں اس کرے میں اپنا کام کر لوں۔۔۔ آپ آ رہے
کریں۔۔۔“

”خیں جشید۔۔۔ میں یہیں موجود رہوں گا۔۔۔“
”اے کے ر۔۔۔“

انہوں نے عذر کالا اور اس کے ذریعے الگیوں کے نشان
وغیرہ ٹلاش کرنے ٹلاش کرنے کا کام شروع کیا۔ لیکن وہاں انہیں کم
نشانات نظر نہ آئے۔

ہوں گے۔ جو صدر ہو گا۔ نہ کہ آپ کے۔ وہ اس وقت آپ کے دوست اس وجہ سے ہیں کہ آپ صدر ہیں۔” انہوں نے چند باتی آواز میں کہا۔ صدر صاحب کو ایک جھنگا لگا۔

وہ گمراہ سوچ میں گرم ہو گئے اور پھر لوٹے۔ ”تم نے تھیک کا جشید۔ مجھے انہوں ہے۔۔۔ میں اتنی سی بات آج تک نہیں سمجھ سکا۔۔۔ خیر۔۔۔ ہم اس سے سودا نہیں کر سکتے۔ لیکن تم اسے تلاش تو کر۔۔۔ یہ تو معلوم کردیں۔۔۔ یہ فحص کیا ہے۔۔۔ کیسے کر لیتا ہے۔۔۔ اور اس کے آئندہ زمانے میں کیا ارادے ہیں۔۔۔ کہیں یہ ہمارے لئے کوئی خطرہ نہ بن جائے۔۔۔“

”صرف آپ کے لئے نہیں۔۔۔ پوری دنیا کے لئے۔۔۔“

مکارے

”مک۔۔۔ کیا مطلب؟“ صدر زور سے اچھلے۔

”میں خیال کرتا ہوں۔۔۔ یہ نوجوان شاید پوری دنیا کے لئے ابھن بن جائے گا۔۔۔ اور ابھن کے بعد خطرہ۔۔۔“

”نہیں جشید نہیں۔۔۔ اگر ایسا ہے تب تو تم فوراً اسے تلاش کرو۔۔۔ اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو۔۔۔“

”اب آپ دوسری بات سوچنے گے۔۔۔“

”دوسری۔۔۔ کیا مطلب؟“

”اب آپ کے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ اسے قید میں ڈال

کر زبردستی اس سے ایکشن والی فلم دیکھی جائے۔۔۔ لیکن میرا خیال ہے۔۔۔ ہم ایسا بھی نہیں کر سکیں گے۔۔۔“

”لیکن کیوں جشید؟“ صدر بولے۔

”ابھی تک میں اس نوجوان سے نہیں ٹا۔۔۔ جب تک مل نہ ہوں، فی الحال کوئی درست اندازہ نہیں لگا سکتا۔۔۔ لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں۔۔۔ اس پر قابو پانہ آسان نہیں ہو گا۔۔۔ وہ اگر آپ کے کمرے سے نائب ہو سکتا ہے تو جیل سے کیوں نائب نہیں ہو سکتا۔۔۔ اول تو یہے خیال میں اسے گرفتار کرنی ہی ممکن نہیں ہو گا شاید۔۔۔“

”یہ تم کہہ رہے ہو جشید۔۔۔ جس نے اتنے بڑے بڑے مجرموں کو ناکوں چھپے چھوڑا دے گئے ہیں۔۔۔“

”لیکن ایسے غص سے میرا واسط آج تک پس پا۔۔۔ دیے تو میرا خیال ہے۔۔۔ وہ میرا سامنا کرنے سے خود بھی گھبرا رہا ہے۔۔۔ اسے غالباً“ اندازہ ہو گیا۔۔۔ دیے ہو سکتا ہے یہ بات نہ ہو۔۔۔ یہ صرف میرا اندازہ ہو۔۔۔ جو بالکل غلط بھی ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔“

”نس جشید۔۔۔ میں نے تمہارے اندازے بہت کم غلط ہوتے دیکھے ہیں۔۔۔“

”خیر چھوڑو۔۔۔ اس بات کو۔۔۔ میں فی الحال لگ کے سے ٹھنے جا رہا ہوں۔۔۔ آپ انتظار فرمائیں۔۔۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔“

”اور میں چاہتا ہوں۔ آپ ایکش سے پلے ہی دکھ لینے کا خیال مل سے نکال دیں گے۔ آپ اسے ایک گھب نہیں دے سکتے۔ ہم اسے گرفتار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ فی الحال اس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ ہم اسے گرفتار کر سکیں۔ ذرا سوچیں، گرفتار کرنے کے فوراً“ بعد اس کا چالان کرنا ہو گا۔ اس پر جرم کی دفعہ لگانا ہو گی۔ ہم کون سی وضف لگائیں گے اس پر۔ اس کا وکیل کیا ہم سے یہ نہیں پوچھنے گا۔ کہ اس کے موکل کو کس جرم کے تحت گرفتار کیا گیا ہے۔“

”ہاں جیشی۔ یہ بات بھی ہے۔“

”اور پھر ہمیں شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اسے رہا کرنا پڑے گا۔ سوائے شرمندگی کے ہمیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اس کا حل لگی ہے کہ میں اس سے پہلے ملاقات کروں۔ لیکن۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک گیا۔“ اب تم ایک اور لیکن لے آئے جیشی۔“ انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

”میں کیا کروں۔۔۔ سو۔۔۔ اس نوجوان کی کمائی مجھے بار بار چکرا رہی ہے۔۔۔ ہم تو ایک مت بعد کیا ہو گا۔۔۔ یہ نہیں تاکتے۔۔۔ آخرہ کس طرح کل ہونے والی باشی تاریخ ہے۔۔۔“

”تمہارا بیان غ اس پارے میں کیا کھاتا ہے؟“

”صرف اور صرف ایک بات۔۔۔“

”اور وہ کیا جیشی۔“

”اس کے قبیلے میں کوئی پراسرار طاقت ہے۔۔۔ لیکن وہ طاقت۔۔۔ خیر میں اس کی وضاحت پھر کسی وقت کروں گا۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ آپ میرے لئے دعا کریں۔“

”اچھا۔۔۔ نجیک ہے۔۔۔ دیے یہ بھی عجیب ترین بات ہے۔“

انہوں نے جیران ہو کر کہا۔

”لگ۔۔۔ کون سی بات سڑ۔۔۔“

”تم نے اس وقت جو یہ کہا ہے۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ میرے لئے دعا کریں۔۔۔ تم نے آج تک ایسے نہیں کہا تھا۔“

”شاید میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے۔۔۔ اور کوئی بات نہیں سڑ۔۔۔“

”اچھا۔۔۔ اللہ کرے۔۔۔ اور کوئی بات نہ ہو۔“

اور پھر وہ فوراً“ لگ کی کوٹھی پہنچے۔۔۔ لگ نے جیران ہو کر اپنی دیکھا۔۔۔ وہ انہیں اچھی طرح جانتا تھا۔

”میں نے آج تک کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا جناب۔۔۔ دیے آپ کو میرے پاس نہیں آتا چاہیے تھا۔۔۔ سیدھے میرے وکیل کے پاس جاتے۔۔۔ جو بات کرنی ہے۔۔۔ ان سے کریں۔۔۔ میرے وکیل نے بھیج کر رکھا ہے۔۔۔ کہ میں پولیس کو کوئی بیان لازم ہوئے دوں۔۔۔ ان کی بھجے ڈاٹتے ہے۔۔۔ کہ میں جو کروں۔۔۔ ان کی موجودگی میں کروں۔۔۔“

اور ان کا کہنا ہے کہ یہ میرا قانونی حق ہے۔ کوئی نہ عام انسان کو قانونی معاملات کا پتا نہیں ہوتا۔ اور مجھے واقعی قانونی معاملات کا پتا نہیں ہے۔

”آپ جلد ہی گھبرا جاتے ہیں۔“ - اسکرچ جمیڈ مکارے۔

”کیا مطلب؟“ وہ پوچھا۔

”میں جانتا ہوں۔ آپ اور سینہ جاہ اور آپ جیسے دوسرے۔ جو جوا کھلیتے ہیں وہ قانونی جوا ہے۔ آپ لوگوں نے عدالتون سے اس جوئے کو قانونی بنالیا ہے۔ عدالتون میں بھی آج کل رشوت چلنے لگی ہے۔ لہذا ایسے اجازت نامے مل جاتے ہیں۔ میں تو اس وقت ایسے کسی سلسلے میں آیا ہی نہیں۔ مجھے تو بس آپ اس نوجوان کے بارے میں بتائیں۔ جو کل ہونے والا بھی آج دکھا دتا ہے۔“

”اوہ.... اوہ۔“ اس کے منز سے لٹکا۔

”اوہ سے تو کام نہیں چلتے گا۔“

”میں اس کے بارے میں بالکل کچھ نہیں جانتا۔“

”خبریہ بات تو نہیں ہے۔“

”کیا مطلب؟“ اس نے کہا۔

”اس کے بارے میں آپ بہت کچھ بتائے ہیں۔“

”جو کچھ مجھے علم ہے۔ وہ میں بتاؤں گا۔“

”چلے گئی کافی ہے۔“ وہ مکارے۔

”تو پھر پوچھئے۔ اور یہ بات یاد رکھئے کہ میرا وقت بہت بُتھی ہے۔“

”ہاں! میں جانتا ہوں۔ آپ کو جوئے کے معاملات سے فرست نہیں ہے۔“

”قانونی جو اکتے جتاب۔“ وہ مکارا۔

”کی سی۔ اس نوجوان کا حلیہ کیا ہے؟“

”وہ دلما پتلہ، شریف صورت انسان ہے۔ اس کے چہرے پر ہر وقت ایک سادہ ہی مکراہٹ رہتی ہے۔ سیاہ آنکھیں، سیاہ ہال۔۔۔ پتلہ کی ناک۔۔۔ پتلے پتلے ہونٹ۔۔۔ دیکھنے میں وہ بالکل بے ضرر جان پڑتا ہے۔ عام طور پر سفید لباس میں رہتا ہے۔“

”اس کا نام کہانا کہاں ہے؟“

”سامنے سمندر اٹاوا پر ایک ہٹ میں میری اس سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔۔۔ وہاں اس کا ایک ملازم بھی ہوتا ہے۔“

”مردانی فرمائ کر مجھے اسے ہٹ تک لے پہلیں۔“

”میں ساتھ کیوں جاؤں۔۔۔ کیا میں نے آپ کو بتایا نہیں کہ میرا وقت۔۔۔“

”اوہ ہاں! میں بھول گیا۔۔۔ آپ کا وقت۔۔۔ خیر۔۔۔ آپ زرا مجھے تباہیں۔۔۔ اوناوا ساحل پر وہ ہٹ کہاں ہے۔“

”اندازہ درست ہے۔“ وہ بولے اور اندر واصل ہو گئے
”اور آپ ساحل پر گئے تھے۔“ فرزانہ کی آواز سنائی دی۔
”یہ اندازہ بھی درست ہے۔۔۔ کچھے قدرے نم ہیں۔“ وہ
ٹکڑا کے

”بال بھی تو بہت زیادہ بکھرے ہوئے ہیں۔۔۔ اس قدر بال ساحل
پر ہی بکھر سکتے ہیں۔“ فاروق کی شوخ آواز سنائی دی۔
”میں تم تینوں کی سراغ رسالی کو پہلے ہی مانتا ہوں۔۔۔ لذار عرب
مجازتے کی ضرورت نہیں۔“ انہوں نے ہنس کر کہا۔
”لیکن ابھی ہم کچھ اور باتیں بھی بتا سکتے ہیں۔“
”اے بھی بات ہے۔۔۔ تباہ پھر۔“

”وہ صحن میں پنجی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جیکم جیشید بھی وہیں آ
گئے۔۔۔ ایسے موافقوں پر وہ پاورپی خانے کو بھول جاتی تھیں۔۔۔ یعنی
خانے وہاں کوئی نہ تھا۔۔۔ تے وہاں اُن وی وی آر تھا۔۔۔ نہ کوئی اور جنہیں
بھی ان کے اندازے شروع ہوتے تھے۔۔۔ اسیں ان کے اندازے
”دست تیرے کی۔۔۔ وہ تو یہاں بھی نہیں ہے۔۔۔ گویا اب۔“ بات دلچسپ لگتے تھے، بلکہ وہ خود بھی اندازے لگانے کی کوشش کیا کرتی
تھیں۔

”آپ کو صدر صاحب نے بلایا تھا۔“
”بہت خوب! یہ اندازہ کس طرح لگایا؟“
”صدر صاحب کا دو مرتبہ فون آپ کا ہے۔“ - محمود نہسا۔
”دست تیرے کی۔۔۔ ان کے منہ سے نکلا۔“

”وہاں سے اگر ہم مغرب کی طرف چلیں تو پہل پندرہ منٹ کا
سفر ہے۔۔۔“ ”مکری۔۔۔ آخری بار آپ کی اس سے کب ملاقات ہوئی
تھی؟“

”پرسوں۔۔۔“ اس نے کہا۔
”گویا کل ہونے والا بھی آپ جیت پکے ہیں۔“

”میں نہیں۔۔۔ شیم۔“ وہ نہسا۔
”میرا مطلب ہے۔۔۔ اس بھی پر لگائی جانے والی رقمیں۔“
”وہ ایک الگ معاملہ ہے۔۔۔ ہمار جیت ہوتی رہتی ہے۔“

”اچھا لمحک ہے۔“
اب وہ اپنی جیپ میں ہٹ تک پہنچے۔۔۔ لیکن ہٹ بالکل خالی
تھا۔۔۔ وہاں کوئی نہ تھا۔۔۔ تے وہاں اُن وی وی آر تھا۔۔۔ نہ کوئی اور جنہیں
بھی اندازے لگانے کی تھیں۔۔۔ اسے تلاش نہیں کر سکا۔“

”وہ تھکے ہارے گھر پہنچے۔۔۔ محمود نے جونہی دروازہ کھولا۔۔۔“

”دیا۔“

”یہ مکراہٹ کیوں؟“
”آپ کیمیں سے ہری طرح ناکام چلے آ رہے ہیں۔“

"اب... اب کیا ہو گا؟"

"اے بھول جائیں۔"

"تم نہیں جانتے جشید۔" صدر صاحب کی آواز میں حدود رہے
گمراہت تھی۔

"اور میں کیا نہیں جانتا سر۔"

"یہ کہ جب میرے مخالفوں کو اس نوجوان کے پارے میں پڑا
چلے گا تو وہ اس سے ایک ماہ بعد ہونے والا ایکش دیکھنے کا سودا ضرور کر
لیں گے.... ان کے پاس کھربوں کی وولت ہے۔"

"اوہ نہیں۔"

وہ چلا گئے۔

○☆○

"محمود آپ نہیں۔ میں ہوں۔" محمود نے بوکھا کر کہا۔

"اور آپ اس نوجوان کی تلاش میں گئے تھے۔ جو کل ہوئے

والی کوئی بات آج دکھاتا ہے۔"

"حد ہو گئی۔ اس قدر معلومات۔ کمال ہے۔"

"آپ کو اس نوجوان کے پارے میں معلومات حاصل کرنے کے
لئے پسلے سکنگ کے پاس جانا پڑا تھا۔ اس نے آپ کو ساحل کا نہ
ہتایا۔"

"حد ہو گئی۔ تو سکنگ نے بھی فون کیا تھا؟"

"بھی ہاں! وہ بھی بہت بے چینی محوس کر رہا ہے۔"

"ایک مشت پسلے میں صدر صاحب کو فون کر لیوں۔"

"ضرور کریں۔ لیکن.... تم نے یہ اندازے خود لگائے ہیں۔

سکنگ نے ہمیں کچھ نہیں بتایا تھا۔"

"اچھا۔ نیک ہے۔ تمہارے اندازوں کی دعا سمجھوئی

گی۔"

"تو دے دیں۔ اور سمجھوئی سے بال بال بیج جائیں۔"

"دی تھیں داد۔" وہ پڑے۔

ہمیں اس وقت صدر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں جشید کیا رہا؟"

"اب اس کا کہیں کوئی پتا نہیں سر۔"

خیال سوجھا

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے۔

"اب تمہیں کیا ہوا جیشید؟" آخر صدر کی آواز ابھری۔

"میرا دھیان اس پہلو کی طرف تھیں گیا تھا۔"

"تب پھر اب کیا ہو گا؟"

"فی الحال تو سب سے یہ صرف ہمارا خیال ہے۔ ہو سکتا ہے، اس نوجوان کو یہ خیال آئے تک نہ۔"

"ایسا نظر نہیں آتا؟"

"کیا مطلب؟"

"میرا خیال ہے۔ وہ اب تک ان سے رابطہ کر چکا ہو گا۔ کیونکہ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ میں اسے ایک کمرب نہیں دیکھتا۔"

"ہوں۔ سوال وی ہے سب سے آپ کو کیا فرق؟ جائے گا؟"

"یہ حکومتی معاملات بہت غیب ہوتے ہیں جیشید۔ اب میرا کیسے ہو سکتا ہے؟" لگب نے جیران ہو کر کہا۔

تمہیں کس طرح سمجھاؤں۔"

"آپ جو چاہتے ہیں صرف اتنا بتا دیں۔"

"بس میں چاہتا ہوں۔ تم اسے ٹلاش کر لو۔ اور میری اس سے ملاقات کراؤ۔"

"آپ کے خیال میں کون اس سے یہ معاملہ طے کر سکتا ہے۔ کون ہمارے ملک میں اتنا دولت مند ہے؟"

"نوشای آنا۔" وہ بولے۔

"مگر یہ آپ فکر نہ کریں۔ میں اس کا سرانگ لگانے اور آپ سے ملاقات کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔"

"بہت خوب۔"

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔ اب انہوں نے لگ کو فون کیا۔ ان کی آواز سن کر وہ بے تباہ بولا۔

"وہ نوجوان آپ کو ملا یا نہیں۔"

"نہیں۔۔۔ بہت بالکل غالی پڑا ہے۔"

"اوہ۔۔۔ اوف۔۔۔ یہ اپنچا نہیں ہوا۔۔۔ ہم اس نوجوان سے بے تھاش فائدہ اٹھا سکتے تھے۔"

"میں اس کی ٹلاش میں ہوں۔۔۔ اگر مل کیا تو ضرور آپ کو تھاؤں گا۔"

ہیں... اور پھر چانزم کے ذریعے اپنے مسکل کو ایک دن بعد ہونے والا
مجھ کھا دتا ہے۔"

"وہ دکھاتا تو اسی وقت سکتا ہے نا۔ جب واقعی ایسا ہوتا ہے۔"
اپکے جشید مکارے۔

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے۔" پروفیسر بولے
"میرا خیال ہے... آپ میں آجائیں۔ یا میں آپ کے ہاں آ
جاتا ہوں۔"

"میرا خیال ہے جشید۔ تم ہی یہاں آجائو۔" کیونکہ تھوڑی دیر
پہلے خان رحمان کا بھی فون آیا تھا۔ وہ مجھے اپنے گمراہ رہے تھے۔
میں نے انہیں یہاں آتے کا کہ دیا۔ اب اگر میں تھاری طرف آتا
ہوں... تو وہ اور ہر 2 جائیں گے۔"

"خیر اس مسئلے کا حل تو موبائل فون کے ذریعے ممکن ہے۔
لیکن نہیں.... میں آ جاتا ہوں۔"
اوکے۔

فون بند کر کے وہ اٹھو کھڑے ہوئے۔
"تب پھر ہم بھی کیوں نہ چلیں۔"

"ضرورت تو نہیں ہے۔ چاہو تو چلو۔" اپکے جشید بولے
"وہ اسی وقت تحریر گاہ پہنچ گئے۔ خان رحمان ان سے پہلے پہنچ
پہنچ تھے۔ اور پھر پیش رداو، انہیں اس نوبوان کے یادے میں بتا پچے

"کیا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"یہ کہ آپ کو اگر وہ مل گیا تو آپ مجھے اس کے یادے میں
دیں گے۔ گواہ آپ مجھے جوئے میں جیتنے کا موقع فراہم کریں گے۔"
"جی نہیں! یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ آپ کو بتا دینے کا مطلب
یہ نہیں کہ آپ اس سے ملاقات بھی کر سکتے ہیں۔"

"چیزی بات ہے۔ ایک یادو ہے۔ پھر بتاؤں گا۔"
یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔ اب انہوں نے پروفیسر
داوود کو فون کیا۔ وہ ان کی آواز سن کر چکے۔

"تباہ جشید۔ یہ تم ہو۔ آج کل کہاں رہتے ہو بھی؟"
"جی بس۔ کیا بتاؤں؟" وہ گزرا گئے۔
"اپھا تھیں۔ کچھ نہ بتاؤ۔ صرف یہ بتاؤ۔ فون کرنے کی کہے
کوشش کروالی۔" انہوں نے جمل کر کیا۔
وہ سکرا دیے۔ پھر بولے۔

"آپ نے اخبارات میں وہ خبریں پڑھیں۔"
"اس نوبوان والی؟" وہ ہنسے۔
"تھی ہاں۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"یارو ہے کوئی فرما ہے۔ زبردست فرما۔"
"سوال یہ ہے۔ وہ ایسا کر کیے لیتا ہے۔"
"میرا خیال ہے۔ وہ وی سی آر میں کوئی عام کیسٹ لگانا

تھے

"یہ معاملہ تو حد درجے پر اسرار ہے جمیش"۔ خان رحمان

بولے

"ہاں! یاکل... لیکن اس میں پریشان ہونے والی ذرا بھی کوئی

بات نہیں ہے۔"

پروفیسر بولے

"کل کو تو ہو سکتی ہے۔" انسپکٹر جمیش بولے۔

"کل کو... کیا مطلب؟"

"متقبل قریب میں۔"

"وہ کیسے... اور کیا؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"صدر صاحب کا خیال ہے کہ وہ نوجوان اگر ان کے حلقہ میں

سے رابطہ کرے گا۔ اور ایک ماہ بعد ہونے والے ایکش انسیں دکھا

دے تو وہ حکومت کو ختم کر دیں گے.... اور نئی حکومت جو بنے گی...."

ان کے لیے اور ملک کے لیے پریشانی کا سبب بنے گی۔"

"یہ ایک نئی بات سامنے آئی ہے۔" پروفیسر بولے۔

"حرجت ہے۔ یہ نوجوان کس قدر جلد اتنے اتم لوگوں کی توبہ

کا مرکز بن گیا۔" خان رحمان بولے

"میں بھی کیا ہے.... میرے خیال میں تو یہ اور زیادہ خطرناک

ہیبت۔"

میں اس وقت فون کی سمجھنی بھی۔

"لیجھے.... آگیا اس نوجوان کا فون۔" فرزانہ مسکراتی۔

"تم یہ بات کس طرح کہ سکتی ہو؟"

"اس نے پسلے مگر فون کیا ہو گا۔ اسی جان نے اسے یہاں کا
نبردے دیا ہو گا۔"

"یہ ضروری نہیں۔ تاہم خیال کی ہے کہ فون اسی کا ہو۔" یہ
کہہ کر انسپکٹر جمیش نے رسیور انحالیا۔

"انسپکٹر جمیش بات کر رہے ہیں۔" اور ہر سے لکھ دار آواز
ستائی دی۔

"اور آپ وہ نوجوان ہیں۔ جو کل ہونے والے مجھ دکھادیتے
ہیں۔" انسپکٹر جمیش نے برا سامنہ بنا لیا۔

"آپ کو شاید ایسا کرنا یہ اگا ہے۔"

"تو کیا اچھا لگے گا۔ ارے بھائی۔ اس معاملے نے بت سے
لوگوں کو ابھن میں جلتا کر دیا ہے۔ اور کتنی لوگ آپ کی ٹلاش میں

ہیں.... اور آپ ہیں کہ اس طرح غائب ہو گئے۔ چیزیں کہے کے سر
سینگ۔"

"آپ لوگوں کے ارادے نیک نہیں رہے تھے۔ اس لیے مجھے
ایوان صدر سے نکل آتا پڑا۔"

"کیا مطلب.... یہ کیا بات کی آپ نے؟" انہوں نے حیران ہو
کر پوچھا۔

نہ جانے کتنے بھی رہتے ہیں۔ آپ خود سوچیں۔"

"میں سوچ رہا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔" انہوں نے برا سا مند بنا لیا۔

"اوہ اچھا۔ نہیں۔ کوئی بات نہیں۔"

"لیکن آپ کے صدر مجھے ایک کمرب دینے کے لئے تیار ہیں۔ یا میں ان کے خالقین کو ایکشن دکھاؤ۔"

"اگر آپ نے خالقین کو ایکشن دکھا دیا تو پھر کام ہمارے لئے آسان ہو جائے گا۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکہ انہا۔

"مطلب یہ کہ اس صورت میں آپ کو گرفتار کرنے کا جواز ہمارے پاس ہو گا۔ ہم آپ کو حکومت کے خلاف غداری کرنے کے بزم میں گرفتار کر لیں گے۔"

"اوہ نہیں! آپ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ ویسے میں جانتا ہوں، آپ میرے خلاف کچھ نہ کچھ کریں گے ضرور۔ اسی لئے میں غائب ہو گیا ہوں اور میرا دعویٰ ہے کہ آپ مجھے تلاش نہیں کر سکتے۔ لگا کر دکھادیں میرا سراغ۔ گرفتاری میں خود دے دوں گا۔ اور ساری لندگی کے لئے آپ کا غلام بے دام بن جاؤں گا۔"

"بہت خوب! اب تو آپ کو تلاش کرنا ہی ہو گا۔"

"بلیں۔ آپ اور مجھے تلاش کریں گے۔ یہ بھی ایک۔"

"میں بتاتا ہوں۔ صدر صاحب مجھ سے بات کر رہے تھے۔۔۔ لیکن پھر اچانک کہنے لگے کہ اب مجھ سے بات چیت ان کا ایک آدمی کرے گا۔۔۔ مجھے یہ بات معلوم ہے کہ ایسے موقعوں پر وہ سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں بلاتے۔ اندر میں نے اس وقت خوف محسوس کیا۔ اور وہاں سے نکل آیا۔"

"لیکن کیسے بھی۔۔۔ مخالفوں نے آپ کو وہاں سے نکلتے نہیں دیکھا۔"

"اوہ! یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں۔۔۔ ایسا تو آپ بھی کر سکتے ہیں۔۔۔ وہ ہے۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔" انسپکٹر جشید دھک سے رہ گئے۔

"بُس سمجھو جائیے۔۔۔ اچھا تو میں وہاں سے نکل آیا۔۔۔ اب یار لوگ۔۔۔ میرا مطلب ہے جواری لوگ تو مجھے ڈھونڈتے ہی رہے ہیں۔۔۔ حکومتی لوگ میری ملائی میں ہیں۔۔۔ صدر کے خلاف جتنے لوگ ہیں۔۔۔ اُنہیں میری زیادہ ضرورت ہے۔"

"ہاں! میں یہ بات سمجھ رہا ہوں۔۔۔ لیکن آپ کو اس کام سے فائدہ کیا ہو گا۔۔۔ یہ بات سمجھو میں نہیں آئی۔"

"فائدہ۔۔۔ حیرت ہے۔۔۔ آپ فائدے کی بات کرتے ہیں۔۔۔ صرف چند بھی دکھادینے سے مجھے ہیں کروڑ کا فائدہ ہو گیا ہے۔۔۔ اُنہیں ا"

ری"۔ "اچھی بات ہے۔ ہم آ رہے ہیں"۔

"آپ کا انتظار کرتے کرتے تو شاید میں بوڑھا ہو جاؤں"۔ اس

نے ہنس کر کہا۔

"تب پھر... کیا کیا جائے۔ ہم کیا کر سکتے ہیں"۔

" مقابلہ"۔ اس نے کہا۔

"کیا کمایں مقابلہ"۔

"ہاں؟ مقابلہ"۔

"آخر کیسا مقابلہ... پتا تو چلے"۔

"بہت زبردست مقابلہ۔ آپ ساحل اوڑاواپر آ جائیں"۔

"میں وہاں گیا تھا... آپ تھیں ملے"۔

"اس وقت سامان سیٹنے کا مسئلہ تھا۔ اب ہم اس کام سے

فارغ ہو چکے ہیں تو میں ایک بار پھر ہٹ میں موجود ہوں"۔

"اگر یہ بات ہے تو میں آ رہا ہوں۔ اس لئے کہ آپ سے

دو ہاتھ کرنا اب میرے لیے بہت ضروری ہو گیا ہے"۔

"ایکن آپ مجھ سے دو دو ہاتھ کس قانون کے تحت کریں

گے"۔

"پہلے یہ واقعی ہمارے لئے ایک سوال تھا۔ اب نہیں رہا"۔

"کیوں.... کیا وجہ.... اب مجھ سے کیا جرم سرزد ہو گیا ہے"۔

"آپ وقت کے حاکم کے خلاف کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔۔۔

اگر حکومت کے خالصین آپ کو ایک کھرب روپے دے دیں تو کیا آپ اپنی ایک ماہ بعد ہونے والا ایکش اسی وقت دکھاویں کا دعویٰ نہیں کر رہے ہیں"۔

"ہاں! اگر رہا ہوں"۔

"تو آپ کا ایسا کرنا حکومت وقت کے خلاف ایک قدم ہو گا۔۔۔ اور صدر ابھی حکومت میں ہیں۔۔۔ وہ آپ کی گرفتاری کا حکم دے سکتے ہیں"۔

"تب پھر آپ میری گرفتاری کا حکم دے دیں۔۔۔ میں عدالت میں دیکھ لوں گا"۔

"یہ کام میں خود کرنا پسند کروں گا۔۔۔ ہٹ پر آ رہا ہوں۔۔۔ وہاں موجود رہیں"۔

"لوکے۔۔۔ آپ گفتہ کریں۔۔۔ میں موجود رہوں گا"۔

"وہ پانچوں کو ساتھ لے لیں اسی وقت ہٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔ ہٹ کا دروازہ بند تھا۔۔۔ محدود نے آگے ہر ہو کر دستک دی۔۔۔

"دروازہ کھلا ہے۔۔۔ آپ اندر آ جائیں"۔ ایک تواز سنائی دی۔۔۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر وہ اندر داخل ہو گئے۔۔۔ وہاں وہ نوجوان واقعی موجود تھا۔۔۔

اسپکٹر صاحب۔۔۔ خوش آمدید۔۔۔ آپ بہت بڑے اسپکٹر ہیں۔۔۔

بہت اونچے۔ آدمی ہیں، آپ کی بہت شہرت ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔ آپ کے خیال دلانے پر واقعی میں نے محسوس کیا کہ میں حکومت کے خلاف لوگوں کو ایکشن دکھانے کر حکومت کے خلاف کام کرنے والا ثابت ہو جاؤں گا، لذا میں نے اپنا یہ ارادہ بالکل بدل دیا ہے اور اب میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ اگر میں نے کبھی ایسا کیا تو آپ ضرور مجھے گرفتار کرنے کے لیے آ جائیے گا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوا گا، باقی رہی یہ بات کہ میں ایوان صدر سے کس طرح تکل آیا تو میں پہنچنے کا ماہر ہوں اور اگر میرا وہاں سے اس طرح تکل آنا جرم ہے تو مجھے گرفتار کر لیں اور سزا دلوا دیں۔ میں وہ سزا کاٹنے کے لیے تیار ہواں۔

”آپ ایسا کس طرح کر لیتے ہیں۔ یہ تو آپ بتائیں گے میں۔ لیکن آپ اپنی اس طاقت کے ذریعے ملک اور قوم کو بہت بڑے بڑے قائد سے پہنچا سکتے ہیں۔ مثلاً“ کوئی خوفناک طوفان آنے والا ہے۔ یا سیلاب آنے والا ہے۔ اب ان آفات سے جن جن بچکوں پر بے تحاشا چاہی پہنچنے والی ہے۔ آپ وقت سے پہلے ان پر اس طاقت کے ذریعے وہ دیکھ کر اللہ کی حقوق کو پہنچا سکتے ہیں۔ لوگ وقت سے پہلے حفظ مغلامات پر جا سکتے ہیں۔ آپ ایسے کام کیوں نہیں کرتے۔۔۔ میری مانس۔ آپ حکومت میں شامل ہو جائیں۔۔۔ حکومت آپ کو موقول محاوضہ دے گی۔ بس آپ اس حرم کے بھلائی کے کام کیا کریں۔ پھر دیکھیں گے۔ آپ قوم کے ہمروں بن جائیں گے۔۔۔“

دروازہ بند ہے

ان لمحات میں انہوں نے حد درجے بے بھی محسوس کی۔ ان کے خیال میں ایک بہت بڑا اور بہت خطرناک مجرم ان کے سامنے تھا لیکن۔۔۔ وہ اسے گرفتار نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ اچاک اُسیں ایک ذیل سو جھا۔

”مجھے قوم کا ہیرو بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ مجھے تو بس دولت کمانے کا شوق ہے۔ اس قدر دولت کمانے کا شوق ہے کہ میرے مقابلے میں کوئی کمانہ سکے۔ میں ابھی اس حد تک فہمیں پہنچا۔ لیکن یہتھ بدل دو وقت آتے والا ہے۔ جب میں کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ دولت کمانے لگوں گا اتنی کہ میرے مقابلے میں کوئی نہ کمانے سکے۔ ابھی میں اس حد تک فہمیں پہنچا۔ یہتھ بدل دو وقت آتے والا ہے جب میں دنیا بھر میں سب سے کم وقت میں سے زیادہ دولت کمانے والا بن جاؤں گا۔ ابھی تو میں صرف اپنے ان ملک میں تھوڑی سی شرتوں حاصل کر سکا ہوں۔ لیکن ذرا سوچنے میری شرتوں تو پر لٹا کر اڑنے والی ہے۔ جب یہ بات دوسرے ملک تک پہنچے گی۔ تو کون میرے پیچے نہیں دوڑے گا۔“

”اوہ وہک سے رہ گئے۔ واقعی اگر اس کا یہ پروگرام تھا تو دنیا کو دیوانہ بنائے والا تھا۔ بڑے بڑے یادشاہ اور حکمران شخص کے دروازے پر لاٹن میں لگ سکتے تھے۔“

”آخر آپ اس قدر دولت کا کر کریں کے کیا۔“ انکلہ بڑے بڑے براسامت بنایا۔

”بہاں! یہ سوال کیا ہے آپ نے کام کا۔ یہ جو دنیا میں کمرہ لوگ ہیں۔ یا اس سے بھی زیادہ دولت مند ہیں۔ یہ کیا کرتے دولت کا؟“

”بس اس سے بیش کرتے ہیں۔ دنیا کی ہر عیش خریدتے ہیں۔ جو بھی ان کے گھن میں ہو سکتی ہے۔ اور بس۔۔۔ اس سے زیادہ دولت ان کے کسی کام نہیں آتی۔ لیکن جب وہ اس دنیا سے رخصت ہونے لگتے ہیں۔ تو دنیا بھر کی دولت بھی ان کے کسی کام نہیں آتی۔ وہ ہر قسم کا عیش چھوڑ کر منی کے نیچے دفن کر دیے جاتے ہیں۔۔۔ وہاں سے اپنیں اب قیامت کے دن الحنا ہو گائے اور اس دولت کا حساب کتاب دینا ہو گا۔ وہ بھی اس صورت میں کہ آدمی مسلمان ہو اور اگر اسلام لایا بھی نہ ہو۔۔۔ تب تو اس سے دولت کا حساب کتاب بھی نہیں لیا جائے گا۔ اسلام نہ لانا ہی اس کا سب سے بڑا جرم ہو جائے گا۔ اور اسے سیدھا جنم میں بھیج دیا جائے گا۔۔۔ وہاں یہ دولت اس کے کام نہیں آئے گی۔۔۔ یہ دولت اگر کام کر سکتی ہے۔ تو صرف ایک صورت میں یہ کہ آدمی پہاڑچا مسلمان ہو۔۔۔ اور اپنی دولت کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا رہا ہو۔۔۔ اور بس۔۔۔ اولاد کوئی دوسری صورت نہیں۔“

”میں ان ہاتوں کو نہیں مانتا۔“

”کیوں۔ کیا آپ مسلمان نہیں؟“

”میں مسلمان ہوں۔“

”تب آپ کیسے مسلمان ہیں۔۔۔ مسلمان تو جب تک آخرت پر لیکن نہ رکھے۔۔۔ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔“

"میں مادرن مسلمان ہوں"۔ وہ سکرایا۔

"کویا آپ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی حساب کتاب خیل

ہے؟"

"ہاں بالکل.... مرکر سب منی ہو جاتے ہیں"۔

"اسلام نے اس کے بالکل اٹ بات بتائی ہے۔ یہ کہ تمہارا پروگرام ایک دن تم سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور حساب کتاب لے گا"۔

"میں نے کہا تا۔۔۔ میں ان باتوں کو نہیں مانتا"۔

"نیز۔۔۔ آپ کی مرضی۔۔۔ جب آپ مرس گے تو آپ کو چل جائے گا، لیکن اس وقت پتا چل جانے کا آپ کو کوئی فائدہ نہیں گا۔۔۔ اس وقت توبہ کا درود نہ ہند ہو چکا ہو گا"۔

"میں ان باتوں کو نہیں مانتا"۔

"اوہ ہاں! یہ تو میں بھول ہی گیا۔ کہ آپ ان باتوں کو نہیں مانتے"۔ انسوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میں آپ اپ یہاں سے جائیں۔۔۔ گرفتار تو آپ مجھے کرنے رہے۔۔۔ آپ کی پیکش میں مان نہیں رہا۔۔۔ اب آپ یہاں نہ سر کریں گے بھی کیا؟"

"اوے کے۔۔۔ ہم جا رہے ہیں۔۔۔ لیکن اتنا یاد رکھیں۔۔۔ جس سی بھی آپ نے کوئی غیر قانونی قدم اٹھایا۔۔۔ میں آپ کو گرفتار کرنا

جاوں گا۔"

"اور میرے خیال میں۔۔۔ ایسا دن آئے گا ہی نہیں"۔ وہ سکرایا۔

"جب کہ میرا اندازہ ہے۔۔۔ ایسا دن آکر رہے گا۔۔۔ دولت کی خواہش آپ کو ضرور غلط راستے پر لگائے گی۔۔۔ آؤ بھی چلیں"۔
یہ کہتے ہوئے وہ انہوں کھڑے ہو ہے۔۔۔ وہ انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔۔۔ منہ سے پکجھ نہ یو لا۔۔۔

"یہ تو پکجھ بھی نہیں ہوا جیشید"۔

"اب ہم اس کے خلاف کر بھی کیا سکتے ہیں"۔

"پروفیسر صاحب! آپ پکجھ بتائیں۔۔۔ یہ شخص آخر کل ہونے والی بات کس طرح بتا دتا ہے۔۔۔ جب کہ قرآن کریم کہتا ہے۔۔۔ کوئی نہیں جانتا۔۔۔ کل کیا ہو گا"۔

"ہاں! یہ بالکل درست ہے۔۔۔ کوئی نہیں جانتا۔۔۔ کل کیا ہو گا۔۔۔ اس پر ہمارا ایکھاں ہے"۔

"تب پھر۔۔۔ یہ کیسے دکھا دتا ہے"۔

"اس کی میں ایک مثال دے سکتا ہوں، فی الحال میں یہ نہیں جانتا کہ وہ کس طرح ایسا کرتا ہے"۔۔۔ پروفیسر داؤڈ سکرائے۔

"چھپ۔۔۔ مثال ہی دے دیں"۔۔۔ خان رحمان سکرائے۔

"اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔۔۔ کوئی نہیں جانتا ماؤں

کے پیٹ میں کیا ہے، یعنی لڑکا ہے یا لڑکی.... ایک پچھے ہے یا وہ... لیکن آج کے دور میں ایسے آلات ہالے گے ہیں کہ ان کے ذریعے ڈاکٹر لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی.... تو کیا اس کا مطلب نعموت یا نہ ہے کہ قرآن کریم کی بات ہو گئی... نہیں بالکل نہیں۔“

”تب پھر وہ کیسے دیکھ لیتے ہیں؟“

”وہ اس وقت دیکھ لیتے ہیں۔ جب اعضا بن جاتے ہیں... اس وقت تو عام دایاں تک بتا دتی ہیں.... یعنی بغیر آلات کے... اب مطلب یہ ہوا کہ اعضا بننے سے پہلے کوئی بتا سکا ہے... نہیں.... ہرگز نہیں۔ دوسرے یہ کہ آلات کا بتایا ہوا بھی اکثر ثابت ہو جاتا ہے۔“

”اس مثال سے اس نوجوان والی بات کیسے واضح ہوئی انکل۔“

”حمدوللہ یہ ران ہو کر کما۔

”یہ سو فیصد وہی بات نہیں بتا سکتا... جو کل ہونے والی ہے۔ یعنی اس میں کچھ نہ کچھ ہو گا۔ مثلاً کل بارش ہو گی... لیکن بالکل تھیک کس وقت ہو گی.... اور کتنی ہو گی.... یا کہاں کتنی ہو گی اور کہاں کتنی ہو اور کہاں نہیں ہو گی.... یہ باتیں بالکل سو فیصد درست یہ نہیں بتا سکے گا۔ ہاں! ان کے آس پاس باتیں ضرور بتا سکے گا۔ اپنے تم کے ذریعے حساب کتاب لگا کر یا پھر اس قوت کے ذریعے... جو اس کے قبضے میں ہے... دیسے میرا زیادہ خیال یعنی ہے کہ کوئی پر اسرار طاقت

اس کے قبضے میں ہے... اس لئے کہ میں نے اس کی آنکھوں میں کوئی خوف نہیں دیکھا۔ وہ مجھ سے ذرا بھی خوف زدہ نہیں تھا۔“

”تب پھر... ایوان صدر سے وہ کیوں نکل ایا تھا انکل؟“ فرزانہ نے اعتراف کیا۔

”بعض کام انسان سوچے سمجھے بغیر کر گزرتا ہے... ان کی کوئی وجہ نہیں ہوتی... ہو سکتا ہے... وہ بلاوجہ ہی چلا آیا ہو۔“

”خیر... سوال پھر وہیں کا دیں رہا۔ کہ آخر وہ ایسا کس طرح کر لیتا ہے۔“

”اس پر میں کام کروں گا۔ اور ان شاء اللہ میں جلد بتاؤں گا کہ وہ ایسا کس طرح کر لیتا ہے۔“

”گویا اب ہم گھر پہن رہے ہیں اور فی الحال ہمارے لئے کوئی کام نہیں ہے۔“ فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

”نظریں آتا ہے۔ لیکن یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔“

”پھر جو نہیں وہ گھر پہنچے... انہیں ایک حرمت ایگزیکٹو ہر بر تھی صدور ساحب کی طرف سے... وہ کہ رہے تھے۔“

”جب شدید... اس نوجوان کی اہمیت ہزاروں گناہ بینہ گئی ہے۔“

”جی... کیا مطلب؟“ وہ پچھا کرے۔

”دنیا کا ہر ملک اسے اپنے ہاں آنے کی دعوت دے رہا ہے۔“

”جنیس کیا فرمایا۔ دنیا کا ہر ملک... گویا اس کے بارے میں دنیا

”جی کیا فرمایا۔ دنیا کے لئے خطرہ.... وہ کیسے؟“ انپکٹر جشید نے
ٹکر کر کہا۔

کو معلوم ہو گیا ہے۔“
”ہاں! آخر ہمارے ملک کے تمام اخبارات نے اس کے بارے“ یہ سیرا احساس ہے۔ وہ دنیا کے لئے کیسے خطرہ بنتا ہے۔ یہ
میں خبریں شائع کی ہیں۔ غیرملکی تماندے بھی ملک میں ہوتے ہیں لیکن نہیں معلوم۔۔۔ شاید پروفیسر راؤ دیتا سکیں۔“
انہوں نے اس نوجوان سے ملاقاتیں بھی کی ہوں گی۔۔۔ کنگ اور جے۔۔۔ میں بھی یہی عحسوس کر رہا ہوں سر۔۔۔ پروفیسر راؤ نے فوراً
جلد سے بھی اس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی۔۔۔ قبائل
”تب پھر۔۔۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟“ صدر بولے
انہیں پہاڑ نہ پہنچا۔۔۔ اس کی خبر تو اب آندھی اور طوفان کی طرح
”بھی وہ ہمارے ملک میں ہے۔۔۔ فوری طور پر اس کی گرفتاری
بھل کی آگ کی طرح پھیل رہی ہے۔“
”ادکامات جاری کر دیے جائیں۔“ انپکٹر جشید بولے
”اوہ۔۔۔ اوہ“۔۔۔ ان کے منہ سے نکلا۔

”اور جشید۔۔۔ ہر ملک کی یہ کوشش ہے کہ وہ ان کے بارے“ تو فرد جرم کیا لگائی جائے گی۔۔۔ دوسرے یہ کہ دنیا کے ممالک
آئے۔۔۔ اس کے لئے۔۔۔ اسے بڑی سے بڑی پیشکشیں کر رہے ہیں۔۔۔ کوہم کیا سمجھائیں گے۔۔۔
انپکٹر جشید نے پرشانی کے عالم میں پوچھا۔
”تب پھر۔۔۔ اس نے کس کی بات مانی؟“
”کسی کی بھی نہیں۔۔۔ اس کا بیان ہے۔۔۔ وہ ابھی غور کر۔۔۔ یہ سب بعد کی باتیں ہیں جشید۔۔۔ اس کی گرفتاری سے زیادہ
فوری کام اپ کوئی نہیں ہے۔۔۔ جلدی کر۔۔۔ اسے گرفتار کرو۔۔۔“
اور پھر اپنا فیصلہ نئے گا۔۔۔

”اس کا مطلب ہے۔۔۔ اب یہ کیس ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔۔۔“ صدر نے سخت لمحے میں گھم دیا۔
”اوہ۔۔۔ اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔۔۔ اب تو ہرے ہرے ملک اس سے۔۔۔“ بیتر سرس۔۔۔ اگر آپ کا حکم یہی ہے تو کریتے ہیں اسے گرفتار
لیں گے۔۔۔ اور ظاہر ہے سر۔۔۔ آپ تو اسے ایک کھرب روپے نکلا رکھا جاتا ہے۔۔۔
انپکٹر جشید نے اسی وقت اکرام اور اس کے مغلے کو حکم دیا کہ
وہ سکتے۔۔۔ وہ لوگ کمریوں دے سکتے ہیں۔۔۔“

”ہاں جشید۔۔۔ لیکن۔۔۔ وہ دنیا کے لئے خطرہ بننے والا۔۔۔ اس نوجوان کو گرفتار کر لائیں۔۔۔
سیری یہ بات لکھو لو۔۔۔“

ایک سوال

چند سینٹ تک اپنے جشید سوچتے رہے، پھر بولے
”وہ کیا کرتا ہے؟“

”اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔“

”دروازہ توڑ دیجی۔ لیکن اس سے پہلے پوزیشن لے لی جائے۔
ایمانہ ہو۔ دروازہ توڑنے والے اس کی گولیوں کا نشانہ بن جائیں۔“

”بہت بہتر سر۔“ اکرام نے کہا۔

”اور مجھ سے موبائل پر رابطہ رکھو۔۔۔ فون بند نہ کرو۔“
”ہمیلت اچھا سر۔“

پھر وہ دروازہ توڑے جانے کی آوازیں سنتے رہے۔۔۔ آخر اکرام
کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

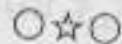
”یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا سر۔“

”کیا ہوا اکرام؟“ ”وہ فوراً“ بولا۔

”وہ اندر نہیں ہے۔۔۔ تھے۔۔۔ اس کا ملازم اندر ہے۔۔۔ باقی سامان
جن کا توں موجود ہے۔“

آدمی کھنے بعد اکرام کا فون نہیں ملا۔
وہ کہہ رہا تھا۔

”سری۔۔۔ ہٹ کا دروازہ اندر سے بند ہے اور وہ کھول نہیں رہا۔“



کو نہیں دکھا سکتے۔ ان میں یہ طاقت نہیں ہے.... کیونکہ غیر کی
باتیں صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں۔ انسانوں جنوں اور شیطانوں کو
ہرگز معلوم نہیں ہیں..... کوئی وہ کسی دوسری دنیا کا آؤی ہے۔ اور اس
دنیا میں بالکل ہماری زمین کی طرح لوگ آباد ہیں..... لیکن "۔ وہ کتنے
کتنے رک گئے۔

"لیکن کیا جیشید؟" پروفیسر داؤڈ بوكھلا کر پوچھے۔

"لیکن ان کی زمین پر وقت ہماری زمین سے کچھ آگے
ہے۔۔۔ مطلب یہ کہ ہماری دنیا میں جو آج ہوتا ہے.... وہاں چند دن
پہلے ہو چکا ہے۔۔۔ اور کسی وجہ ہے کہ وہ یہاں آج ہونے والا واقعہ
ایک دن پہلے دکھا دتا ہے۔۔۔ کیونکہ وہ اتم واقعات ریکارڈ کر کے لایا
ہے۔۔۔ یا پھر کسی ذریعے سے اسے یہ ریکارڈنگ ساتھ ساتھ مل رہی
ہے۔۔۔"

"لکھ کیا۔۔۔ یہ آپ کیا کہ رہے ہیں؟"

"اور اب یہ جلوق ہماری زمین کے لئے بہت بڑا خطرہ بننے والی
ہے۔۔۔"

"مل۔۔۔ لیکن ایجاداں۔۔۔"

"اب یہ لیکن کہاں سے نکل پڑا؟"

"وہ تو ہماری طرح اردو بول لیتا ہے۔۔۔"

"تو کیا ہوا۔۔۔ کیا اس سیارے میں اردو بولنے والے نہیں ہو

"کیا ہٹ سے نکلنے کا کوئی اور راستا ہے؟"

"نہیں سمجھ۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔"

"تب پھر دروازہ اندر سے بند کیسے تھا۔۔۔ اگر وہ اندر نہیں تھا۔۔۔"

"اُسی بات پر توجہت ہے پر۔۔۔"

"وہیں ٹھوسو اکرام۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔"

"اور انگلیوں کے نشانات انہوں لو۔۔۔"

"بہت بہتر رہ۔۔۔"

وہ اسی وقت وہاں پہنچے۔۔۔ ہٹ کا اچھی طرح جائزہ لیا گیا۔۔۔ اس
سے نکلنے کا کوئی اور راستا نظر نہ آیا۔۔۔ نہ کوئی خفیہ راستا نہیں ملا۔
اس کا مطلب ہے۔۔۔ اس روز وہ ایوان صدر سے بھی اندر ہی
اندر غائب ہوا تھا۔۔۔ وہ دروازے کے ارائے تو نکالنے نہیں تھا اور اس
کی پہنچنے والی بات بھوٹ تھی۔۔۔"

"ہاں! اب میں ایک بات سو فیصد بیکن سے کہ سکتا ہوں۔۔۔"

"اور وہ کیا ایجاداں" فرزانہ نے جیزی سے کہا۔

"یا تو وہ انسان نہیں ہے۔۔۔ کوئی شیطان ہے۔۔۔ یا پھر اس دنیا کی
انسان نہیں ہے۔۔۔ کسی دوسری دنیا کا انسان ہے۔۔۔ کسی اور سیارے کی
جلوں۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔ کسی اور زمین کی جلوں۔۔۔"

"کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ چاہتے۔۔۔"

"اور شیطان ایسے کام نہیں دکھا سکتا۔۔۔ وہ کل ہونے والی باقر

سکتے۔

"اردو... اس سیارے میں۔" فاروق بول کھلا اٹھا۔

"بالکل ہم جیسے کھلاڑی اگر وباں مجھ کھیل سکتے ہیں۔ تو کیا اور
نہیں بول سکتے۔"

"ہپ۔ ہپ نہیں۔ کیا بات ہے۔ ان باتوں پر یقین نہیں آ رہا۔"

"یقین مجھے بھی نہیں آیا۔۔۔ لیکن میں نے جب سے اس نوجوان
کے پارے نا ہے۔۔۔ اس وقت سے میں کسی سوچے جا رہا تھا کہ آخر" ایسا کس طرح کر لیتا ہے، بس کسی ایک بات ذہن میں آتی ہے۔
لیکن۔۔۔" وہ یہاں تک کہ کر رک گئے۔

"لیکن کیا جشید۔ تمہاری باتوں نے تو مجھے دیکھ کر دوا ہے۔

اگرچہ میں ایک سائنس وان ہوں اور تم سائنس وان نہیں ہو۔"

"حد ہو گئی۔۔۔ پروفیسر صاحب۔۔۔ آپ بھی دیکھ رہے گئے۔" خان

رحمان نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔

"ارے وہ لیکن رہ گیا؟" محمود نے گویا یاد دلایا۔

"ان یکنوں میں بس کسی تو بڑی بات ہے کہ جب دیکھو۔۔۔ پر

رو جاتے ہیں۔" فاروق نے برا سامنہ بنایا۔

"تو بہے تم سے۔"

"وہ تو مجھے سے ہے تھی خبیر۔۔۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔"

"میں یہ کہتا چاہ رہا تھا کہ لیکن ضروری نہیں کہ بات بھی ہو۔۔۔
وہ سکتا ہے بات کوئی اور ہو۔"

"میں بھی بھی کہنے والا تھا۔"

"اور وہ کیا پڑو فیسر صاحب۔"

"یہ کہ بات یہ نہیں ہے۔۔۔ وہ اسی دنیا کا آدمی ہے۔۔۔ ہمارے
معاشرے کا۔۔۔ بس اس نے کوئی تجربہ کیا ہے۔۔۔ اور وہ ضرور کوئی
سائنس وان ہو گا۔۔۔ اس تجربے کی بنیاد پر وہ کسی طرح ایک دن ہونے
والے مجھ یا کسی دلتے کی روپا رہنے کا ڈگ کر لیتا ہے۔۔۔ بس بات صرف اتنی
ہی ہے۔"

"آپ۔۔۔ آپ اس طرح کی بات کو اتنی سی بات کہہ رہے
ہیں۔۔۔ خان رحمان وہک سے رہ گئے

"تو میں اور کیا کروں۔" وہ مسکرائے۔

"کیا یہ کوئی چھوٹا موٹا تجربہ رہا ہو گا۔"

"ہاں! بس اتفاق سے یہ تجربہ اس کے ہاتھ لگ گیا ہو گا۔۔۔ یا
شید اچانک۔۔۔ میرا خیال ہے۔۔۔ وہ تجربہ کچھ اور کر رہا ہو گا۔۔۔ ہو گیا
یہ۔۔۔ اور اس نے اس تجربے کے ذریعے دنیا کی دولت سیئنے کی تیاری
کر لیا۔"

"اب اگر دوسرے ملکوں کی حکومتیں اس کی طرف متوجہ ہو
گیں تو کیا ہو گا؟"

"پھر نہیں ہو گا۔۔۔ وہ یہاں سے چلا جائے۔۔۔ ہماری بنا سے۔۔۔
ہمارے ملک کو تو اس سارے معاملے سے نجات مل جائے گی"۔
"کوئی ایک لحاظ سے یہ معاملہ ہمارے لئے فتح ہو جائے گا"۔
"ہاں اور کیا۔۔۔ ہماری چھٹی ہو جائے گی"۔
یہیں ان کا یہ خیال نظر آکا۔۔۔ جو نہیں وہ گھر پہنچے۔۔۔ صدر صاحب
کا پیغام اُنہیں ملا۔۔۔ انہوں نے پیغام پھوڑا تھا کہ جو نہیں یہ لوگ
آئیں۔۔۔ اُنہیں فون کر لیں۔۔۔ انہوں نے فون کیا۔۔۔ آواز سننے ہی صدر
صاحب یوں۔۔۔

"جشید۔۔۔ فوراً" سے پہلے اس نوجوان کو خلاش کرو۔۔۔ اس کی
اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔۔۔ اس قدر کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے"۔
"میں۔۔۔ کیا مطلب؟"

"ہر ملک نے اپنے اپنے ایجنسیوں کو اس کام پر لگا دیا ہے کہ"
اس نوجوان کو پکڑ کر ان کے ملک میں لے آئیں۔۔۔ اس ملکے میں بہت
بڑے بڑے انعامات رکھے گئے ہیں۔۔۔ اس قدر بڑے کہ تم سوچ بھی
نہیں سکتے"۔

"تو پھر اُنہیں لڑنے مرنے دیں۔۔۔ ہم کیوں اس ملک میں
کوڈیں"۔

"نہیں جشید۔۔۔ وہ نوجوان یقیناً اہم ان لوگوں کے لئے ہے۔۔۔
انہاںی ہمارے لئے ہو گیا ہے"۔

"آخر کیسے سر"۔۔۔ انہوں نے جواب ہو کر کہا۔۔۔
"ہر حکومت اسے حاصل کرنے کے لئے بڑی طرح بے چین
ہے۔۔۔ وہ دنیا کا اونکھا انسان ثابت ہو گیا ہے۔۔۔ خاص طور پر بڑے
بڑے لوگ اس سے ایک سوال پوچھتا چاہتے ہیں۔۔۔ اور یہ یہ ہے کہ
اس سوال کا جواب دنیا کا ہر انسان جانتا چاہتا ہے"۔
"آخر وہ کیا سوال ہے سر"۔
"جھرت ہے جشید۔۔۔ تم مجھ سے یہ پوچھ رہے ہو۔۔۔ حالانکہ تم
خود اس سے یہ پوچھنا پسند کرو گے"۔
"اور وہ کیا؟"۔
"یہ کہ وہ کب مرے گا؟"۔
"ہیں!!!"۔
ان کے من سے ایک ساتھ نکلا۔

○☆○

جلدی آئے

"ہاں جمیشید... اب تم کیا کہتے ہو۔"

"یہ ٹھیک ہے... قدرتی طور پر آدمی جانتا چاہتا ہے... کہ اک ہے۔ مرنے کے بعد قبر کا مذاب تو ہے ہی۔ اس کے بعد قیامت کے کی موت کب ہوگی۔ لیکن یہ نہ جانتا ہی اس کے لئے بہتر ہے۔ انہیں بھی جنت و دنیخ کے فیضے ہونے ہیں۔ بہرحال.... وہ نوجوان اس تعالیٰ کی اتنی بڑی عنایت ہے... کہ ہمیں معلوم نہیں، کس دن مرنے والت مسلم دنیا سے کہیں زیادہ غیر مسلم دنیا کے لئے امیت اختیار کر سی گے.... جس آدمی کو معلوم ہو جائے گا... وہ تو سب بھول جائے گا۔ ہے... ہر کوئی اسے حاصل کرنے کے چکر میں پڑ گیا ہے۔ اور ان کے ہر دم اسے اس دن کی آمد کا خوف سوار رہے گا۔ لہذا کم از کم میں الکٹ احادیث ملک میں حرکت میں آگے ہیں۔ دوسری طرف تمara نہیں جانتا چاہوں گا یہ بات۔"

"لیکن جمیشید... اس سے بھی ایک قدم آگے پڑھ کر لوگ ایسیگ۔" صدر صاحب نے گوا تقریر جھاڑ دی۔

"لیں سمجھو۔ لیکن اب سے تلاش کرنا ضروری ہو گی۔" ہم اسے

"اور وہ کیا؟" اسون نے اس وقت شدید بے چینی معلوم کی۔ نیز مسلم دنیا کے ہاتھ نہیں لگتے دیں گے۔ اس سے پوری دنیا میں "یہ کہ مرنے کے بعد ان پر کیا گزرنے والی ہے.... قبر میں اخون خرابہ شروع ہو جائے گا۔ وہ نوجوان اگر ایک ملک کے ہاتھ لگ کے ساتھ کیا ہونے والا ہے.... وہ اپنی آنکھوں سے زندگی میں دیکھا گا اور دوسرا ملک اس ملک سے اسے چھیننے کی کوشش کرے گا۔ وہ

سے یہ پوچھیں گے کہ وہ یہ کر کیسے لیتا ہے؟“
”اگر آپ کہتے ہیں تو میں آج ہی سے اس کی تلاش شروع کر دیتا ہوں۔“ انسوں نے تھکے ہارے انداز میں کہا۔
”اور کل تک تلاش کرو گے۔“ صدر صاحب نے۔

”آپ بہت لطف رہے ہیں۔ نیرتو ہے۔“
”بس جمیشید۔ کیا بتاؤں کیسی کیسی عجیب و غریب پیشکشیں آ رہی ہیں؟“
”کیا مطلب سرمیں سمجھا نہیں۔“
”میرے من سے نکل گئی یہ بات میں بتانا نہیں چاہتا تھا۔“
”اوہ.... جلدی بتائیں.... مارے بے چمنی کے ہمارا برا حال ہے۔“

”ایک ملک کہ رہا ہے کہ اگر ہمہو تو جوان تلاش کر کے اس کے حوالے کر دیں تو وہ ہمیں میں کھرب ڈال رہیے کو تیار ہے۔ بیگان کے صدر کا پیغام پانچ کھرب ڈال رکا ہے۔ اس طرح اشارجہ تو دس تک پہنچ چکا ہے۔ جمیشید یار میرے من میں پانی آ رہا ہے۔ ہم اپنے ملک کا بے مثل ترقی دے سکتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے نادر موقع ہے۔“
”کیا مطلب۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ تو جوان ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ تو آپ وہ کھرب ڈال کے بد لے اسے اشارجہ کے حوالے کر دیں گے۔“

چین لے گا تو کوئی دوسرا اس سے چیننے کی کوشش کرے گا اور اس طرح بھی نہ ختم ہونے والا چکر شروع ہو جائے گا۔ لہذا اس کا ایک ہی حل ہے۔“ یہاں تک کہ کرانکٹر جمیشید ظاموں ہو گئے۔

”اور وہ کیا؟“

”یہ کہ اس نوجوان کو صرف اور صرف ہم حاصل کر لیں۔“

”بہت خوب جمیشید۔ میں تو میں چاہتا ہوں۔ پتا ہے۔“
”کیا سوچا ہے۔“ صدر صاحب لپک کر بولے۔
انکٹر جمیشید زور سے چوکے۔ ان کی آنکھیں مارے چیڑت۔
پھیل گئیں۔

”کیا آپ نے یہ سوچا ہے۔ ہم اس نوجوان کے ذریعے کہا کہا سکتے ہیں۔“

”ہاں کیوں نہیں۔ اس میں کیا برائی ہے۔ دنیا کے اگر اس سے کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہیں لور وہ قلم کی صورت میں کے سوالات کے جوابات دے سکتا ہے۔ اور اس طرح ہم با معاوضہ حاصل کر سکتے ہیں تو اس میں کیا برائی ہے۔“

”چاہیں سوچ۔ یہ تو علمائے دین بتائیں گے۔ اس میں ہے یا نہیں۔ میرے خیال میں تو کل کی بات کوئی نہیں بتائیں۔ تو جوان اگر بتا دتا ہے تو بہت بھچن کی بات ہے۔“

”اس کا حل یہی ہے کہ تم اسے تلاش کرو۔ پہلے تو،“

"انشارجے کے نہیں.... جو زیادہ سے زیادہ رقم دے گا۔" صد

بولے۔

"لیکن آپ ایک بیت جاتے انہاں کو کسی ملک کے حوالے کر طرح کر سکتے ہیں سر۔" اپکل جمیلہ نے جھینپلا کر کہا۔

"کیوں نہیں جمیلہ۔ اس میں کیا حرج ہے۔ اگر ایک نوجوان کے بدے ہمیں دس کمرب ڈال رکھ سکتے ہیں۔ تو کیا ملک کے لئے، اس نوجوان کی قربانی نہیں دے سکتے۔ کیا اس سے پسلے ہمارے ان گنت نوجوان دوسرے ملکوں میں جاسوسی نہیں کر رہے ہیں اور ان میں سے اکثر ان کی گرفت میں آ کر مرتوں کے گھاٹ نہیں اتار دی جاتے۔ وہ بھی تو ملک اور قوم کے لئے مارے جاتے ہیں۔ یہ تو 'زندہ انسان' زندہ عالت میں ان کے حوالے کریں گے۔ یہ جانے ہوئے کہ وہ اسے ہلاک نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ تو اسے زندہ رکھ گے۔ اس کی خلافت کریں گے۔"

"یہ ایک انوکھی صورت حال ہے سر۔ اس سلطے میں ہر علائے کرام سے مشورہ لیتا پڑے گا۔"

"وہ ہوتا رہے گا۔ جب تک علائے کرام اجازت نہیں رہے گے۔ ہم اسے کسی ملک کے حوالے کریں گے۔ پہلا کام اسے خلاش کرنے کا ہے۔ ہم اسے کسی ملک کے حوالے نہ کریں۔ تب بھی وہ کھربوں کا نوجوان ہے۔"

"یہ نوجوان پوری دنیا کے لئے انوکھا انسان ثابت ہو گیا ہے۔ پوری دنیا میں ال چل بچ جائے گی۔ اسے حاصل کرنے کے لئے طوفان ہمارے ملک کا رخ کرنے والے ہیں اور سر میں خوف محبوس کر رہا ہوں۔"

"کرتے رہو جمیلہ۔ مجھے مزا آ رہا ہے۔۔۔ بس ایک اختیاط کرنا۔۔۔ کوئی ملک اسے ایسے ہی نہ لے اڑے۔۔۔ اگر ایسا ہوا تو مجھے تمام زندگی افسوس رہے گا۔۔۔ اور میں تم سے بھیش کے لئے نفرت کرنے لگوں گا۔"

"اڑے باپ رے۔" وہ گھبرا گئے۔

"بس تو جمیلہ۔ فوراً" حرکت میں آ جاؤ۔"

"جی ہتر۔" اپکل جمیلہ نے کہا۔ اور صدر صاحب نے فون بند کر دیا۔

اور پھر اپکل جمیلہ حرکت میں آ گئے۔ پسلے انہوں نے ان تینوں کو حکم دیا۔

"جلدی جلدی اس نوجوان کی تصویر بنا ڈالو۔۔۔ بالکل اس نے نتوش والی تصویر۔۔۔ پھر ہم اس کی کاپیاں بنا کر اپنی خوبی فورس کو دیں گے۔"

انہیں یہ ہدایت دینے کے بعد انہوں نے خوبی فورس کے انچارج کو فون کیا۔ اور جلدی جلدی تمام ہدایات دیں۔۔۔ اس کے بعد

اب آئے گامزا

لگ کے ہوش میں زندگی معمول پر تھی.... وہاں انہیں کوئی
گزیز نظر نہ آئی۔ وہ سیدھے کاؤنٹر پر پہنچے۔ اور بولے۔
”لگ کمال ہے؟“

”اوپر اپنے رہائش ہے میں۔“

”ہمیں فوراً“ وہاں تک لے چلیں۔ وہ خطرے میں ہیں۔
”ایسا کہا۔ خطرے میں۔“

”باں بالکل۔“ انہوں نے ہمیں فون کیا تھا۔ جلدی کریں۔“
”آئیے۔“ وہ لہٹ کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ اس کے پیچے بھاگے۔
اوپر پہنچے تو رہائش ہے کا دروازہ بند ملا۔ ملازم نے بے تباہانہ
انداز میں دستک دی۔ فوراً جواب میں ایک خوفناک آواز ابھری۔

”خوب۔ دروازے پر دستک نہ دو۔ اور نہ دروازہ توڑنے کی
کوشش کریں۔ ورنہ ہم لگ کو جان سے مار دیں گے۔ یقین غمیں تو
بچوں کو اس سے۔“

”میر لگ۔ آپ۔ آپ کس حال میں ہیں؟“ ملازم چلا

اکرام کو فون کیا۔ وہ اسے ہدایات دیں۔ اتنی دیر میں تصویر بن چکی۔
بس کی کاپیاں نکال کر خفیہ فورس کو اور اکرام کو بھیجنیں۔ اس
کے بعد وہ ان سے بولے۔

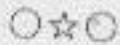
”اب ملک سے باہر جانے والے ہر راستے پر اس کی تصویر لے
ہماری خفیہ فورس کے آدمی موجود ہیں یا اکرام کے ماتحت۔ لہذا ان
راستوں سے کوئی اسے نہیں لے جا سکتا۔ ہر بھری جہاز۔ اور ہوائی
چیاز اور سڑک کے راستے جانے والی گاڑیوں کی پوری چیلتگ ہو گی۔“

”لیکن ہمارے لے کر نے کا کیا کام رہ گیا ہے؟“

میں اس وقت فون کی کھنکتی بھی۔ جو نہیں انہوں نے بھن دیا۔
ایک خوف میں ڈوبی ہوئی آواز ابھری۔

”انپکٹر صاحب۔ جلدی آئیے۔ جلدی۔“

ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔ انہوں نے اس کی آواز کو فوراً
پچھاں لیا۔ وہ بلا کی رفتار سے باہر کی طرف دوڑ پڑے۔



"میں... میں... میں بحیر و غریب مسیت میں ہوں"۔
"اوہ... اوہ... ہم آپ کے لئے کیا کریں... ہم کیا کر سکتے
ہیں.... یہ بتائیں آپ"۔

"کیا میری مدد کو باہر سے کوئی نہیں آیا؟"

"آپ کس کی بات کر رہے ہیں"۔ ملازم نے جراثم ہو گران کی

طرف دیکھا۔

"انپلٹ جمیل کو فون کیا تھا میں نے۔ اس وقت اگر کوئی مجھ
چاہتا ہے تو انپلٹ جمیل"۔

"باکل غلط"۔ انپلٹ جمیل فوراً بولے۔

"اوہ تو آپ آگئے"۔

"ہاں! باکل آگیا۔ لیکن آپ نے باکل غلط بات کی"۔

"لگ۔ کون سی بات؟"

"اس وقت اگر کوئی آپ کو چاہتا ہے تو وہ میں ہوں۔
بات آپ نے غلط کی۔ اس وقت بھی اور ہر وقت اگر آپ کو کوئی ہے

کہا ہے تو وہ ہے اللہ جبار و تعالیٰ کی ذات"۔

"اوہ... اوہ"۔ لگ کے منہ سے نکلا۔

"خیر۔ آپ کچھ بتائیں بھی تو۔ اندر کیا مسئلہ ہے"۔

"اندر میرے کمرے میں پانچ آدمی موجود ہیں۔ ان کے ہاتھ

میں بحیر و غریب ہتھیار ہیں۔ میں نے ایسے ہتھیار آج تک نہیں
ڈیکھے۔ ہو سکتا ہے۔ پتوں ہوں۔ بہر حال میں پوری طرح ان کے
بچتے میں ہوں"۔

"یہ آپ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"یہ مجھ سے اس نوبوان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے
ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اسے میں نے کہیں پہنچایا ہے۔ جب کہ یہ
بنت ناطق ہے"۔

"اچھی بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان حالات میں ہم آپ کے
لئے کیا کریں؟"

"میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ یہ آپ کا کام ہے"۔

"اچھی بات ہے۔ ہمیں سوچنے دیں"۔

"کسی نے بھی ہمارے محاذے میں دخل دینے کی کوشش کی۔
اس کی خیر نہیں"۔ اندر سے غرا کر کا گیا۔

"اڑے یا پر رے۔ تو دھمکیوں پر اتر آئے"۔ محمود گھبرا

گید

"ہاں! حالانکہ اس غرض کے لئے یہ یہ رسمی استعمال کر سکتے
ہیں"۔

"دستِ حجرے کی"۔

انپلٹ جمیل نے آنکھوں سے انہیں اشارہ کیا۔ وہ اس رہائش

جسے کا جائزہ لینے کے لئے اس کا ایک پکڑ لگنے لگے اور جلد ہی ان کی نظروں سے او جصل ہو گئے... ایسے میں کنگ کے منہ سے ایک دل دوز جی تکلی... بیسے اسے سخت چوتھائی گئی ہو۔

وہ کانپ گئے اور پھر تو کنگ کی جیھیں مسلسل سنائی دینے لگیں۔ "اب اس کے سوا کی کوئی چارہ نہیں کہ ہم دروازہ توڑ دیں"۔

اسکل جشید گرجے۔ "آخر مرنے کا شوق ہے تو توڑ دو دروازہ... یہ پستول ایسے ہیں کہ کھنی گی۔" ایک وقت میں ایک فائز سو آمویزوں کے لیے کافی ہو جائے"۔

ایک بار پھر وہ ہول کر رہ گئے.... عین اس وقت دروازہ بھلنے لایا۔ "اب ہم سینٹھ جامد کے ہوٹل میں موجود ہیں.... یہاں آنے کا آواز سنائی دی.... اور ایک قاتمہ ہوا۔" وہ گرتے چلے گئے۔ ہوش آیا تو جوں کے توں پرے تھے۔ فائز کی آواز بہت ہر سوچ بھی پورا کر لیں۔ اگر ان صاحب نے اس نوجوان کا پتا بتا دیا۔ تو سنائی دی تھی۔ اور یہ حصہ ہوٹل کا سب سے اوپر والا حصہ تھا۔ لیکن... ورنہ یہ بھی گئے کام سے۔ آپ انہیں پھا سکتے ہیں تو بھا ہوٹل کے مالک کی رہائش ہونے کی وجہ سے کوئی اس طرف نہیں ہیں"۔

"عن نہیں"۔

تحماس۔ ان حالات میں کون ان کی مدد کرتا آکر "ارے باپ رے۔" آرہ کھنٹے تک بے ہوش رہے ہیں تم۔ اب وہ پھر دوڑ لگانے پر مجبور تھے۔ بھاگم بھاگ سینٹھ جامد کے اسکل جشید پولے۔

"اور وہ کنگ؟"

وہ اندر کی طرف اکپے۔ اور پھر ان کی آنکھیں خوف سے "سینٹھ جامد۔ آپ کس حال میں ہیں؟"

لگیں۔ اندر کنگ مردہ پڑا تھا۔ اس کے جسم پر کوئی زخم نہیں تھا۔ نہ کالا گھونٹا گیا تھا۔ شاید گیس پستول سے فائز کر کے اس کا کام تمام کیا کیا تھا۔

انہوں نے پوچھا۔ اسٹیشن کو فون کر کے صورت حال بتائی۔ پھر دیاں ان کا اپنا عمل بھی پہنچ گیا۔ انہوں نے ان کی ہدایات کے مطابق کام شروع کیا۔ اکلیوں کے نشانات انہا لے گئے۔ لاٹ کی تصاویریں لگیں۔ وہ ابھی یہاں پوری طرح فارغ نہیں ہوئے تھے کہ فون کی

لگیں۔

اسکل جشید نے فوراً "ریسور اخالیا۔" ایک خوفناک آواز سنائی

ایک وقت میں ایک فائز سو آمویزوں کے لیے کافی ہو جائے"۔

ایک بار پھر وہ ہول کر رہ گئے.... عین اس وقت دروازہ بھلنے لایا۔

"سمیں میں بہت بڑی محیبت میں ہوں"۔
"ہم آپ کے لئے کیا کر سکتے ہیں"۔

"وروازہ توڑ دیں..... اور مجھے ان سے بچائیں۔ ان جلازوں
میں زندہ نہیں پھینوڑیں گے"۔ انہوں نے اشارہ کیا۔

ایک روش وان تک پہنچ گیا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔۔۔ اس
لے سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"اوکے۔۔۔ محمود۔۔۔ انیں نشانہ بنا ڈالو۔۔۔ یہ سینہ جلد کو دیے
سے"۔

اور پھر محمود کے پستول سے بہت تیزی سے گولیاں لٹھیں۔

اندر چیزوں کا بازار گرم ہو گیا۔۔۔ محمود اس وقت تک نہ رکا۔۔۔

بھی وہی خشر ہو گا۔۔۔ بوکگ کا ہوا ہے۔۔۔ اور تم لوگ بھی باہر۔

ہوش پڑے ہو گے۔۔۔ اب فیصلہ تمارے ہاتھ ہے۔۔۔ ہمیں سینہ جلد
سے دو دو باتیں کر لئے دیں"۔

"آپ دو دو باتیں ضرور کریں۔۔۔ لیکن ان پر بختی نہ کریں"۔

"بختی نہ کریں گے تو یہ حق نہیں اکھیں گے"۔

"آپ ان سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں"۔

مکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ پھر دروازہ توڑا گیا۔۔۔ لاشون کا جائزہ
لایا۔۔۔

"ہاں یا لکل"۔۔۔ اندر سے کہا گیا۔

"نمیں اس کے بارے میں یا لکل کچھ معلوم نہیں۔۔۔ ان۔۔۔

"خدا کا شکر ادا کریں سینہ جام۔۔۔ آپ بیج گئے۔۔۔ جب کہ سگ

پلے اگر معلوم ہوتا تو سگ کو ہو سکتا تھا۔۔۔ لیکن وہ بھی صرف کوہاک کر دیا گیا ہے"۔

"عن نہیں"۔۔۔ وہ چلا گئے۔۔۔

"آپ اپنی ناگ نہ ازا نہیں۔۔۔ ہمیں اپنے طریقے سے کام رکھیں"۔۔۔

اوھر سے اوھر سے اوھر آئے تھے۔۔۔ کیا آپ کو اس نوجوان کے

دیں"۔۔۔

"اچھی بات ہے۔۔۔ انہوں نے یہ چارگی کے عالم میں ہے۔۔۔ ہاں میں کچھ معلوم ہے"۔

اوھر محمود، فاروق اور فرزانہ اپنے کام شروع کر چکے تھے۔۔۔ "عن نہیں۔۔۔ یا لکل نہیں"۔

"اگر معلوم ہے تو بتا دیں۔ ورنہ ہمارا ملک ایک خوناک ہنگامے کی پیٹ میں آ جائے گا۔ تمام بڑے ممالک اس نوجوان کو ہر حال میں حاصل کرنے پر قل گئے ہیں۔"

افسوں! مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ معلوم ہوئے تو ضرور بتا دتا۔ اپنی جان سے زیادہ قیمتی تو نہیں ہے میرے لیے نوجوان۔"

"ہاں! آپ تھیک کہتے ہیں۔ اچھا تھیک ہے۔ آپ آرام کریں اور اپنی حفاظت کے انقلامات کر لیں۔ سنگ کے بعد صرف آپ کے بارے میں ہی یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس نوجوان کے بارے میں آپ ضرور جانتے ہیں۔ لہذا اس کو پالیتے کی کوشش میں صرف لوگ آپ کی طرف ضرور آئیں گے۔"

"اُرے باپ رے۔ مارا گیا پھر میں تو۔ آخر میں کب تک ان حالات میں پھنسا رہوں گا۔ آپ میرے لیے کچھ کریں۔"

"صرف اور صرف ایک شرط پر۔"

"اور وہ کیا؟" اس نے فوراً کہا۔

"آپ یہ جوئے کا کاروبار بالکل چھوڑ دیں۔ جائز کاروبار کریں۔"

"یہ کاروبار بھی جائز ہے۔ کیا اس کی اجازت حکومت میں لے رکھی ہم نے۔" اس نے برا سامنہ بنایا۔

"میں نہیں جانتا۔ حکومت سے آپ لوگوں نے کس طرح محفوظی لے رکھی ہے۔۔۔ لیکن میرے نزدیک یہ کاروبار بالکل ناجائز ہے۔۔۔ حرام ہے۔"

"آپ اس چکر میں نہ پڑیں۔"

"تب میں آپ کی حفاظت کے چکر میں بھی کیوں پڑوں۔ آپ کے پاس دولت ہے۔ اثر و رسوخ ہے۔۔۔ آپ اپنی حفاظت کے لیے انقلامات۔ بلکہ ان گنت انقلامات کر سکتے ہیں۔"

"اوکے! میں کروں گا۔۔۔ یہ کاروبار نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لیے کہ نہیں گزر سکتی ہے اس میں۔ اب کیا کروں گا چھوڑ کر۔۔۔ کیسے اپنے اخراجات پورے کروں گا۔۔۔ اخراجات جو بادشاہوں جیسے ہیں میرے۔۔۔ اس نے منہ بنایا۔"

"بادشاہوں جیسے اخراجات کم کیے جا سکتے ہیں۔ آپ کے پاس ہمیں موجود ہے۔ اس ہوٹل سے بھی تو کافی آمدنی ہو جاتی ہو گی۔"

"ہاں! لیکن میرے لئے ناکافی ہے۔"

"تخیلوں یہ آپ کا مسئلہ ہے۔۔۔ میں ذاتی طور پر آپ کی حفاظت کا انظام اسی وقت کر سکتا ہوں۔۔۔ جب آپ یہ کاروبار چھوڑنے کا وعدہ کریں۔۔۔ ورنہ نہیں۔۔۔ اگر سرکاری طور پر مجھے ایسا کوئی حکم ملا تو میں کاروباری سطح پر آپ کی حفاظت کا انظام کر دوں گا۔۔۔ اور بس۔"

"مجھے آپ سے اپنی حفاظت کا انظام نہیں کرتا۔۔۔ میرے پاس

اور بہت سے ذرا لج ہیں۔

"بائکل ہیں.... میں تو خود یہ بات کہ چکا ہوں۔"

اور وہ وہاں سے چلے آئے.... لاشون کا انتظام اگرام کے پسروں
آئے۔ گھر پہنچنے ہی تھے کہ فون کی تھیں بیٹھی۔ انہوں نے ریپورٹ
انھیاں تو دوسری طرف سے اس فونوں کی پہلی آواز سنائی دی۔

"آہا! انپکٹر صاحب.... کیا حال ہے آپ کا۔"

وہ یک دم سیدھے ہو گئے۔ ایکس پہنچ والا ہیں بھی دیوار پر۔
اکہ معلوم ہو جائے کہ کس نمبر سے بات کی جا رہی ہے۔ ساتھ فرن
انہوں نے محمود کو اشارہ کیا۔ اس نے فوراً دوسرے فون سے ایکپی
کے نمبر زائل کیے۔

"کس نمبر سے بات ہو رہی ہے۔"

"میں معلوم نہیں۔ اس طرف نمبر نہیں آ رہا۔ فون کرنے کیس ہو گا۔" وہ ہنس کر بولا۔

"لیکن میں تمہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔" تمہیں
پوئیں لوں گا۔"

"اوہ اچھا خیر۔"

اوہ انپکٹر جیشید خاموش تھے۔ اور وہ بار بار انہیں مخاطب
رہا تھا۔ طنزیہ انداز میں کہ رہا تھا۔

"میری آواز سننے ہی آپ کی شی تو گم نہیں ہو گئی ابھی جائیں گے۔ اور شاید من پیٹ کر رہ جائیں۔ کیونکہ میرے باخوبی
صاحب.... آپ کی تو بہت شرت ہے.... نہ ہے۔ جیوال ہے۔ آپ کا مد کی کھانا پڑے گی اور میں فرنگ کے انداز میں کہ سکوں گا۔
آپ کے باخوبی مارے جا چکے ہیں۔"

"نہیں۔ میری شی گم نہیں ہوئی۔ میں کچھ سوچتے لگ گیا
قہ۔" وہ پر سکون آواز میں بولے۔

"اوہ! اچھا۔ آپ کیا سوچتے لگ گئے تھے۔ ذرا میں بھی تو
شوں۔"

"یہ کہ تمہارے لیے کیا چوبے دان تیار کروں کہ تم اس میں
پہنچ جاؤ۔"

"اوہ! تو آپ مجھے چھاننے کے پکڑ میں ہیں۔ کیا آپ مجھے
گرفتار کرنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں! اب تو یہ کرنا ہی ہو گا۔ اس لیے کہ تمہاری وجہ سے
میرے ملک کا امن = دبala ہوتا نظر آ رہا ہے۔"

"صرف امن.... آگے آگے ریکھنے ہوتا ہے کیا۔ کیا کچھ = دبala

"میں معلوم نہیں۔ اس طرف نمبر نہیں آ رہا۔ فون کرنے کیس ہو گا۔" وہ ہنس کر بولا۔

"لیکن میں تمہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔" تمہیں
پوئیں لوں گا۔"

"ایسا نہیں ہو گا۔ میں آپ کی پہنچ سے باہر ہوں۔" بہت دور

ہوں۔ آپ تو بس منہ تکنے رہ جائیں گے۔ بلکہ اپنا سامنے لے کر رہے
ہوں۔ آپ کی تو بس منہ تکنے رہ جائیں گے۔

"میری آواز سننے ہی آپ کی شی تو گم نہیں ہو گئی ابھی جائیں گے۔ اور شاید من پیٹ کر رہ جائیں۔ کیونکہ میرے باخوبی
صاحب.... آپ کی تو بہت شرت ہے.... نہ ہے۔ جیوال ہے۔ آپ کا مد کی کھانا پڑے گی اور میں فرنگ کے انداز میں کہ سکوں گا۔

آپ کے باخوبی مارے جا چکے ہیں۔"

آپ کے انھیں.... کہ میں اپنے منہ میاں مٹھوں بن رہا ہوں..... لیکن اس بات کی تو آپ بھی داد دیں گے۔ کیا کبھی آپ کے پچوں نے بھی ایک بیڑے میں ایک لفظ کے تحت اتنے محاورے بولے ہیں؟"

"میں نے حساب نہیں لگایا۔" وہ بولے۔

"اچھا کیا کہ حساب نہیں لگایا۔ تنا ہے، رنگ رنگ کے محاورے بولتے رہتے ہیں وہ لوگ کبھی مجھ سے مقابلہ ہوا تو دیکھوں گا۔ انھیں بھی۔"

"کیا مطلب.... کیا تم ان سے اردو کے محاورات میں مقابلہ کے؟" انسپکٹر جیشید حیران ہو کر بولے۔

"ہاں! پسلے محاورات میں مقابلہ ہو گا۔ پھر زندگی اور موت مقابلہ ہو گا۔"

"چھوڑیں.... یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔ مجھے تو بس اتنا دوں۔ کیا تم اس دنیا کے انسان ہو؟"

"افسوس!" اس نے کہا۔

"یہ کیا کہا۔ افسوس.... آگے بھی تو پولو۔" انسوں نے بزم کہا۔

"افسوس.... میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔"

"کیا مطلب؟" وہ پونک اٹھے۔

"میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"یہ بات بس اتنی ہی ہے کہ میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔"

"گویا تم اس دنیا کی حقوق نہیں ہو۔"

"یہ اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔"

"تو پھر تم اس دنیا کے ہی انسان ہو۔"

"یہ اندازہ بھی غلط ہو سکتا ہے۔"

"حد ہو گئی۔ ارے بھائی تو پھر تم کیا ہو؟"

"آپ کے لئے ایک سوال.... آپ کے لئے ہی نہیں۔ اس پر دنیا کے لئے۔ ہے کوئی جو مجھے حل کر سکے۔" اس نے گویا چیلنج کیا۔

"کیا تم حساب کے کوئی سوال ہو؟" فاروق نے بھنا کر کہا۔

"وہ نہیں دیے۔ اور ہر اس نے پونک کر کہا۔

"وہ! تو یہ لوگ بھی کون سن رہے ہیں؟"

"ہاں! بالکل سن رہے ہیں۔"

"میرا ان سے ملے کو بہت جی چاہ رہا ہے۔۔۔ میریانی فرمکر انہیں

لئی کوزاہل میں بخج دیں۔"

"کیا مطلب.... ڈی کوزاہل۔"

"کیوں؟ کیا ہوا۔۔۔ اگر آپ کو وہاں کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔"

"میں نہیں آؤں گا..... گھر میں رہ کر انتظار کروں گا۔"

"یہ آپ بہت اچھا کریں گے۔ اس طرح آپ انہیں خطرے سے بچالیں گے اور اگر آپ آئے تو پھر یہ خطرے میں گھر جائیں کے۔"

"بے گزر نہیں..... میں نہیں آؤں گا۔"

"مکری! اب آئے گا مرزا۔"

اس کی طنز آواز سنائی دی۔ اور ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔ میں اس لئے ایک عجیب بات ہوئی۔ اور وہ یہ کہ فرزانہ بہت زور سے اچھلی۔

○☆○

تو میں کسی اور ہاں کا ہام بتانے کے لئے تیار ہوں۔"

"یہ بات نہیں۔ انہوں نے پر سکون آواز میں کہا۔

"جب پھر؟" وہ بولا۔

"اس میں تھاری کوئی جال لگتی ہے۔"

"اڑے نہیں..... تم لوگوں کے غلاف کوئی جال لگتے کی نہ ضرورت نہیں۔ ایسی ضرورت تو اس وقت ہو سکتی ہے۔۔۔ جب آپ لوگوں سے کوئی خطرہ ہو۔۔۔ جب مجھے آپ لوگوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔۔۔ تو میں کیوں آپ لوگوں کے لئے کوئی جال بچانے بھلا۔۔۔ آپ اور آپ کی دونوں ساتھی پارٹیاں مل کر بھی میرا کچھ بگاڑ سکتیں۔۔۔ مجھے جیسا کوئی مقابل آپ کو آج تک نہیں ملا۔۔۔ کیجیں نہیں تو تجربہ کر لیں۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ میں انہیں ڈی کوڑا ہاں میں بیچج رہا ہوں۔

لیکن خیال رہے۔۔۔ اپنے وعدے پر کاربنڈ رہنا ہو گا۔"

"غفرنہ کریں۔۔۔ میری بھی ایک شرط ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"آپ خود ان کے ساتھ نہیں آئیں گے۔۔۔ نہ تھا قب ہوئے یہاں تک پہنچیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

"یہ جواب واضح نہیں ہے۔"

۔۔۔

"وہ تو بعد کی بات ہے اباجان.... فرزانہ کی خوفناک بات تو سن میں"۔ محمود بو -

"اوہ ہاں.... جلدی چتاو فرزان"۔

میں اس وقت فاروق واقعی باہر نکل گیا۔۔۔ صرف کمرے سے نہیں۔۔۔ گھر سے بھی باہر نکل گیا۔۔۔ وہ بنس پڑے۔

"بزدل کہیں کا"۔۔۔ فرزانہ نے منہ بنایا۔

"خیر.... فاروق بزدل تو ہرگز نہیں ہے"۔۔۔ انکھڑ جشید پولے۔

"بنتا تو ہے نا اباجان"۔

"یہ اس کی عادت ہے.... ارے ہم نے اب تک اس کیس میں غان رحمان اور پروفیسر داؤڈ کو شامل نہیں کیا۔۔۔ میرے خیال میں یہ کیس بہت خاص کیس ہے۔۔۔ اور اپنیں شامل کرنا ہی ہو گا"۔

"تب تو انسیں فون کر دیں.... بلکہ میں تو کہتی ہوں اباجان۔۔۔ اکل کامران مرزا اور شوکی ہر اور ذکر کو بھی فون کر دیں"۔

"نہیں۔۔۔ فی الال انہیں فون کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ آخر انہیں ملک کے دوسرے حصوں سے آتا پڑتا ہے۔۔۔ نہ جانے اس وقت ان کی کیا مصروفیات ہوں"۔

یہ کہ کر انہوں نے غان رحمان کے نمبر ڈائل کیے۔۔۔ جو نئی سلسہ ملام۔۔۔ غان رحمان کی آواز سنائی دی۔۔۔

الٹ پلٹ

انہوں نے دیکھا۔۔۔ فرزانہ کی آنکھوں میں حرمتی حرمت تھی اور خوف یعنی خوف تھا۔

"خیر تو ہے فرزانہ۔۔۔ کیا ہوا؟"

"مجھے ایک عجیب و غریب خیال آیا ہے۔۔۔ اور وہ حد درجے خوفناک بھی ہے"۔

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ اب تم ہمیں بھی خوف میں بٹلا کرو گی"۔

فاروق نے برا سامنہ بنایا۔

"کیا کیا جائے۔۔۔ مجھوں ہے"۔

"اچھا تو پھر ذرا مجھے باہر چلا جانے دو"۔۔۔ فاروق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ باہر کیوں جانا چاہتے ہو"۔

"کم از کم میں خوف زدہ ہونے سے بال بال بیج جاؤں گا"۔

"ارے ہاں۔۔۔ بال بال بیج جانے پر یاد آیا۔۔۔ اب ذرا محاورہ بھی یاد کرنا شروع کرو۔۔۔ اس نے تمہیں محاورات کا بھی چیلنج دیا۔۔۔

"ظہور کے بچے.... دیکھ دروازے پر کون ہے۔ گھنٹی نج رہی ہے"۔

"سرکار فون کی گھنٹی ہے"۔ ظہور کی آواز سنائی دی۔

"فون کا رسپور تو میں نے اخلایا ہوا ہے۔ خان رہمان چلاتے

"ہائیں۔۔۔ تب پھر اس گھنٹی کو کیا ہوا۔۔۔ فون کی گھنٹی کے انداز میں کیوں نج رہی ہے"۔

"جا کر دیکھو۔۔۔ گھنٹی کو بعد میں دیکھنا"۔ وہ چلاتے

"جی بھتر یہ گیا۔۔۔ اور یہ آیا"۔

انہوں نے دوڑتے قدموں کی آواز سنی۔۔۔ اسی وقت خان رہمان رسپور میں بولے

"ہاول۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔ السلام علیکم۔۔۔ کون صاحب

ہیں؟"

"یہ کیا طریقہ ہوا۔۔۔ رسپور اخلاکر پلے، ظہور سے باشیں کرتے رہے۔۔۔ اب بھے سے بات شروع کر دی"۔ اسپکٹر جیشید نے ج بلاک کیا۔

"اوہ یار جیشید۔۔۔ معاف کرنا۔۔۔ دونوں گھنیناں ایک ساتھ نہ اٹھی تھیں"۔

"اچھا خیج۔۔۔ معاف کیا۔۔۔ تم فوراً" اوھر آ جاؤ"۔

"افسوس"۔۔۔ خان رہمان بولے

"افسوس کیا؟"

"میں فوراً" نہیں آ سکتا۔۔۔ اس لیے کہ آج بیکم نے میرے لے

ایک خاص ڈش تیار کی ہے"۔

"صد ہو گئی۔۔۔ میں تمہیں برا رہا ہوں۔۔۔ اور تم ڈش کی بات کر رہے ہو۔۔۔ آج کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"ہونی ڈش تیار ہوئی۔۔۔ میں کھانے کے لیے بیٹھ جاؤں گا۔۔۔

اور کھانے کے فوراً بعد تمہاری طرف روانہ ہو جاؤں گا۔۔۔ یار جیشید

بس اتنی سلت دے دو"۔

"آج ہو کیا گیا ہے۔۔۔ تمہیں"۔۔۔ ان کے لیے میں زمانے بھر کی

حریت سث آئی کیونکہ خان رہمان تو ان کی آواز سنتے ہی دوڑ پڑتے

تھے۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔ بس مجھے آج ڈش ہو گئی ہے۔۔۔ ڈش"۔

"میں تو خواس ڈش کے ہاتھوں بٹ ٹنگ ہوں"۔۔۔ اسپکٹر جیشید

ہے۔۔۔

"تم۔۔۔ تم کون ہی ڈش سے ٹنگ ہو جیشید"۔۔۔ وہ چونک کر

بولے۔۔۔

"وہ ڈش۔۔۔ جس کے ذریعے می وی پر دنیا بھر کے مشین لگتے

ہیں اور ہماری قوم بس ڈش کے پروگرام دیکھتی رہتی ہے۔۔۔ سکول اور

کائن کے پچوں نے اب پڑھتے لکھتے کا شوق ایک طرف رکھ دیا ہے۔۔۔

بس ہر وقت ڈش کو گلے لگائے رکھتے ہیں۔“
”ہوں اچھا خیریں مطلب یہ کہ تم ڈش کھائے بغیر نہیں آز
گے۔“

”ہرگز نہیں جیشیں اس بات کو لکھ کو۔“ وہ چکرے۔

”یار تمہاری دماغی حالت تو تھیک ہے آج۔“ انہوں نے چونکہ
کر کما۔

”ہاں یا اکل... ابھی ابھی تو ڈاکٹر صاحب گئے ہیں.... ڈاکٹر فاضل
صاحب۔“ انہوں نے بتایا۔

”وہ کس سلطے میں آئے تھے؟“

”میری بیکم کا بھی وہی خیال تھا.... جو تم نے قائم کیا ہے۔“
کہ آج میری دماغی حالات تھیک نہیں ہے۔ پچھے نہ پچھے ضرور ہوئے
ہے.... لذا مجھے ڈاکٹر سے چیک اپ کرایتا چاہیے۔ چنانچہ میں۔
ان کے مشورے پر ڈاکٹر فاضل صاحب کو فون کیا۔ وہ فوراً ”بچنے کے
اور مجھے اچھی طرح چیک کیا۔ یار جیشید۔ جانتے ہو۔ انہوں نے
کہا۔“

”کیا کہا ہے؟“

”یہ کہ کوئی بات ہے ضرور۔ لیکن کیا۔“ یہ وہ بھی نہیں کہ
سکتے۔ لہذا وہ اپس چلے گئے۔ یہ کہ کر کہ میں کسی ماہر نفیسات
مشورہ کروں۔ اب تم بھی کی بات کر رہے ہو تو مجھے کسی ماہر نفیس

سے مشورہ کرنا ہی پڑے گا۔“

”تم نہیں آجائے۔ ماہر نفیسات کو میں بلا لیں گے۔“

”لہل.... لیکن.... وہ ڈش۔“

”اچھا بایا۔ ڈش کھا کر آ جانا۔“

”بہت بہت شکریہ۔“ تم کہتے اتنا دوست ہو جیشید۔ تمہارا
بواب نہیں۔“

”اچھا تھیک ہے۔۔۔ بس جلدی آئے کی کوشش کرو۔“ انہوں نے
کہا اور فون بند کر دیا۔

عین اس وقت فاروق اندر واصل ہوا اور چونکہ آر بولا۔

”بائیں.... آپ میں سے کوئی بھی خوف زدہ نظر نہیں آ رہا۔“

”ابھی ہم نے فرزانہ سے بات نہیں پوچھی۔۔۔ میں خان رحمان کو

فون کرنے لگ گیا تھا اور اب پروفیسر داؤڈ کو کرنے لگا ہوں۔“

”لیکن پہلے آپ فرزانہ کی بات تو سن لیتے۔“ فاروق نے حیران

ہ کر کیا۔

”ابھی سن لیں گے۔۔۔ بات کمیں بھاگی نہیں جا رہی۔“ اپکنے

جیشید نے منہ بنا لیا۔۔۔ اور پھر پروفیسر داؤڈ کے غیر ڈاکل کیے۔

”مگر.... کون؟“ انہوں نے ایسے انداز میں کہا۔۔۔ میں

اندازے پر دستک ہونے پر کوئی پوچھتا ہے۔

”اپکنے جیشید۔“

"تو بیہر کیا کر رہے ہو... اندر آ جاؤ۔"

"حد ہو گئی۔" اسکلپٹر جمیل نے چونک کر کما۔

"اس میں کوئی تملک بھی نہیں۔" وہ فوراً بولے۔

"کس میں کوئی تملک نہیں۔"

"اس میں کہ حد ہو گئی ہے... آج صح سے جمیل نہ جانے کیا ہو رہا ہے... حکمتی بھتی ہے... فون کی اور میں رسیور اخفاک اس طرح پات کرنے لگتا ہوں... جیسے دروازے کی حکمتی بھی ہو اور میں نے دروازے پر جا کر پوچھتا ہوں... باہر کون ہے... یا دو سوچ ہوتی ہے تو دروازے پر جا کر یہ خیال کرتا ہوں کہ فون کی حکمتی بھی ہے... لہذا رسیور اخفاک کرنے لگتا ہوں... السلام علیکم... کون صاحب پات کر رہے ہیں... یہ تو اگر گھر میں شاستر نہ ہوتی تو... تو اس وقت تک شاید میں پاگل ہو جائیں۔"

"آپ ایسا کریں کہ یہاں آ جائیں... ہم یہاں آپ کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔"

"اوہ اچھا... لیکن بھتی میں نے ڈاکٹر کو فون کر رکھا ہے..."

"اتے ہی ہوں گے... اتنے ہی ہوں گے نہیں... بلکہ آپ کا ہوں۔"

انہوں نے ایک آواز سنی... اس آواز کو سن کر وہ نہ جانے پہنچا کر... کیونکہ... یہ آواز اسی توجہ کی تھی... جس کی وجہ سے

یہ سارا ہنگامہ مچا ہوا تھا... اسیں اپنی سی کم ہوتی محسوس ہوئی۔

"آپ... آپ کون ہیں؟"

پوفہ سرواؤڈ کی آواز سنائی دی۔ اور اسکلپٹر جمیل نے چونک دروازے کی طرف چھلانگ لگائی۔

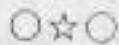
جب تک وہ تینوں بیہر آتے۔ ان کی کار ہوا ہو بچک تھی... اب وہ اپنی کار کی طرف دوڑے... جلد ہی وہ اس میں بیٹھ کر تجربہ گاہ کی طرف اڑتے جا رہے تھے۔

اسکلپٹر جمیل تجربہ گاہ کے سامنے پانچ کر کار سے اترے اور دوڑ پڑے... صدر دروازے کے تمام محافظ پاکل مردوں کی طرح پڑے ہوئے تھے... ان کے پاس اتنا وقت کمال تھا کہ دیکھتے... وہ صرف بے کوش ہیں، یا مرچکے ہیں۔ انہوں نے دروازے پر ہاتھ مارے۔ وہ اندر سے بند تھا۔ انہوں نے نور لگایا۔ لیکن دروازہ نہ کھلائے۔ وہ مظبوط بھی رہت تھا۔ اب انہوں نے پچھلی طرف دوڑ لگا دی۔ لوہے کا ایک پاپ پچھت تک جا رہا تھا۔ انہوں نے آؤ دیکھا۔ نہ تاؤ۔ جوستے اندر کر اس پر چڑھتے چلے گئے۔ آج وہ فاروق کو بھی مات دے رہے تھے۔ اس سے زیادہ تیزی سے اوپر چڑھ رہے تھے۔ اور اس پات کا اندازہ انہیں فاروق کی آواز سن کر ہوا... وہ تینوں اس وقت پاپ کے پیچے تھے۔ فاروق انہیں اس تیزی سے اوپر چڑھتا دیکھ کر پکار کر لے گئے۔ یہ آواز اسی توجہ کی تھی... جس کی وجہ سے

"حد ہو گئی... آج تو آپ نے مجھے بھی پیچھے پہنچ دیا۔"

ساتھ ہی وہ نیوں بھی اوپر چھٹنے لگے.... جب وہ چھت پر
بیٹھے۔ انکلہ جہشید ایک خفیہ راستے سے نیچے اتر چکے تھے.... اس خفیہ
راستے کا صرف انہیں اور خان رحمان کو علم تھا۔ پروفیسر داؤ نے ان
کے علاوہ اور کسی کو نہیں بتایا تھا۔ اگر اس وقت انہیں اس راستے کا
علم نہ ہوتا تو وہ نیچے نہیں اتر سکتے تھے.... اس لئے کہ قبیلہ بھیش و دوسروں
طرف سے بند رہتا تھا اور یہ دیواریں اس قدر اونچی تھیں کہ رہی کی
سیر ہمی وغیرہ کے بغیر تجربہ کا کے محض میں اتنا ممکن نہیں تھا۔ اس
طرح وہ فوراً پروفیسر داؤ کے کمرے تک پہنچ گئے.... لیکن یہ دروازہ
بھی اندر سے بند تھا۔ اور انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ اور
محمود، قادر و فرزانہ اس راستے سے نکل کر ان کی طرف پڑھے۔
”بیہر کون ہے؟“

انہوں نے اس نوجوان کی آواز سنی۔



دماغ لے گیا

”آپ کو باہر کس کے ہونے کی امید ہے۔“ انکلہ جہشید پر سکون
آواز میں بولے۔

”اوہ! تو یہ آپ ہیں.... بہت جلد آپ نے دروازے توڑ
ڈالے۔ امید نہیں تھی کہ اس قدر جلد آپ یہاں آ جائیں گے۔“
”اب تو آگے جتاب.... آپ کیا ہو سکتا ہے۔“ قادر و فرزانہ من

ہٹا۔

”آپے پروفیسر سے کہیں۔ آپ کے لئے اس کمرے کا دروازہ
کھول دیں۔“

”کیوں؟ کیا تم یہ کام نہیں کر سکتے؟“

”نہیں! میں تو یہاں ہوں ہی نہیں.... صرف میری آواز یہاں
ٹالی دے رہی ہے.... اور آپ دوڑ پڑے۔ کہ موقع اچھا ہے۔ اب
اس نوجوان کو گرفتار کر ہی لیں گے۔ اب کریں میری آواز کو
گرفتار۔ ویسے انکلہ جہشید زندگی میں ایک بار یہ تجربہ بھی سی۔“

”کون سا تجربہ؟“

لیکن بول نہیں سکتے"۔

"تن نہیں..... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"اپ میں ہر بار اس سوال کا جواب تدوینے سے رہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

"ہوں۔ اچھا۔ تم چاہتے کیا ہو؟" انہوں نے تھکی تھکی آواز میں کہا۔

"بہت جلد ہار مان گئے۔ آپ مجھے کیا دے سکتے ہیں..... آپ تو خود میرے آگے مجبور ہیں..... میں اب اس پوزیشن میں ہوں گے کہ پورے ملک میں جو چاہوں کر لوں"۔

"میرے خیال میں تو ایسی کوئی بات نہیں"۔

"یہ آپ کا خیال ہے..... میرا نہیں"۔

"اچھی بات ہے۔ اس وقت آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"ہو چاہتا تھا۔ حاصل کر لیا۔ اب جا رہا ہوں"۔

"آخر کیا حاصل کر لیا"۔

"دماغ..... پروفیسر داؤڈ کا دماغ"۔

"کیا کہا۔ دماغ..... حاصل کر لیا۔ گک..... کیسے؟" وہ بڑی طرح

اچھا۔

"جب آپ اندر آئیں گے۔ تو دیکھ ہی لیں گے۔ جونہی میں یہاں سے رخصت ہوں گا۔ میرا مطلب ہے..... جونہی میری آواز

"یہی۔ آواز کو گرفتار کرنے والا۔۔۔ اگلے دن اخبارات میں ہے۔ خبر آپ کی تعریف میں لگے گی۔ اسکے بعد جشید نے مجرم کی آواز کو گرفتار کر لیا۔۔۔ اور پھر آپ کی تعریف میں نہمن آسمان کے قلا پے ایک کے جائیں گے"۔

"پروفیسر صاحب۔۔۔ کیا آپ دروازہ کھولنے کی پوزیشن میں ہیں؟" اسکے بعد جشید نے اچھا۔۔۔ پروفیسر داؤڈ سے پوچھا۔۔۔ ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔۔۔ پھر اسی کی آواز متل دی۔۔۔

"ایک بات تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گی اسکے بعد جشید"۔

"اور وہ کیا؟" وہ اب بھی پر سکون انداز میں بولے۔

"یہ کہ مجھے جیسا دشمن آپ کو آج تک نہیں ملا ہو گا۔۔۔ کیا ہے تاکی بات؟"

"پاں شاید"۔ وہ بولے۔

"شاید نہیں۔۔۔ یقیناً"۔ وہ بتا۔

"پروفیسر صاحب؟" وہ چلاتے۔

"ان کے پارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ سے ہیں۔۔۔ لیکن آپ کی بات کا جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں۔۔۔ بات نہیں کہ میں نے ان کا منہ بند کر دیا ہے۔۔۔ یا کان بند کر دیا ہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ ہوش میں ہیں۔۔۔ سن سکتے ہیں۔۔۔ دیکھ سکتے ہیں۔۔۔

"ہاں کیوں.... کیا تم چاہتے ہو.... میں نحیک نہ رہوں۔"

"یہ بات نہیں.... ابھی تھوڑی دری پسلے یہاں اندر کیا ہوا تھا،
آپ سے کون باتیں کر رہا تھا؟"

"کوئی بھی نہیں تھا.... نہ مجھ سے کوئی باتیں کر رہا تھا۔"

"حریت ہے.... اور دروازہ اندر سے کیوں بند تھا؟"

"دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ تم نے جو خوبی دروازے کو ہاتھ
کلا کھل کیا.... تو اندر سے بند کیسے ہو گیا؟"

"اس کا مطلب ہے.... آپ کو کچھ معلوم نہیں۔"

"کیا معلوم نہیں؟"

"آئیے۔ ہم آپ کو دکھاتے ہیں۔"

"وہ انہیں باہر لے آئے۔ یہ ورنی دروازے پر سب عناصر اب
تم بالکل بے ہوش پڑے تھے۔

"ارے.... انہیں کیا ہو گیا ہے؟"

"یہی ہم آپ سے پوچھتا چاہتے ہیں۔"

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

"اچھا یہ بتائیں.... میں نے تھوڑی دری پسلے آپ کو فون کیا
تھا۔ وہ فون آپ کو یاد ہے۔"

"ہاں بالکل یاد ہے.... لیکن تم نے فون درمیان میں ہی بند کر دیا
تھا۔ بات کرتے کرتے اچھاںک بند کر دیا تھا۔ اور میں یہ لوہ ہیلوہ کرتا

یہاں سے رخصت ہو گی میں چلا جاؤں گا اور دروازہ خود بخود کھل
جائے گا۔"

"سوال یہ ہے کہ آپ کو پروفیسر صاحب کے دلاغ کی کیا
ضرورت پیش آگئی ابھی ابھی تو انہوں نے مجھ سے فون پر بات کی
تھی اس قدر جلد تم نے ان کا دامغ کس طرح حاصل کر لیا۔"
"بس! دیکھ لیں، اسی کو کاری گری کہتے ہیں۔"

"اوہ کے اب میں کیا کر سکتا ہوں نہ تو تم میرے سامنے
ہو، نہ اس کمرے کا دروازہ کھول رہے ہو۔" انہوں نے بے چارگی کے
عالم میں کھما۔

"اور مجھے تمہارے سامنے آنے کی ضرورت بھی کیا ہے دیے
اس بار آپ کو آئیں گے پلکر پلکر خیر یہ سوال آپ کے سامنے
آئے گا کہ مجھے گرفتار کیے کیا جائے اچھا میں چلا۔"

آواز بند ہو گئی اس کے چند سینٹ بند دروازہ کھلا۔ وہ اندر
 داخل ہوئے پروفیسر صاحب بٹ بنے جیسے تھے یہاں لگت تھا جیسے
 انہیں سکت ہو گیا ہو۔

"اسلام علیکم انکل آپ نحیک تو ہیں۔"

"اوہ تم لوگِ علیکم السلام میں بالکل نحیک ہوں۔"

اچھل پڑے۔

"کیا کہ آپ بالکل نحیک ہیں۔"

روہ گیا۔

146

ایپھا۔

"اوہ.... اوہ"۔ ان کے مند سے ایک ساتھ نکلا۔

"یہ سارا معالمہ سمجھ سے باہر ہے۔ پروفیسر صاحب کیا آپ لمیں"۔

لیکن کریں گے کہ آپ کا دروازہ اندر سے بند تھا اور ہم نے دیاوازاں "لکھ کیوں.... کیا اب میری تجربہ گاہ بھی غیر محفوظ ہو چکی کر اس کو کھولنے کی کوشش کی تھی.... لیکن وہ نہیں کھلا تھا۔" اب ہے۔" انسوں نے دوسرے رخ سے بات کی۔

"جی ہاں! خیال یہی ہے"۔

"اوہ کے چلو پھر"۔

"نہیں۔ یہ غلط ہے"۔

"جب ہم یہاں پہنچے تو یہ مجاز اسی طرح بے ہوش ہوتے تھے۔" وہ گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ خان رحمان راستے میں ٹھے۔ تجربہ گاہ کے دروازے اندر سے بند تھے۔ ہم خیلے راستے سے اندر ایں دیکھ کر انسوں نے بھی کار موڑی۔ اب سب گھر پہنچے۔ گھن دا خل ہوئے۔ اور آپ کے کمرے تک پہنچے۔ وہ بھی اندر سے بند مائیں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ یقین جمیش نے چائے اور دوسری چیزیں تھا۔ لیکن پھر وہ کھل گیا تھا۔ آپ کہتے ہیں۔" وہ اندر سے بند نہیں رہنے رکھ دیں۔" تھا۔

"اب کیا کیا جائے۔" اسکل جمیش نے ان کی طرف دیکھا۔

"میں وہی بات کہ رہا ہوں۔ جو کہا ہے"۔

"پہلے انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کو سارے حالات سنا

"ہوں۔ اچھا چھوڑیں۔ آئیں چلیں۔" میں آپ سے بہت رہیں۔ اس کے بعد مل کر یہ سوال انھائیں کے کہ اب کیا کیا جائے۔"

ضروری یاتھیں کرنا چاہتا ہوں۔ اسی سلسلے میں وہ فون کیا تھا۔ خان فاروق نے مت ہٹایا۔

رحمان تو میرے ہاں پہنچ چکے ہوں گے۔ اور شاید اوہر کا رخ کرے۔" "اوہ اچھا۔" انسوں نے کہا اور تمام حالات تفصیل سے سنا

ہوں گے۔ کیونکہ ہم وہاں سے بت افزائی کے عالم میں بھائیے۔ وہ غور سے سنتے رہے۔ پھر انسوں نے کہا۔

"اب سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں۔ پروفیسر صاحب۔ خاص تھے۔"

"اور تم نے ایسا کیوں کیا تھا جمیش؟" انسوں نے جیران ہوا طور پر میں یہ سوال آپ سے کر رہا ہوں۔ آپ بتائیں۔ اب ہم کیا

147

کریں؟"

"تمام حالات میری سمجھے میں بالکل نہیں آئے۔" انسوں نے "یہ کیا معاملہ ہے۔ پسلے اس کی وضاحت ہو جائے۔" پروفیسر پیشانی مسلی۔

"وضاحت ہی تو کی تھی انکل۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ یہ وضاحت تھی۔۔۔ تب تو تمہیک ہے۔" انسوں نے

کہا۔

سب نے حیرت بھری نظروں سے پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا۔۔۔

ایک پہچننا چاہتے ہوں۔ آپ کو یہ ہو کیا گیا ہے۔۔۔ پھر انکل فرزانہ

لے چک کر کہا۔

"ارے پاپ رے۔"

"اب کیا ہوا۔۔۔ ابھی تو ہم نے پسلے والی بات بھی نہیں سنی۔"

"اس نے۔۔۔ اس نے کہا تھا۔۔۔ وہ ان کا دماغ لے جا رہا ہے۔"

"دماغ۔۔۔ لے جا رہا ہے۔۔۔ کس کا؟؟" پروفیسر بول کھلا اٹھے

اس کی طرف مڑے۔

"آپ کا۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔ اگرچہ یہ بات انکل جشید ان سے

رجحان کو فون کرنے لگے۔۔۔ پھر پروفیسر انکل کو فون کرنے لگے۔۔۔ میں محمود ایسا کر بیٹھا۔

اور اس کے بعد ہم دوڑ پڑے۔۔۔ میرا دماغ۔۔۔ انسوں نے نورا" سر کو شولا۔۔۔ اور پھر

میں ہم بھول گئے۔۔۔ فرزانہ کو کوئی حد درجے خوفناک بات نہ اڑی۔۔۔

"نہیں تو۔۔۔ میرا سرتو بالکل خوبیت سے ہے۔"

"لیکن انکل۔۔۔ دماغ تو سر کے اندر ہوتا ہے۔" فرزانہ نے بوکھا

"ارے۔۔۔ محمود زور سے اچھلا۔"

"کیا ہوا بھائی۔۔۔ پچھو نے کات لیا کیا؟"

"کتنی بار کہا ہے۔۔۔ ہمارے گھر میں پچھو نہیں ہیں۔"

"اوہ۔۔۔ تو پھر کس چیز نے کاہا؟؟" فاروق کے لجھے میں جونہ

خی۔۔۔

"یار تم چپ رہو۔" محمود نے بدل کر کہا۔

"اے جھی بات ہے۔" فاروق نے کہا اور مضبوطی سے ہوت

لے۔۔۔ اس طرح اس کا چھو بست عجیب سا لگنے لگا۔۔۔ وہ نہیں پڑے۔

"ہاں؟ کیا بات تھی۔۔۔ کس بات پر چوکے تھے تم؟؟" انکل

اس کی طرف مڑے۔

"فرزانہ کا خیال ہم ابھی سن نہیں سکے تھے کہ آپ انکل نے

رجحان کو فون کرنے لگے۔۔۔ پھر پروفیسر انکل کو فون کرنے لگے۔۔۔ میں محمود ایسا کر بیٹھا۔

اور اس کے بعد ہم دوڑ پڑے۔۔۔ میرا دماغ۔۔۔ انسوں نے نورا" سر کو شولا۔۔۔ اور پھر

میں ہم بھول گئے۔۔۔ فرزانہ کو کوئی حد درجے خوفناک بات نہ اڑی۔۔۔

"تھی۔۔۔"

"ارے ہاں واقعی۔" انکل جشید نے کہا اور ایسے میں ا

کر کما۔

"اور کسی کا دماغ نکالنے کے لئے سر کو کاشنا پڑتا ہے۔ جب میرا سر بالکل درست حالت میں ہے۔"

"ہاں! یہ بھی ہے۔ لیکن کیوں نہ پہلے ہم آلات کے آپ کا دماغ دیکھ لیں۔"

"وکیہ لیں۔ اگر وہ میرا دماغ نکال کر لے جاتا تو میں نہ رہ سکتا تھا۔ میں تو اسی وقت مر جاتا۔"

"وکیہ لینے میں کیا حرج ہے انکل۔" فاروق نے کھوئے انہواز میں کہا۔

"چھپی بات ہے۔ اب جو تم کہو گے۔ میں وہی کروں لیکن گلنا ہے۔ وہ میرا نہیں۔ تم لوگوں کا دماغ نکال کر۔ ہے۔"

"لگے ہاتھوں ہم بھی اپنے دماغ کو آلات کے ذریعے رہ سیف کھول لے۔ اس سیف کو ان کے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا تھا۔ اور پھر وہ دلک سے رہ گے۔"

وہ بولے

"چھا بھائی چھو۔"

ہپتال میں دماغ دیکھنے گئے۔ سب کے دماغِ سروں کے محفوظ تھے۔

"اب بہشید۔ اب تم کیا کہتے ہو؟"

"اس کا مطلب تو پھریں ہے کہ یہ اس نے مذاق کیا تھا۔"

"اے نہیں۔ اس کا مطلب شاید کچھ اور تھا۔" فرزان چالی۔

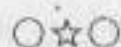
"کیا۔ نہیں۔" پروفیسر پوری قوت سے چلا کے وہ تجربہ گاہ کی طرف دوڑ پڑے۔ ان کے ہوش اڑے جا رہے تھے۔ آخر وہ دبال پانچ گئے۔ اس وقت تک محافظہ ہوش میں آچکے تھے۔ اکرام، اس کے ماتحت اور ہپتال کا عملہ بھاری تعداد میں دبال موجود تھے۔

"ان لوگوں نے کچھ بتایا؟"

"بھی نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اچانک ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی تھی اور بس۔"

"ہوں اچھا۔ خبر۔"

اب وہ اندر کی طرف لپک۔ پروفیسر صاحب نے فارمولوں والا سیف کھولا۔ اس سیف کو ان کے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا تھا۔ اور پھر وہ دلک سے رہ گے۔



خوف

قارموں کی تمام فاٹیں جوں کی توں موجود تھیں لیکن جب ان کو کھول کر دیکھا گیا تو وہ بالکل سفید کاغذ بن پچلی تھیں مطلب: کہ ان کاغذات سے خوف کویا پر لگا کر اڑ چکے تھے وہ پچنی ہنگام سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے پروفیسر داؤڈ تو اس وقت اپنے جسم میں سے جان نسلی محسوس کر رہے تھے۔

"یہ یہ اس نے کیسے کر دیا ان تمام فاٹوں سے خوف ازا دنا کوئی چھوٹا کام نہیں تھا نہ یہ کوئی آسان کام تھا بھی اس نے ایسا کس طرح کیا ہو گا؟"

"اب اس بات سے ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا بھلا کہ یہ اس کس طرح کیا ہو گا سوال یہ ہے کہ اس انوکھے تین بھرم کو ہم طرح پکڑیں ورنہ یہ تو اس حتم کے کام کر کے ہمارا نکال اب دیجیا یہ ہم تو کہیں کے نہیں رہ جائیں گے۔"

"ہمیں سب سے پہلے فرزانہ کی بات سن لی جائے پہلے ہی بہت دیر ہو گئی جب بھی سننے لگتے ہیں کوئی بات شروع ہو جاتی ہے۔" محدود نہ کہا۔

"اوہ ہاں چلو فرزانہ بتاؤ۔"

"میں مجھے بتاتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے۔"

"ہمیں بتاتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے تو کیا سننے ہے ہمیں خوف محسوس نہیں ہو گا۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔
ان حالات میں بھی وہ مکارا دیے۔

"ہاں! سننے والوں کو بھی خوف کا احساس ہو گا۔"

"خدا کا شکر ہے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"کس بات پر خدا کا شکر ادا کیا؟"

"خدا کا شکر تو ہر بات پر ادا کرنا چاہیے۔" اس نے پہت سے کہا۔

"لیکن بات یہ کسی بھی تھی کہ خوف کا احساس ہو گا اس پر تم نے کہا، خدا کا شکر ہے۔" خان رحمان نے اسے گھورا
"ہاں انکل خدا کا شکر ہے کہ ہمیں صرف خوف کا احساس ہو گا گویا ہم پوری طرح خوف زدہ نہیں ہوں گے جب کہ فرزانہ پوری طرح خوف زدہ دکھائی دے رہی ہے۔"

"خدا ہو گئی۔" انپکڑ جمیش نے جھلا کر کہا۔

"اب پہلے فرزانہ کی بات سن لی جائے پہلے ہی بہت دیر ہو گئی جب بھی سننے لگتے ہیں کوئی بات شروع ہو جاتی ہے۔" محدود نہ کہا۔

"بالکل صحیح"۔ فاروق سکرایا۔

"میں اس بات سے خوف زدہ ہوئی تھی کہ آج تک جتنے مجرموں سے بھی ہمارا واسطہ پڑا ہے... چاہے وہ کتنے ہی بڑے، خوفناک، طاقت ور اور ذہین کیوں نہیں تھے۔ ہم نے ان پر قابو پالیا۔ انہیں شکست دے ڈالی۔ شکست پر شکست دی۔ آکٹھ موت کے گھات اتر گئے۔ لیکن ان سب مجرموں کو... یہ معلوم نہیں تھا... کہ کل کیا ہو گا۔ مگر ماں مطلب ہے۔ ہمارے مقابلے میں کیا حالات پیش آئیں گے۔ اسی معلوم نہیں تھا... ہم کیا چال چلیں گے... یا ان کی چال کے جواب میں ہم کیا جوابی چال چلیں گے۔ کیا کارروائی کریں گے۔ لیکن اس بارہ مجرم آپ لوگ خود سوچیں... وہ کل ہونے والا حق دکھا سکتا ہے... اس کیا ہم سے ہونے والا مقابلہ وہ پہلے سے نہیں دیکھے لے گا۔ اور جب کہ اسے پہلے سے معلوم ہو گا کہ مقابلے میں کیا ہونا ہے... تو... یہ مطلب ہے۔ اس صورت میں وہ کس طرح قابو میں آئے گا جھلا۔" "اف بالک! یہ تو واقعی حد دربے خوفناک بات ہے۔" ہر کانپ کیا۔

"میرے تو ہوش اڑ گئے"۔ فاروق نے کہا۔

"اور میرے اوسان خطا ہو گئے"۔ خان رحمان نے فوراً کہا۔ "بھی تو کچھ پتا تی نہیں چل رہا کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔" پہنچ داون نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"تب پھر ہم اس سے مقابلہ کس طرح کر سکیں گے... یہ واقعی ایک سوال ہے۔ خوفناک سوال"۔

"اس سوال نے مجھے بھی چکرا دیا ہے... لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم بس اسی میں چکرا کر دے جائیں۔ نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں"۔

"تب پھر۔ کس کی ضرورت ہے؟"

"خدا پر بھروسہ رکھنے کی"۔ اسپلکھ جشید سکرائے۔

"چلے ٹھیک ہے۔ میں اپنے خالق پر بھروسہ ہے۔ اب ہم کریں کیا؟"

"میرا خیال ہے... یہ کیس باقی دو پارٹیوں کو بھی بانٹے کا اشارہ دے رہا ہے مجھے... کیا خیال ہے... بالیں اپسیں"۔

"بالکل بلانا ہو گا"۔

اسپلکھ جشید نے اسی وقت اسپلکھ کامران مرزا کے نمبر ملائے۔ لیکن اوہر سے شہزاد بیگم نے تباہی کہ وہ کسی سُم پر لگکے ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے شوکی برادرز کے نمبر ملائے۔ وہ بھی نہیں لے۔

"اب کیا کریں؟" انہوں نے منہ بھایا۔

"میر"۔ فاروق نے فوراً کہا۔

"اوہ ہاں... واقعی... نہیں میر کرنا ہو گا"۔

"آپ کتنے ہیں تو کر لیتے ہیں میر"۔

"بھی میں نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ فرا رہے ہیں۔ اللہ کے آخری تجی سلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ صبر کرو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں"۔

"باکل باکل"۔ پروفیسر فوراً بولے

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ بلکہ میں یہ کہ رہا تھا کہ ان معاملات میں جواب تک ہمیں پیش آپکے ہیں۔ ہمیں صبر سے کام لینا ہو گا۔ یہ صبر سے ہم کام خراب کر دیں گے۔ ہمارے دشمن کے پاس ہم سے زیادہ بہت زیادہ وسائل ہیں"۔

"بان! یہ تو ہے۔ اور ابھی تک تو ہم یہ بھی معلوم نہیں کر سکے کہ۔ وہ کل ہونے والا مجھ کس طرح دکھا رہا ہے"۔

"یہ سوال بھی ہے۔ اور جو نہیں یہ سوال حل ہو گا۔ یہ کیس اور اس کا مجرم گھاس کے ایک سلسلے کی طرح اڑ جائیں گے"۔

"خدا کرے وہ وقت جلدی آئے۔ میں تو اس کیس کے مجرم کو پکڑنے کے لیے بہت بڑی طرح بے چیز ہو گیا ہوں"۔

عین اس لمحے دروازے کی سختی بیکی۔ انداز باکل انجانتا تھا۔ انہوں نے سوایہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر محمود انہوں کو دروازے کی طرف چلا گیا۔

"پہلے پوچھے لیتا گھوڑا"۔ انسپکٹر جمشید بولے
اس نے سرہلایا اور دروازے پر پہنچ کر بولا۔

"کون صاحب؟"

"تھی یہ میں ہوں۔ باہر سے ایک سکھیں سی آواز آئی۔

"میں کون؟"

"حیرت ہے۔ آپ نے پہچانا نہیں۔"

اس بار آواز جانی پہچانی گئی۔ محمود چونکا۔ اندر موجود لوگ بھی اچھے۔ اور ادھر محمود نے کہا۔

"لگک۔ کیا مطلب۔ وہی نوجوان؟"

"یاں! نہیں کچھے۔"

محمود نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ لیکن باہر کوئی نہیں تھا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا ہمارے کان بچے تھے؟"

"نہیں۔ کان نہیں بچے تھے۔ خیر دیکھتے ہیں۔"

اور پھر انہوں نے باہر نکل کر اچھی طرح جائزہ لیا۔

"ست۔ تو کیا اس کی آواز نے دستک دی تھی؟" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آواز سنائی تو ضرور دے سکتی ہے۔ لیکن دستک نہیں دے سکتی۔" محمود نے مدد بنتایا۔

"تب پھر۔ کیا وہ ہمارے دروازے تک آیا تھا اور دستک دے کر چلا گیا۔ بھلاسے ایسا کرنے کیا ضرورت تھی؟"

"حد ہے۔ اس شخص کی کوئی بات بھی تو سمجھو میں نہیں

"لہلہا... لیکن میرے محترم... ہوشیار ترین سراگرمان صاحب اور وکیل صاحب۔ آپ میرے خلاف ثبوت کیا پیش کریں گے.... اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کیسے ثابت کریں گے کہ جس شخص کو آپ نے گرفتار کیا ہے.... وہ وہی ہے۔ جس پر آپ یہ سارا الزام لگا رہے تھے۔"

اس کی یہ بات سن کر انہیں پھر آگیا۔... واقعی وہ یہ بات عدالت میں ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ ایسے میں اس کی آواز پھر ابھری۔

"سوچ میں پڑ گئے نا۔۔۔ بس بھی ہے میری کاری گری۔۔۔ اپنکر ہبھید جیسے آدمی کو سوچ میں ڈال دیا۔۔۔ جس نے اچھے اچھوں کو چکرا کر رکھ دیا۔۔۔ اب بھی وقت ہے۔۔۔ آپ میرے گروہ میں شامل ہو جائیں۔۔۔ عیش کریں گے تمام زندگی۔۔۔ ورنہ اس زندگی میں کیا رکھا ہے۔۔۔ صبح سے شام تک مجرموں کو پکلانے کے سلسلے میں دھکے لکھاتے رہتے ہیں۔۔۔ وقت پر کھانا تک جنمیں کھا سکتے۔۔۔ آپ کی بیکم کمی کی بار آپ کے لئے کھانا گرم کرتی ہیں۔۔۔ لیکن کھانے کی نوبت پھر بھی نہیں آتی۔۔۔"

"یہ تم نے کیا کمل۔۔۔ تم سارا کوئی گروہ بھی ہے۔۔۔ وہ چونک لمحے

"جس قسم کا آپ سمجھ رہے ہیں۔۔۔ اس قسم کا نہیں۔۔۔ میرا گروہ ذرا مختلف قسم کا ہے۔۔۔"

"آتی۔۔۔ فاروق بولا۔۔۔

"شاپید یہ کیس ہمارے دماغوں کی چولیں ہا دے گا۔۔۔"

"اور میرا دماغ تو وہ دیسے ہی نکال لے گیا ہے۔۔۔"

"اوھر دوسری دونوں پارٹیوں کا کہیں نشان نہیں مل رہا۔۔۔"

"بھوپال کریں تو کیا کریں۔۔۔ جائیں تو کمال جائیں۔۔۔"

ایسے میں فون کی سکھنی بھی۔۔۔ فون کا ٹھنڈا دبائے پر اسی کی آواز نائلی دی۔۔۔

"آپ شاپید اس وقت یہ سوچ رہے ہیں کہ میرے مقابلے پر ۲ خر کریں تو کیا؟"

"ہاں! یہی بات ہے۔۔۔"

"تو یہ بات آپ لوگ مجھ سے پوچھ لیں۔۔۔"

"ہتاکیں پھر۔۔۔"

"آپ مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ حالانکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔۔۔"

"یہ کیا کہا تم نے۔۔۔ تم نے کوئی جرم نہیں کیا۔۔۔ اب تک ان صحت جرام کر چکے ہو۔۔۔ کیا پروفیسر کی تجویز گاہ کے مخانکوں کو تم نے بے ہوش نہیں کیا۔۔۔ غیر قانونی طور پر اندر داخل نہیں ہوئے۔۔۔ وہاں اپنی من مانی نہیں کرتے رہے۔۔۔ ان کے فارموں نے تم نے نہیں چڑائے؟"

"جیشید.... بہت خوفناک خبریں ہیں۔"

"اور وہ کیا سڑ؟"

"اشتار جہہ بیگان: دنیاں، شاستا، ہلوجستان، برناں اور فرائیں
دینیوں طکوں کے سیکھوں انجمن ہمارے ملک میں خفیہ راستوں یا خفیہ
مطہروں سے داخل ہو چکے ہیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے.... ہم نے تو بہت سخت تحریکی شروع کر
رکھی ہے۔"

"خبریں بیکی ہیں.... ابھی ان کی تصدیق نہیں ہو سکی۔"

"اور ان لوگوں کا پروگرام کیا ہے؟"

"اس نوجوان کو حاصل کرنے والے ہمارے ملک میں ہی کمیں
ہو ہو رہے ہیں۔ بلکہ دارالحکومت میں ہی کسی جگہ ہے۔ اور کل اس نے
ایک انوکھا پروگرام دکھانے کا اعلان کیا ہے۔ یہ اعلان بذریعہ فون اس
تے اخبارات کو دیا ہے۔ کل کے اخبارات اس کے اشتار کو شائع کر
رہے ہیں۔"

"اور وہ اشتار کیا ہے؟" انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"اشتار کے لفاظ یہ ہیں:-"

"دنیا کے لوگوں۔ میری خلائی قبول کرنے میں ہوں
تمارا آقا۔ تمارے لئے سب کچھ۔ جو لوگ میری خلائی
میں آ جائیں گے۔ بالکل محفوظ رہیں گے اور جو انکار کریں

"کیا تم واقعی کسی دوسرے سیارے کی حکومت ہو۔ جو ہماری
زمین سے وقت کے لفاظ سے آگے ہے۔ یعنی دہاں جو آج ہوتا ہے۔
یہاں کل ہوتا ہے۔"

"واہ! کیا بات ہے.... بہت زیاد ہیں آپ۔ لیکن اس سیارے
سے زمین پر آنے کا کیا کوئی ذریعہ ہے؟"

"اگر ہماری اس دنیا کے سامنے داں دوسرے سیاروں پر جائی
ہیں۔۔۔ مثلاً چاند پر جانے کی باتیں مشہور ہیں۔۔۔ صرف پر جانے کی باتیں
کرتے رہتے ہیں۔۔۔ تو کیا وجہ ہے کہ کسی دوسرے سیارے کی تحریک
ہماری زمین پر اترنے کی کوشش نہیں کر سکتی۔"

"اچھا خیال ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ ایسا ہیں ہے۔۔۔ نہ
کہوں گا کہ ایسا ہی ہے۔۔۔ بس جیسا بھی ہے۔۔۔ تمارے لیے صرف
اور صرف الجھن ہی ہے۔"

"ہم اپنی الجھنیں سمجھا ہی لیتے ہیں۔۔۔ اللہ کی صراحت سے، لذات
آپ ہمارے لیے ٹکر مدد نہ ہوں۔"

"بہت اچھا۔۔۔ پھر ملاقات ہو گی۔"

ان لفاظ کے ساتھ ہی آواز بند ہو گئی۔۔۔ انہوں نے فون بند
دیا۔

میں اس وقت فون کی گھنٹی بیجی۔۔۔ اور صدر صاحب کی آواز
سائی دی۔

کے.... ان کا حشریاتی سب لوگ بخوبی دیکھیں گے۔“
”یہ تو بالکل اعتماد اشتخار ہو گا۔ اخبارات کو شائع ہی نہیں
کرنا چاہیے۔“

”اخبارات آزاد ہیں.... میں ان پر پابندی لگانے کا اختیار نہیں
رکھتا“ دوسرے یہ کہ ان لوگوں کو اس اشتخار کی اشاعت سے لاکھوں
روپے ملیں گے اور یہ تو تم جانتے ہی ہو؛ اس کے پاس دولت کی نیز
کی نہیں.... آج اگر وہ انشارچ کے صدر کو آئندہ ہونے والے اپنے
وکھانے کا اعلان کروئے تو صدر صاحب دوڑے آئیں گے اور منہما
رقم دے کر وہ الیکشن دیکھیں گے.... تاکہ جان لیں.... آئندہ الیکشن
کوں صدر بن رہا ہے۔“

”لیکن سر! اس کا فائدہ کیا ہو گا؟“

”کس کا؟“ انہوں نے پوچھا۔

”یہ جان لینے کا۔ کہ کل کون صدر بنے گا۔“

”اوہ جیشید۔ تم سمجھتے نہیں۔ جو بننے والا ہو گا۔ یہ ای
کائنات کا دل دیں گے۔ اسے راستے سے ہٹا دیں گے۔ یا کوئی ا
پروگرام اس کے خلاف طے کر دیں گے۔“

”یہی تو پھر آپ نہیں سمجھے۔“ انکیز جیشید نہیں۔

”یا مطلب؟“ صدر صاحب چلا اٹھے۔

اندازے غلط

چد لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے۔ پھر صدر صاحب کی آواز
ابھری۔

”تم نے کیا کام جیشید۔۔۔ میں کیا نہیں سمجھا۔۔۔“

”سر! کل جو ہونا ہے۔۔۔ اگر ہم کسی ذریعہ سے فرض کیا ویکھ بھی
لیں۔۔۔ تو کل جو ہونا ہے۔۔۔ اس کو ہم بدلتے ہیں۔۔۔ اس لئے کہ
قدر میں تو پسلے ہی سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔۔۔ ہم اس کو بدلتے ہیں
سکتے ہیں۔۔۔“

”بہت خوب! لیکن میں ایک بار پھر بھی کہوں گا جیشید کہ تم
نہیں سمجھتے۔۔۔“

”چلے پھر آپ سمجھادیں۔۔۔ میں کیا نہیں سمجھتا۔۔۔“ انہوں نے برا
سامنہ بیٹایا۔

”لقدیر کو ہم مسلمان لوگ مانتے ہیں۔۔۔ یہ غیر مسلم دنیا نہیں
مانتی۔۔۔ یہ لوگ تو کہتے ہیں۔۔۔ اپنی لقدیر ہم خود بناتے ہیں۔۔۔“

”ہاں! یہ آپ کی بات وزن رکھتی ہے۔۔۔ انکیز جیشید لا جواب

”کسی گیس کے ذریعے۔“ انہوں نے جواب دیا۔

”اور وہ خود کمال تھا۔ جب کہ اس کی آواز سنائی دے رہی تھی؟“

”تی ہاں! خود اس کی موجودگی وہاں محسوس نہیں ہوتی۔“

”تب.... تو اس سے خوف کھانے والی بات ہو گئی.... جو شخص تکریز آتا ہو.... جس کی صرف آواز سنائی دیتی ہو اور جو کل ہونے والی بات تباہ دتا ہو۔ لوگ اس سے خوف کیوں نہیں کھائیں گے۔“

”آپ تھیک کرتے ہیں.... لوگ اس سے خوف ضرور کھائیں گے۔ لیکن سب نہیں.... کمزور دماغ کے انسان.... مجھے چیزیں نہیں۔“

”اب مجھے کیا معلوم کہ تم جیسوں کے لئے اس نے کیا سوچا ہے۔ آخر وہ جو غلام بنانے پڑا ہے دنیا کو.... تو تم جیسوں کے لئے بھی اس کے ذہن میں کچھ تو ہو گا۔“

”تی ہاں.... یہ تو ہے.... اور اس کے ذہن میں کیا ہے.... یہ بات ابھی سامنے نہیں آئی۔“

”خیر.... جب آئے گی۔ دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو میں نے فتن اس لئے کیا ہے کہ یہ ہو دوسرے ملکوں کے خطرناک لوگ آئے گے۔ ان کا ہم کیا کریں۔“

”ان کی بڑائی ہم سے نہیں ہے۔ ہو اس نوجوان کو قابو میں کرنا چاہتے ہیں۔ اور نوجوان ان کے قابو میں آئے گا نہیں۔ آئے گا تو

ہو گئے۔

”بس تو پھر وہ انتارج کے صدر سے بھی بے تحاشا دولت کا سکتا ہے۔“

”چلنے مان لی یہ بات۔ لیکن میں پھری اسی اشتخار کی طرف آتا ہوں۔ یہ اشتخار احقانہ ہو گا۔“

”آخر کیسے؟“

”لوگ اس کی خلائی کیوں قبول کرنے لگے۔ وہ کسی کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ظاہر ہے۔ وہ تو ایک بے ضر سانوجوان ہے۔ جس کے پاس بس یہ علم ہے کہ مل کر ہوتے والی بات آج دکھادتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کیا ہے اس کے پاس۔۔۔ تب لوگ اس سے معافیت کے بدے میں اپنا کل تو دیکھ سکتے ہیں۔۔۔ لیکن اس کی خلائی قبول نہیں کر سکتے۔۔۔ خلائی اس کی قبول کی جاتی ہے۔۔۔ جو طاقت ور ہو۔۔۔ جسمانی طور پر ہم جس سے خوف کھاتے ہوں۔۔۔ لیکن اس سے خوف کھانے کی کوئی وجہ دور دور نہ نظر نہیں آتی۔“

”تم بھول رہے ہو جشید۔“ صدر صاحب پڑھے۔

”تی۔۔۔ میں۔۔۔ میں کیا بھول رہا ہوں بھلا؟“

”یہ کہ اس نے پروفیسر داؤڈ کی تحریر گاہ میں کیا کیا ہے۔۔۔ آخر ان کے محافظ کس طرح بے ہوش ہو گئے تھے۔۔۔ اندر پروفیسر صاحب کیوں بے بس تھے؟“

تب تا جب وہ کسی کو نظر آتا ہو۔ میرا مطلب ہے۔ وہ کسی کے
سانے آتا ہی نہیں۔ وہ تو اپنی آواز سے کام چلا لیتا ہے۔
”یہ ایک اور مسئلہ ہے۔ آخر وہ ہر جگہ اپنی آواز کسی ملن
پہنچا رہتا ہے۔ جب کہ خود وہاں موجود نہیں ہوتا۔“
”اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے سری۔ پروفیسر صاحب
سے بات کرتا ہوں، شاید وہ جواب دے سکتیں۔“
”اچھا تھیک ہے۔ پھر فون کروں گا۔“ یہ کہ کر انہوں نے
سلسلہ کاٹ دیا۔

اب وہ پروفیسر صاحب کی طرف مڑے۔
”آپ ساری بات سن چکے ہیں۔“

”ہم جہشید۔ لیکن میرا دماغ فی الحال کام نہیں کر رہا۔“
”کہیں۔۔۔ وہ آپ کے دماغ پر ہاتھ تو ساف نہیں کر گیا انکل۔“
”کیا مطلب؟“ وہ اچھل پڑے۔

”آخر آپ کا دماغ کام کیوں نہیں کر رہا؟“
”مپ۔۔۔ پہا نہیں۔۔۔ میں خود خیران ہوں۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ جوئی آپ کا دماغ کام کرنے لگے۔۔۔
ویں۔۔۔ فاروق نے کہا۔۔۔ اس کی اس بات پر سب مسکرا نے لگے
لیکن پروفیسر صاحب کے چہرے پر دور دور تک مسکراہٹ نظر نہ آئی
”پروفیسر انکل۔۔۔ کیا ہم کسی اور کو بد کے لئے بلا کیں۔“

”کیا مطلب؟“ وہ چوکے۔
”آپ کا دماغ فی الحال کام نہیں کر رہا۔ تو کیوں نہ ہم پروفیسر
عطاں کو بلا لیں۔۔۔ شاید وہ کوئی منید مشورہ دے سکتیں۔“
”ٹھیک ہے۔۔۔ ایسا ضرور کرنا چاہیے۔“
اپکل جہشید نے اسی وقت پروفیسر عطاں کے نمبر طالے۔۔۔ ان
کی آواز پہچانتے ہی وہ بولے۔
”شاید آج میرے کان بچے ہیں۔۔۔ ورنہ اپکل جہشید مجھے کیوں
فون کرتے گے۔“
”میں کوئی بات نہیں پروفیسر صاحب۔۔۔ جب بھی آپ کی
فرورت حسوس ہوتی ہے۔۔۔ ہم فوراً آپ سے رابطہ کرتے ہیں۔“
”اچھا۔۔۔ کیا، اقیٰ۔۔۔ خبیر۔۔۔ اس وقت کیسے یاد کیا؟“
”کیا آپ فوری طور پر اور ہر آنکھے ہیں؟“
”فوری طور پر کیسے آسکتا ہوں بھلا۔۔۔ ابھی اتنے تیز رفتار جماز
ہیں بنے۔۔۔ میں ملک کے شاخی ہے میں۔۔۔ تم جتوں ہے میں۔“
”میرا مطلب تھا۔۔۔ آپ فوری طور پر یہاں کے لئے سوار ہو
سکتے ہیں۔“
”اوہ، ہاں کیوں نہیں۔۔۔ لیکن معاملہ کیا ہے؟“
”یہیں آ جائیں۔۔۔ اطمینان سے بات کریں گے۔“
”اوے۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ کتنی جلدی روانہ ہو سکتا ہوں۔“

اور پھر دوسرے دن صحیح سورے وہ ان کے گھر پہنچ گئے۔ اندھے پروفیسر داؤڈ کو دیکھ کر وہ بول اُلٹھے
”جب پروفیسر داؤڈ یہاں موجود ہیں تو میری یہاں کیا ضرورت ہے
گئی؟“

”ان کی داغی عالت اس وقت تھیک نہیں ہے۔۔۔ اور مسئلہ فوری نوعیت کا ہے۔۔۔“

”کیا مطلب؟“ وہ چوکے۔
اب اپنی ساری کمائی سنائی گئی۔۔۔ وہ پر سکون انداز میں نہ رہے۔۔۔ ان کے خاموش ہونے پر وہ بھرپور انداز میں سکرائے ہم بولے۔

”محبت ہے۔۔۔ آپ لوگ اس معاملے میں پچکر کیوں کھاگے۔۔۔
جب کہ یہ بالکل سامنے کی بات ہے۔۔۔ اور ہم نے ایسی مشکلیں بت کر رکھی ہیں۔۔۔“

”کیا مطلب۔۔۔ ہم سمجھے نہیں۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“
”ذوکر کیسیں نہ بھی۔۔۔ ہمارے ملک میں ایسے بے شمار لوگ ہیں۔۔۔ جو جیتنے والے نمبر تہاڑتے ہیں۔۔۔ مثلاً“ کون سا مکھوڑا جیتے گا۔
کون سی نیم سچ جیتے گی۔۔۔ ٹلاں جوئے میں جیت سکی ہو گی۔۔۔
میں کون سا نمبر نکلے گا۔۔۔ اور ان کا پہنچا ہوا بالکل درست ثابت ہے۔۔۔ آخر کیسے؟“ وہ یہاں تک کہ کر خاموش ہو گئے۔

”ہم نے ایسی باتیں بے شمار سنی ہیں۔۔۔ لیکن ہم نہیں جانتے۔۔۔
کس طرح ہادیتے ہیں۔۔۔“

”ہاں! یہی بات ہے۔۔۔ یہ راز کی باتیں ہیں۔۔۔ اس لئے عام لوگوں کو معلوم نہیں ہوتیں۔۔۔ اچھا آپ نے کبھی کالے علم کا نام نہیں دیا۔۔۔“

”ہاں بالکل۔۔۔ وہ ایک ساتھ بولے۔۔۔“

”اور یہ سنا ہے کہ فلاں کے قبضے میں جن ہیں۔۔۔“

”ہاں! ایسا بھی سنا ہے۔۔۔ لیکن ہم ان باتوں کو درست نہیں مانتے۔۔۔ جھوٹ سمجھتے ہیں۔۔۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ لوگ بس ازادیتے ہیں اس حرم کی باتیں۔۔۔“

”جی نہیں۔۔۔ یہ بات نہیں ہے۔۔۔ ایسے لوگوں نے واقعی کالا علم سیکھ رکھا ہوتا ہے۔۔۔ جادو سے انکار تو قرآن کریم نے بھی نہیں کیا۔۔۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے جادوگروں کا ذکر“ یا یا نہیں۔۔۔“

”بہ۔۔۔ بالکل آیا ہے۔۔۔“ وہ بولے۔۔۔

”اور وہ جادوگر اتنے زبردست تھے کہ رسیاں زمین پر چیختے تو،
رسیاں ساتپ بن جاتی تھیں۔۔۔ ایسا ہے نا۔۔۔“

”ہاں بالکل۔۔۔“

”اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی جادوگر تھے یا نہیں؟“

"باقل تھے... اس کا شہوت احادیث سے ملتا ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک شرک عورت نے جادو کر دیا تھا... پھر اللہ تعالیٰ نے وہی کے ذریعے اس بات کی خبر دی تھی۔ اس جادوگر عورت نے کپڑوں کی ایک گزیا بنا کر اس میں سو بیان گھونپ دیں تھیں... میں کچھ عمل کر کے اور اس گزیا کو ایک کتوئیں میں لٹکایا تھا... جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی... تو آپ پہنچ کر چند صحابہ کو اس کتوئیں کی طرف روانہ کیا... انہوں نے وہاں پہنچ کر اس گزیا کو نکالا تھا اور ان سو بیانوں کو اس کے جسم سے نکال کر پہنچا... تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے جادو کا اثر ختم ہوا تھا۔"

"ہاں! یہ واقعہ ہے۔"

"اب ذرا خور کریں... آخر جادوگروں کی رسیاں ساتھ کیسے کیں... اور ان کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ شیطان کا کام کیا ہے... لوگوں کو گمراہ کرنا... درست راستے سے بھٹکانا... گناہ کے راستے پر گناہ... گناہ کے راستے پر لگانے کے لیے یہ اپنے جھینی فطرت کے انسانوں کو قابو میں کر لیتے ہیں۔"

یہاں تک کہ کر پرد فسر عقدان خاموش ہو گئے۔

"لیکن انکل... کیا شیطان کل ہونے والی کوئی بات جان سکتے ہیں؟"

"ہاں! ایسا بھی ہو جاتا ہے۔"

"بھی... وہ کیسے؟" وہ ایک ساتھ یوں۔

جتوں کو ہی شیطان کما گیا ہے۔ یا شیطانوں کو ہی جن کما گیا ہے۔ لیکن اچھے اور نیک جن بھی ہوتے ہیں... لیکن مسلمان جن... جب قرآن کریم کی سورۃ... سورہ رحمٰن کی یہ آیت نازل ہوئی... تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹاوا گے... تو انسان تو کوئی جواب نہ اے سکے... جنوں نے فوراً "کما تھا کہ ہم تو کسی ایک نعمت کو بھی نہیں بھٹلا سکتے..." تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے سامنے ان کی تعریف فرمائی اور صحابہ کرامؓ کو پہنایا کہ اس وقت یہ جن تم سے اچھے رہے... جنوں نے فوراً "جواب دیا۔ تو یہ جن ہو سکتے ہیں تو مسلمان جن تھے... میں اس وقت ان جنوں کی بات نہیں کر رہا۔ شیطانوں کی بات کر رہا ہوں۔" دیسے شیطان بعض شیطان انسان کو قابو میں کر لیتے ہیں... اور ان کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ شیطان کا کام کیا ہے... لوگوں کو گمراہ کرنا... درست راستے سے بھٹکانا... گناہ کے راستے پر گناہ... گناہ کے راستے پر لگانے کے لیے یہ اپنے جھینی فطرت کے انسانوں کو قابو میں کر لیتے ہیں۔"

"لیکن انکل... کیا شیطان کل ہونے والی کوئی بات جان سکتے ہیں؟"

"اس کا جواب میں اللہ کی کتاب قرآن کریم سے دوں گا۔"

سکرائے

"بہت خوب! اس سے بہتر بات کیا ہو گی۔" خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

"آسمانوں سے جو چیزیں لے کر فرشتے اترتے ہیں۔ میرا مطلب ہے۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکامات ملتے ہیں۔ ڈا۔ پارش پرسانے، زلزلہ لانے کے۔ کسی بھتی کو الٹ دینے کے۔ اندھی اور طوفان پا کرنے کے۔ یا اسی حتم کی کسی بڑی چاہی کے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ شیطان ان فرشتوں کی لہو میں رہتے ہیں اور انہی خبریں بعض اوقات لے اڑتے ہیں۔ یا یوں کہ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اس وقت یہ ہوتی ہے کہ وہ شیطان ایسی کچھ خبریں لے اڑتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو آزماتے ہیں تا۔۔۔ وہ دیکھتے ہیں، کون سے بندے اس کے ہیں اور کون سے شیطان کے ہیں۔"

"اب جو شیطان ایسی خبریں لے اڑتے ہیں۔ وہ اپنی جیسی فطرت کے لوگوں کے کالوں تک یہ خبریں پہنچا دیتے ہیں۔ اللہ ایسے لوگ جو اریوں تو ایسی خبریں دے سکتے ہیں۔ یا اس حتم کے اور معاملات پیش آسکتے ہیں۔"

"بہت نوب۔۔۔ لیکن انکل۔۔۔ یہاں ایسا معاملہ نہیں ہے۔"

"ہاں! میں مانتا ہوں۔۔۔ ایسا معاملہ نہیں ہے۔ پورا کا پورا۔۔۔"

ایک دن پسلے یا پورا کا پورا انکشش ایک ماہ پسلے دکھلایا جاتا۔۔۔ یہ عجیب کیس ہے۔۔۔ بہر حال میں جو وضاحت کر سکتا تھا، میں نے کر دی۔۔۔ اس سے زیادہ کوئی بات میرے ذہن میں نہیں۔۔۔ ہاں اس سلسلے میں آپ جو ہاں دوڑ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔۔۔ اس میں آپ کا ساتھ دوں گا اور جو بجھ سے ہو سکا کروں گا۔۔۔ میں پروفیسر داؤڈ صاحب بھتنا علم تو میں رکھتا۔۔۔ لیکن کسی حد تک ان کی کسی محوس نہیں ہوتے دوں گا۔۔۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ میں تو موجود ہوں۔۔۔ یہ اس دنیا سے رخصت تو نہیں ہو گیا۔۔۔ انہوں نے جھلا کر کہا۔۔۔"

"یہ بات بھی نہیں ہے انکل۔۔۔ دراصل اس دفعت آپ کا دعاء نہ کس کے کششوں میں نہیں ہے۔۔۔ اس سلسلے میں بھی ضرور اسی نوجوان کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔۔۔ آخر دفعہ تجربہ گاہ میں موجود تھا۔۔۔ انکل جمیلہ نے جلدی جلدی کہا۔۔۔"

"ہاں! یہ بات تو خیر ہے۔۔۔ لیکن میں نے اس کی وہاں صرف ہوازنی ہے۔۔۔ اسے دیکھا نہیں ہے۔۔۔"

"کہیں یہ ایکال جیسا تو کوئی انسان نہیں ہے؟" میں اس لمحے فون کی تکھنی بھی۔۔۔ انکل جمیلہ نے ریسیور انھلیا تو

ایک بار پھر اسی نوجوان کی آواز سنائی دی۔۔۔

"اس پار آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے۔۔۔ یعنی ساتھیں

و ان ساتھیوں کے بھی تمام تراہدازے غلط ثابت ہو جائیں گے۔
”کیا مطلب؟“ وہ بڑی طرح اچھے۔

○☆○

ہاتھ صاف کر گیا

”میں جانتا ہوں.... بلکہ ایک دن پسلے ہی جان گیا تھا۔“

”کیا مطلب کیا جان گئے تھے آپ.... ایک تو یہ بڑی مسیبت
بے کہ ہمیں آپ کا نام معلوم نہیں۔“

”نام کا کیا ہے.... آپ کچھ بھی رکھ لیں۔ مجھے وہی نام منکور
ہو گا۔“

”اوہو.... تو آپ اپنا نام بتانے سے کیوں ڈرتے ہیں.... وہی نام
تاہم نا۔ جو آپ کے ماں باپ نے رکھا تھا۔ آپ کے ماں باپ نے
آپ کا کوئی نام رکھا تھا یا نہیں؟“ انہوں نے شرخہ انداز میں کہا۔
”باقل رکھا تھا؟“

”ارے تو وہ نام بتاؤ نا۔ ڈرتے کیوں ہو.... دعوے اتنے
ہیں۔ کام اتنے اوپنچے اور خوف کا عالم یہ کہ اپنا نام تک نہیں
تاتے۔“

”کیا.... کیا کہا۔ میں اور آپ سے خوف کھاؤں گا۔“

”ہاں اور کیا۔ آپ اگر اس دنیا میں کسی سے خوف کھا رہے

ہیں تو وہ ہیں ہم لوگ۔

”تن نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔“ وہ ہمگلایا۔

”اس سلطے میں تو میں دعویٰ کر سکتا ہوں۔“

”جی نہیں۔ میں آپ سے ہرگز خوف زدہ نہیں ہوں۔“

”اچھا تو پھر وہ نام بتا دیں۔“ جو آپ کے والد نے آپ کا رکا

تھا؟“

”میرے والد نے میرا نام نوباشیان رکھا تھا۔“

”کیا کہا؟“ پروفیسر والد اور پروفیسر عقلاں زور سے چلانے۔

انہیں اس طرح چاتے سن کر وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ آنکھیں

مارے چہرے کے پھیل گئیں۔

”آپ لوگ اس قدر زور سے کیوں چلانے۔ میرے اس نام میں کیا خاص بات ہے۔“ نوجوان نے شاید برا سامت بنا کر کہا۔

”شیبان۔۔۔ تھے تم۔۔۔ تو تم شیبان کے بیٹھے ہو۔“

”ہاں ہوں۔۔۔ تو پھر۔۔۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ اس طرح آپ لگا ہوں۔۔۔ اور کل صبح آپ اس کا نکارہ کر لیں گے۔“

”کیا مطلب۔۔۔ کس کا نکارہ؟“

”ایک گروہ جو مجھے طلاش کرنے کے لئے آیا ہوا ہے۔۔۔ میں کل

اس کا مقابلہ کر دوں گا۔۔۔ یعنی صرف ایک ملک کے لوگوں کا۔۔۔ وہ نہم

ہے۔۔۔ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ دنیا کو سائنس کی الیٰ الیٰ پہنچاتے تھے۔۔۔ جو کسی نے سئی نہ دیکھیں۔۔۔ اور لوگ انہیں پاگل خیال کرنے لگے تھے۔۔۔ بلکہ حکومت میں کچھ لوگوں نے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ وہ عکران بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔۔۔ شاید اس بنا پر انہیں شر سے باہر نکال دیا گیا تھا۔۔۔ بلکہ ملک کے کسی بھی شر میں وہ داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اسی لئے میں نے بھی تمام زندگی ان کے ساتھ جگل میں گزاری۔۔۔ جتنا علم بھی سیکھا۔۔۔ ان سے سیکھا۔۔۔ کیونکہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جگل میں کوئی سکول نہیں تھا۔۔۔ لیکن میرے اعلیٰ تعلیم یافت والد نے مجھے اپنا سارا علم دے دیا۔۔۔ میرے سینے میں بھر دیا۔۔۔ اور آج میں اس شر میں موجود ہوں۔۔۔ آپ کی پوری حکومت مجھے شر سے نہیں نکال سکتی۔۔۔ لگائیں زور۔۔۔ آپ تو کیا۔۔۔ دنیا کا کوئی ملک مجھے اپنے ملک میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتا اور میرے داخل ہو جانے کے بعد وہاں سے نکال نہیں سکتا۔۔۔ یوں بھی لکائے گا کوئی۔۔۔ سب تو مجھے حاصل کرنے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔۔۔ دیے لوگ مجھے طلاش کیں کر سکتے۔۔۔ البتہ میں انہیں طلاش کر لگا ہوں۔۔۔ اور کل صبح آپ اس کا نکارہ کر لیں گے۔“

آپ کی حکومت کی نظروں سے بچ کر اس ملک میں داخل ہوئی ہے۔ میرجھے تھے۔ جب ملک کے شری گئے جاتے تھے۔ تو ان کے آپ کی حکومت کو پتا تک نہیں پہاڑ۔ جب کہ میں نے انہیں آئے ماضیانہ رسائل میں پچا کرتے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔“ ان سب کے مند سے ایک ساتھ لٹکا۔

”ہم سارا مطلب ہے۔ وہ تین دن پسلے داخل ہوئے ہیں۔“

”ہاں! مطلب یہ ہوا کہ تجربات میرے والد نے کیے۔ لیکن مہوت نے انسیں ان تجربات کے ذریعے دنیا کو حیرت میں ڈالنے کا موقع محمود نے جلدی جلدی پوچھا۔

”نمیں۔ غلط سمجھے۔ اور تم فحیک سمجھو بھی کیسے سکتے ہو۔ نہ طے۔ وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو یہ کام میں نے اپنے ذمے لوگوں کی تو عقلیں کھاس چنے چلی گئی ہیں۔ اسی لیے تو پروفیسر عطا لے لیا۔ یعنی دنیا کو حیرت زدہ کر دینے کا۔ اور جو تو یہ ہے۔ میرے کو بڑایا ہے۔ لیکن پروفیسر عطا کو بلاں کا مظہر بھی میں دو دن پہ والد دنیا کو حیرت زدہ کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن حکومت نے ان سے برا سلوک کیا۔ اس طرح انہیں تمام دنیا والوں سے فترت ہو گئی۔“

”لیکن تمام دنیا والوں سے کیوں۔ صرف اسی حکومت سے ہونی

”آخر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“ اپنے جسید بولے۔

”وہ نہیں ابھی اپنے ملک سے روانہ بھی نہیں ہوئی تھی۔ کہ میرا ہے تھی۔ جس نے انسیں نکالا تھا۔“

”لے اسے اس ملک میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ یعنی جس طرز۔“ نہیں۔ ان کے ماضیانہ تو دنیا کے ہر ملک تک پہنچے تھے۔ دنیا بھر کے سانس دنوں نے ان ماضیانہ کو پڑھا تھا۔ اس ملک کے ایک دن بعد ہونے والا مجھ آج دیکھ سکتا ہوں۔“

”نمیں نہیں۔ آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“

”یہ میں کیسے بتاؤں۔ میرے والد نے اس کام کے لئے سانچا کہ شیخان پاگل ہے۔ یہ دوسروں کو بھی پاگل کر دے گا۔ چنانچہ ان زندگی بیگل میں گزاری ہے۔“

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ تجربہ آپ کے والد کرتے رہے ہیں۔“ بلائے۔ اس طرح پوری دنیا کے سانس دنوں نے مل کر بھی فیصلہ کیا

”ہاں! یہ بات میں اس لیے بتا رہا ہوں کہ آپ میرے والد تھے۔“ یہاں تک کہ کروہ خاموش ہو گیا۔

”تب پھر عوام سے نظرت کس لے؟“ ماضیانہ میں پڑھ عی لیں گے۔ اس زمانے کے ماضیانہ۔۔۔ جب وہ ط

"عوام میں سے بھی کسی ایک نے ان سے ہمدردی کے دوبارہ نہیں۔"

نہیں بولے تھے۔ حکومت سے کسی نے احتجاج تک نہیں کیا تھا۔ "یہ.... یہ کیا بات ہوئی۔" فرزانہ چالائی۔

اسیں آخر شر سے کیوں نکلا گیا ہے۔ کوئی کچھ نہ بولا۔ "آپ مجھے حال میں تلاش کریں گے۔ اور میں پہنچا ہوا ہوں اور پروفیسر شیخان اور آپ لوگ کھاتے کیا رہے۔" اک اپنے مستقبل میں۔"

"ان کے پاس دولت بہت تھی۔ سونے کی محلہ میں، جو اہل

کی محلہ میں۔ اور انقدر کی صورت میں بھی۔ جنگل میں سے گزرا۔ وائلہ دیماتیوں سے ہم خود اک خرید لیتے تھے۔ اس بات سے

"یقین نہیں آ رہا۔"

"یقین تو اس پر بھی نہیں آیا آپ کو۔ کہ میں کل ہونے والا حکومت نے کسی کو منع نہیں کیا تھا۔"

"ہوں۔۔۔ کمالی بہت سختی خیز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا۔۔۔ تجھا دکھاتا ہوں۔۔۔ لیکن دوسرے دیکھے چکے ہیں۔۔۔ دسری بات میں آپ کے والد تجربات کرتے کرتے آخر یہ تجربہ کرنے میں کامیاب۔ آپ کو اپنی آواز سنائیں ہوں۔۔۔ آپ چاہے کسی بھی ہوں۔۔۔ لیکن

گئے تھے کہ انسان اپنے مستقبل میں کس طرح بدنی سکتا ہے۔۔۔ جن، آپ مجھے دیکھے نہیں سکتے۔۔۔ میں آپ لوگوں کے دماغ صاف کر سکتا ہو۔۔۔ کل کرے گا۔۔۔ آج اس کو کیسے دیکھے سکتا ہے۔۔۔ یا جان سکتا ہے۔۔۔ اول۔۔۔ جس طرح پروفیسر داؤڈ کا ساف کر دیا۔۔۔ لیکن میں نے آپ "ہا! یہی بات ہے۔۔۔ اور اب بس۔۔۔ آپ لوگ محلہ لوگوں کے دماغوں پر ابھی ہاتھ صاف نہیں کیا۔۔۔ ورنہ پھر میرے خلاف

گھوڑے دوڑائیں۔۔۔ مجھے تلاش کریں۔۔۔ لیکن آپ نہیں کر سکتے۔۔۔ میں رہ جائے گا۔۔۔ جو میری تلاش میں نکلے گا۔۔۔"

"اوہ۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ وہ چلا کے

"شاید آپ کو اب یہ بات عجیب لگی ہے کہ میں دماغ صاف کر

سکتا ہوں۔۔۔ سو یہ میرے لیے ذرا بھی مشکل نہیں۔۔۔ میں پروفیسر

ساب کی تجربہ کاہ تک گیا تھا۔۔۔ اگرچہ یہ مجھے دیکھے نہیں سکے۔۔۔ یہ

"اس لے کے کہ آپ مجھے آج میں تلاش کر سکتے ہیں۔۔۔ میں اپنے تبست پر اٹا ہے۔۔۔ آئی شائن والا۔۔۔ میرے والد اس تجربہ پر بھی

"آخر کیوں۔۔۔ کیوں نہیں کر سکتے گے۔۔۔"

"اس لے کے۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک گیا۔۔۔"

"اس لے کے۔۔۔ کیا؟" وہ بے چین ہو گئے۔۔۔

"اس لے کے۔۔۔ آپ مجھے آج میں تلاش کر سکتے ہیں۔۔۔ میں اپنے والد اس تجربہ پر بھی

عبور حاصل کر چکے تھے... وہ پوری دنیا کے لوگوں کی نظروں سے گزر۔ میرا انتظار کریں۔" -
ہو سکتے تھے اور ایسا میرے لئے بھی مشکل نہیں رہ گیا۔ یعنی آپ نے ان کے مذمت سے کچھ نہ لٹا لی۔ سب سکتے کے عالم میں پیشے نہ
دیکھنا بھی چاہیں تو نہیں دیکھ سکتے۔ جب تک کہ میں نہ چاہوں۔" - کے۔ اس بھیے مجرم سے ان کا واسطہ زندگی میں بھی نہیں پڑا تھا۔
"غفران کریں اُنکل.... وہی۔ وہ گا۔ جو خدا کو منظور ہو گا۔"

"ہاں! یہ بات بھی ہے۔ اس کے ساتھ ایک تیری بات،" فاروق نے پر سکون آواز میں کہا۔
"وہ یک دم پر سکون ہو گئے۔ اور حرمت زدہ انداز میں فاروق کی
ہے۔"

طرف دیکھتے ہوئے بولے
حرمت ہے فاروق۔"

"میرے والد نے پہنائزم کے اس قدر جدید اور طاقت ور تری
طریقے دریافت کیے ہیں کہ میں بڑے سے بڑے پہنائزم کے ماہر کو
قاپوں میں کر سکتا ہوں۔ عام لوگوں کی تو بات ہی کوئی نہیں۔ ان اگرچہ جیوان ہو سکتے ہیں تو اب نوباشیاں کی باتوں پر۔۔۔ اور تواب کسی
درمیان سے نکل جاؤں تو کوئی مجھے دیکھ نہیں سکتا۔ یعنی میں عمار کی بات پر حرمت ہو نہیں سکتی۔"
"نہیں۔۔۔ مجھے تمہارے بیٹے پر حرمت ہے۔" - پروفیسر عثمان
مکارے۔

"اس بیٹے پر کہ وہی ہو گا۔۔۔ جو خدا کو منظور ہو گا۔"

"یہ جملہ تو ہم روز مرہ ایک دوسرے سے کہتے رہتے ہیں۔" -
فاروق نے جواب ہو کر کہا۔

"لیکن ان حالات میں یہ نہیں حد درجے عجیب لگا ہے۔ اور

"تمہارے کی ضرورت نہیں۔ میں اپسیں فوراً" یہ فارغ کر لیں۔ اس بیٹے نے مجھے ایک انوکھا سکون بخشایا ہے۔"

"واہ۔۔۔ بہت خوب۔" - انکلہر جسید نے خوش ہو کر کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"میرے والد نے پہنائزم کے اس قدر جدید اور طاقت ور تری
طریقے دریافت کیے ہیں کہ میں بڑے سے بڑے پہنائزم کے ماہر کو
قاپوں میں کر سکتا ہوں۔ عام لوگوں کی تو بات ہی کوئی نہیں۔ ان اگرچہ جیوان ہو سکتے ہیں تو اب نوباشیاں کی باتوں پر۔۔۔ اور تواب کسی
دو میان سے نکل جاؤں تو کوئی مجھے دیکھ نہیں سکتا۔ یعنی میں عمار کی بات پر حرمت ہو نہیں سکتی۔"
"اوہ نہیں۔۔۔ نہیں۔" - وہ چلا گئے۔

"لیکن آپ ہمارے والد پر پہنائزم نہیں کر سکتے۔"

"ہمیں۔۔۔ اگرچہ مجھے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔" -
میں ایسا کرنے کے بھی دکھا دیتا ہوں۔"

"اُرے پاپ رہے۔" - وہ گھبرا گئے۔

"تمہارے کی ضرورت نہیں۔ میں اپسیں فوراً" یہ فارغ کر لیں۔ اس بیٹے نے مجھے ایک انوکھا سکون بخشایا ہے۔"

"لیکن آپ لوگ میری ٹالاں میں نکل سکیں۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔"

پھر اچانک ان کا رنگ اڑتا نظر آیا۔

"اے... ارے... یہ... یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔" وہ چاٹے۔

"کیا ہو رہا ہے آپ کو؟"

"اپ... پا نہیں... مم... میں اپنے دماغ پر بہت وزن محسوس کر رہا ہوں۔"

"بالکل... بالکل ایسا ہی میں نے محسوس کیا تھا۔"

"اوہ... اس کا مطلب ہے... وہ آگیا ہے۔" فرزانہ نے قوت زدہ انداز میں کہا۔

"شش... شاید۔" اسپلکھ جشید کے منہ سے نکلا۔ پھر ان کی آنے والے خوف کے بھیل گئیں۔ مژہ بیخ گیا۔ جسم پر لہذا طاری ہو گیا۔ یہی کسی کو ملیرا ہو جاتا ہے۔ انہوں نے ان کا رنگ نیلا پڑتے دیکھا۔ مارے خوف کے وہ زرد پڑ گئے۔ وہ ان کے لیے کہ بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔

اس وقت انہوں نے خود کو حد درجے بے بس محسوس کیا۔ ہبہ آہست آہست وہ پہلی حالت پر آتے چلتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ بالکل درست نظر آئے گئے۔ محمود نے بہت کر کے کہا:

"کیا اب آپ خیک ہیں؟"

"ہاں! کیوں۔ مجھے کیا ہوا ہے؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"میں ہم کیا باتیں کر رہے تھے؟"

"کچھ بھی نہیں۔ بس اور ادھر کی چیزیں ہائک رہے تھے۔ یہاں گئی ان دونوں ہمیں کام ہی کیا ہے۔"

"کیا... یہ آپ کیا کہ رہے ہیں؟" فرزانہ کا تپ گئی۔

"پا نہیں... تم بتاؤ۔ مجھے کیا ہوا ہے؟"

"ہم تو باشیاں کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔"

"یہ کون ہے۔ میں نہیں جانتا۔"

ان کی شی گم ہو گئی۔ گو وہ آکر ان کا دماغ صاف کر گیا تھا۔ اور وہ بھی اس قدر جلد۔ اس پر وہ بتنا بھی حیران ہوتے کم تھا۔

"اس کا مطلب ہے۔ وہ اپنا کام دکھائیا۔"

"ہاں! اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔"

ای وقت فون کی تھنٹی بھی، محمود نے رسیور اٹھایا۔

کیوں۔ دیکھ لی میری طاقت۔"

"ہاں! اندانہ ہو گیا۔"

"تو پھر آؤ۔ کھنٹے بعد یہ درست حالت پر آ جائیں گے اور انہیں اس بارے میں کچھ بھی یاد نہیں رہ جائے گا۔ کہ میں نے انہیں کس

حالت کو پہنچا دیا تھا۔ لیکن یہ بات انہیں تم بتاؤ گے۔"

"اچھا۔" محمود نے فوراً کہا۔

فون بند کر دیا گیا۔ پھر آؤ۔ کھنٹے بعد وہ چونک کر بولے۔

"ایسا بات ہے۔ سب چپ کیوں بیٹھے ہیں۔ ہم کیا بات کر

رہے تھے بھلا۔

انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

و پونک اٹھنے گویا اس کے دعوے کے مطابق وہ درست گئے تھے۔

سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

”لیا آپ کو کچھ معلوم نہیں۔“ فاروق نے پریشان ہو کر پوچھا۔

”لیا معلوم نہیں۔“ وہ بولے۔

اب پھر سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہے ہوں کہ اب کیا ہتا ہے۔ پھر محمود نے پوچھا۔

”کچھ یاد نہیں آپ کو۔ اس کی آمد آپ کے دلائیں ہیں۔“

”نہیں۔ کیا وہ آیا تھا۔“

انسپکٹر جمشید کے لیے میں حد درج حیرت تھی۔

”ہاں آیا تھا۔ آپ کے دلخ پر ہاتھ صاف کر کے چلا گیا تھا اور اس وقت آپ ولی خالی اللہ ہم ہو گئے تھے۔“

”کیا واقعی؟“

”ہاں آیا جان۔ اب ہم کیا کریں۔ ایسے مجرم سے ہم کس ملنے تک رہیں گے بھلا۔“

”مایوسی تو گناہ ہے یہ نہ بھولو۔“ پروفیسر عقلان بولے۔

”اوہ جی ہاں۔“

”تب پھر آئیں۔ میں بتاتا ہوں۔ اب کیا کرنا ہے۔“ وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔
انہیں پروفیسر عقلان کو اس طرح اچھلتے دیکھ کر بہت حیرت ہوئی۔



لاشیں

"آپ اس طرح اچھل کر کیوں کھڑے ہوئے؟"

"اب ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے... بت تیزی سے کرنا ہے۔
ورنہ یہ شخص ہمیں کمیں کامیں رہنے دے گا۔ اور ہمیں کیا۔ کسی
کو بھی کمیں کامیں رہنے دے گا۔ وہ نفرت کتا ہے۔ اس ملک
سے۔ اس ملک کے لوگوں سے۔ اس ملک کے عماران طبقے سے۔
کیونکہ ان سب نے اس کے والد کو شریدر کرنے میں بھروسہ کروار ادا
کیا تھا۔ اور وہ نفرت کرتا ہے۔ پوری دنیا سے، اس لیے کہ ملک سے
بآہر بھی کسی ملک کے لوگوں نے اس کو شریدر کرنے پر احتجاج نہیں کیا
تھا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ ایک تو اس کی نفرت بت زبردست
ہے۔ دوسرے اس کی طاقت۔ وہ تو رکھ دے گا ہمیں چیز کسی۔ اور
اس کا پسلا نمونہ وہ کل دکھائے گا۔ انشا رج یا کسی اور ملک سے آئے
والی پوری نیم کو موت کے گھنات اتار کر۔"

"اس طرح ہمارے ملک میں حد درجے سنتی تجھل جائے گی۔"

اور غیر ملکی ہمارے ملک کا رخ کرتے ہوئے ڈرتے گلیں گے۔۔۔ اس
طرح ہمارے کاروباری حالات خراب ہو جائیں گے۔۔۔ اور جب
کوئتوں کے کاروباری حالات خراب ہو جاتے ہیں۔۔۔ وہ حکومیں ختم ہو
جائیں ہیں۔۔۔ یا ان کو ختم کر دیا جاتا ہے۔"

"یہ سب تو ہے۔ لیکن اب چنان کمال ہے؟"

"لاہبری۔۔۔ پروفیسر صاحب کی لاہبری۔"

بولے۔

"اوہ ہاں! واقعی۔۔۔ وہ بولے۔

وہ افراد قدری کے عالم میں تجربہ گاہ پہنچے۔۔۔ وہاں پھر کوئی گز بڑ نہیں
ہی تھی۔۔۔ تجربہ گاہ کے نئے مخالفت بالکل چوکس کھڑے نظر آئے۔۔۔
انہیں دیکھ کر وہ چوک اٹھے اور اور پھر سیدھے کھڑے ہو گئے۔

"کوئی آیا گیا تو نہیں؟"

انپکڑ جمیش نے پوچھا۔

"تی نہیں۔۔۔ اس طرف کسی نے رخ نہیں کیا۔ لیکن۔۔۔"

"لیکن کیا؟"

"لیکن ہم نے اندر کچھ پر اسرار آوازیں سنی ہیں۔"

"اڑے باپ رے۔۔۔ لکھ کمیں۔۔۔"

انپکڑ جمیش اپنا جملہ

کھل لئے کر سکے۔

وہ بے تحاشا اندر کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ انہوں نے

لاہبری پہنچ کر سانس لیا۔

اور پھر وہ سکتے میں آگئے۔ لا بھری کا دروازہ انسس جلا نظر آیا۔ اندر بھی ہر چیز جل پھلی تھی۔ تمام الماریاں۔ ریک اور دوسری چیزیں جل کی تھیں۔ کوئی ایک چیز بھی الکی نظر نہ آئی۔ جو جلتے سے بچ گئی ہو۔

”اس کا مطلب ہے وہ لا بھری پر ہاتھ صاف کر گیا ہے۔“
”اوہ کوئی بات نہیں۔ وہ کس کس لا بھری کو صاف کرے گا۔ ابھی شر میں بہت لا بھریاں ہیں۔“ اسپکٹر جمیش نے برا سامنہ بنا لیا۔

اب وہ شرکی سب سے بڑی سرکاری لا بھری ~~بندھے~~
”شعبہ سائنس کو دیکھیں گے ہم ذرا۔“ اسپکٹر جمیش نے اپنا تعارف کروانے کے بعد کہا۔

”اوہ نہیں۔“ وہ چلا اٹھا۔
”ایا مطلب۔ اوہ نہیں۔“

”تی ہاں! ایک بہت بیجیب مسئلہ ہے۔“
”جلدی تائیں۔ کیا مسئلہ ہے۔“
”اس شے کے تمام دروازے کسی نے اندر سے بند کر دیے ہیں۔ اور وہ کھول نہیں رہا۔ ہم لوگ دروازے پیٹ کر چکے ہیں اور جو قوی ہے کہ اب ہم خوف محسوس کر رہے ہیں۔“
”ایسا کب سے ہے؟“

”کل سے۔“

”تو آپ کو کوئی دروازہ تزویر کر چیک کرانا چاہیے تھا۔“

”اب کی سوچا ہے۔ کل یہاں ڈائرکٹر صاحب تھے نہیں۔ آج وہ آگئے ہیں۔ جو نہیں وہ یہاں پہنچیں گے۔ دروازہ تزویر بائی جائے گا۔“

”لیکن ہم اتنا انتظار نہیں کر سکتے۔ لہذا ہم دروازہ توڑ رہے ہیں۔“

”تی۔۔۔ کیا مطلب؟“

”وہ کب آئیں گے۔“

”پچھے نہیں کہ سکتا۔“

”تب پھر ہم بھی پچھے نہیں کہ سکتے۔ بس دروازہ توڑ رہے ہیں۔“

”بیسے آپ کی مرضی۔۔۔ آفسرز کو جواب بھی آپ اتنی دیں گے۔“

”وہ مجھے آتا ہے۔ فکر نہ کریں۔“

”بہت بہتر۔ اس نے من بنا لیا۔“

انہوں نے کندھے کی ٹکریں مار مار کر دروازہ توڑ دیا۔ لا بھری کے مظفر نے انسس لرزادیا۔ پوری لا بھری جل کر راکھ ہو پھلی تھی۔ ”یہ۔۔۔ یہ لا بھری تو نہیں ہے۔“ فاروق کے من سے لٹا۔

"تب پھر یہ کیا ہے؟" لاہوری کے انتخابیں نے کہا۔
"راہکھ... لاہوری کی راہکھ"۔ اس نے فوراً جواب دیا۔
وہ دبائ سے بھی ناکام اوت آئے۔

مغل کر سکتے ہیں.... اگر وہ مظاہین بھے مل جائیں۔ تو میں اس سلطے
میں شاید بہت کچھ کر سکوں"۔ پروفیسر عقان یوں لے۔
"مشکل ہے انکل"۔ فرزانہ نے منہ بنا لیا۔
"وہ کیسے؟"

"جو نئی محض نوبات کو معلوم ہو گا۔۔۔ کہ ہم نے کچھ مظاہین حاصل
کر لے ہیں۔۔۔ وہ آپ کے دلاغ پر باقاعدہ ساف کر دے گا"۔
"اوہ بہاں۔۔۔ یہ بھی ہے؟"

"لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم وہ مظاہین حاصل کرنے کی
کوشش نہ کریں۔۔۔ سخن۔۔۔ اس نے صرف لاہوریوں سے ان مظاہین
کو جلا کر راہکھ کیا ہے۔۔۔ لیکن بے شمار لوگوں کے پاس گھروں میں وہ
مظاہین موجود ہوں گے۔۔۔ سائنس سے وپیسی رکھنے والے صرف
سائنس وان نہیں ہوتے۔۔۔ طالب علم بھی ہوتے ہیں۔۔۔ اور ہمیں
طااقت ہوتی ہے کہ جس چیز کی طرف دیکھتے ہیں۔۔۔ اس چیز کو ٹھیک کرائے
سکتے ہیں۔۔۔"

"آپ اس کی ترکیب کیا ہو؟" پروفیسر عقان نے بھی اشاروں

میں اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ شیخان نے اس زمانے میں اس کا

مضطہ مظاہین لکھتے تھے۔۔۔ ان کے ذریعے اس معاملے کا کوئی نہ کوئی سران
لکھا ہے۔۔۔ اسی لئے نوباتے ان سب کو جلا دیا۔۔۔"

"ترکیبیں بتانے والی بیان موجود ہے۔۔۔ آپ غفرنہ کریں"۔

فرزانہ نے فرزانہ کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ میں پڑتے ہی سونق چکی ہوں"۔

"یہ تو ایسا لگتا ہے۔۔۔ میں اس نے ملک کی تمام لاہوریوں میں
سائنسی شبے کو جلا کر راہکھ کر دیا ہے۔۔۔ آخر اس نے ایسا کیے کیا۔
اس میں الی کتنی طاقتیں جمع ہو گئی ہیں۔۔۔ ہم اچھی طرح جانتے
ہیں۔۔۔ پروفیسر صاحب کی لاہوری میں وہ خود نہیں آیا تھا۔۔۔ یا آیا تھا۔۔۔
ہمیں نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ بہر حال اس کے ساتھ کوئی نہیں آیا تھا۔۔۔"
اس نے لاہوری کو راہکھ میں کس طرح تبدیل کر دیا۔۔۔

"اس کا جواب میں دے سکتا ہوں"۔ اسکریٹری جیشید مکارے۔
"تو پھر دیں جواب"۔

"آنکھوں کی طاقت سے۔۔۔ ایسے لوگوں کی آنکھوں میں اتنی
طااقت ہوتی ہے کہ جس چیز کی طرف دیکھتے ہیں۔۔۔ اس چیز کو ٹھیک کرائے
سکتے ہیں۔۔۔"

"اوہ بہاں! ایسی باتیں سننے میں آتی ہیں"۔

"اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ شیخان نے اس زمانے میں اس کا
مضطہ مظاہین لکھتے تھے۔۔۔ ان کے ذریعے اس معاملے کا کوئی نہ کوئی سران
لکھا ہے۔۔۔ اسی لئے نوباتے ان سب کو جلا دیا۔۔۔"

"میں کہا جا سکتا ہے۔۔۔ سوال یہ ہے کہ ہم ان مظاہین کو کیے

"تو پھر بتاؤ۔" خان رحمان بولے۔

"بھی نہیں..... آپ کو تو بتا بے دیواروں کے بھی کان ہوں

ہیں۔"

"نک میں دم کر دوا ہے۔ دیواروں کے کافوں نے۔" فارزان

نے جھلا کر کہا۔

"لیکن میں کان میں تو بتاہی سکتی ہوں۔"

"بہت خوب فرزان۔ سب سے پہلے تم میرے کان سے اپنا

گاڈو۔ اسپکٹر جمشید مکراے۔

"بھی ہاں۔ ضرورت بھی اسی چیز کی ہے۔"

پھر جو نبی فرزان نے ان کے کان میں پات بتائی۔ وہ انھوں کو

ہوئے۔ اور اشاروں میں بولے۔

"میرا انتظار کریں۔ لیکن اگر محمود اور فاروق اور فرزان کو

جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ باہر نکل گئے۔ جلد ہی وہ ایک

کے دروازے پر کھڑے تھیں جما رہے تھے۔ آخر دروازہ کھلا۔

نوجوان آدمی باہر نکلا۔ اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"فرمائیے۔ آپ کون صاحب ہیں۔ میں آپ کی کیا خدمت

سکتا ہوں۔"

"میں آپ کو صرف کان میں ہا سکتا ہوں۔" نبیوں نے

ہوئی آواز میں کہا۔

"تی..... میں سمجھا نہیں۔"

"آپ کان میں بات سن لیں۔"

"اچھی بات ہے۔ میرا کان کاٹ نہ لے جائے گا۔"

"نہیں۔۔۔ لمحے ایسی کوئی ضرورت نہیں۔"

پھر نبیوں نے کان میں اسے بتایا کہ وہ کون ہیں اور کیا چاہتے

ہیں اور یہ بھی کہ وہ منہ سے کوئی آواز نکالیں۔

اس نے سر ہلا دیا۔۔۔ پھر وہ انسیں اندر لے آیا۔۔۔ ایک کرے

ہیں کتابیں اور رسالے بھرے پڑے تھے۔۔۔ وہ ان میں سے کچھ رسالے

نکال کر ان کے سامنے ڈھیر کرنے لگا۔۔۔ اور وہ ان کو سرسری انداز

میں دیکھنے لگے۔۔۔ پھر نبیوں نے ان رسائل کا بندل بنایا۔۔۔ اور باہر نکل

اے۔۔۔

پروفیسر عقدان اس بندل کو دیکھ کر اچھل پڑے۔۔۔ لیکن وہ من

سے کچھ نہ بولے۔۔۔ جب کہ باقی لوگ اس طرح اوہ راہ ہر کی یاتمیں کر

دہے تھے جیسے وہاں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔۔۔ نہ وہاں سے کوئی گیا۔۔۔ نہ

لوٹ کر آیا۔۔۔ اسپکٹر جمشید کی عدم موجودگی میں محمود ان کی آواز میں

بائیں کرتا رہا تھا۔۔۔ اپنی باری پر وہ اپنی آواز میں بات کرنے لگتا۔۔۔ اس

طرح نبیوں نے اس نامعلوم نوجوان کو یہ احساس نہیں ہونے دیا تھا کہ

ان میں سے کوئی وہاں سے انھوں کر کیسی گیا ہے۔۔۔ انسیں ابھی تک یہ

کہ اس کے بعد کی کمائی کسی کو معلوم نہیں۔

"تب پھر نوبا کو کیا ضرورت تھی لائپرداں جلانے کی۔"

"یہ تو وہی بنائے گا۔ شاید ان میں کوئی ایسی کتاب ہو۔۔۔ جس کے ذریعے یہ مسئلہ حل ہوتا ہو۔۔۔"

”مطلوب یہ کہ ہم اب بھی مکمل طور پر اندر ہرے میں ہیں۔۔۔۔۔
بھی طرح ناکام ہیں اور وہ ہمیں شکست پر شکست دے رہا ہے۔۔۔۔۔
طاروں نے جلدی کے انداز میں کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔

"تب پھر ہمیں چاہے... ہم آرام کریں۔" - فاروق نے کہا۔

اس سے کیا ہو گا؟ ” گھوڑ بھٹا اٹھا۔

"اس سے یہ ہو گا کہ ہمارے رماغوں کو آرام ملے گا۔ اور کل
ام وپتے بکھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ لذا نے سرے سے فہلوں
پر نور دیں گے۔"

"میرا خیال ہے.... فاروق کی رائے درست ہے۔" - غان رحمان
کراچی

"جیلے پھر بے ایسا ہی کر لیں"۔

دوسرے دن صحیح سویرے اکرام کا فون اٹھیں ملا، وہ کہ رہا تھا۔

"شمائل پچک میں پندرہ بیگانوں کی لاٹھیں پڑی ہیں سر... اخباری پورنرڈ ہم سے بھی پہلے وہاں پہنچئے ہوئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس

یات معلوم نہیں ہو سکی تھی کہ نامعلوم آدمی ان کے درمیان ہوتے
والی بات چیز سختا ہے یا نہیں۔۔۔ یا وہ اس قائل ہے بھی یا نہیں۔۔۔
اس نے ان کے گھر میں کہیں کوئی خفیہ آل توفٹ خیس کر رکھا۔۔۔ جس
کی مدد سے وہ ان کی گستاخ ختار رہتا ہے۔۔۔ یہ سب یادیں اپنیں مطمئن
نہیں تھیں۔۔۔ لیکن اس کے یادجوہ انسوں نے اختیاط اس طرح کی تھی
جسے وہ سب یادیں سن رہا ہو۔۔۔ اب اس بیٹل کو دیکھ کر بھی پروفیسر
عطاں نے اپنے منہ سے تواز نہیں نکالی تھی۔۔۔ بلکہ انھوں کر دوسرے
کمرے میں چلے گئے تھے۔۔۔ اور دو دوازہ اندر سے بند کر کے ان صفات
کی ورق گردانی شروع کر دی تھی۔۔۔ باقی افراد وہیں پیشے یادیں کر رہے
تھے۔۔۔ آخر ان کا مطالعہ مکمل ہوا۔۔۔ اور وہ ان کے پاس آگئے۔۔۔
”بھاری یہ کوشش بھی ہاکام تھی۔۔۔“ وہ بولے۔۔۔ اب اشاروں میں
بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی۔۔۔

”اُن رسائل سے بس اتنا پا چلتا ہے کہ پروفیسر شیبان اُن کوشش میں تھا کہ کل یا ایک ماہ بعد یا ایک سال بعد ہونے والے واقعات کو اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھ لے جیسے کوئی انسان قلم رہ کر لیتا ہے۔ ایسے اشارے بھی متے ہیں کہ کسی حد تک کامیابی اُس سے حاصل بھی کرنی تھی۔ اور بس، اس کے بعد اسے شریدر کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے کوئی مضمون کی رسائی کو نہیں دیا۔ مطلب ہے۔

نوجوان نے اُسیں فون پر یہ اطلاع دی تھی۔ جب کہ ہمیں اپنے
زراجم سے بعد میں اطلاع ملی۔ اس لئے وہ ہم سے پہلے پہنچ گئے
اور ان میں انشارج کا ایک اخباری روپورٹ بھی یہاں موجود ہے اور ضرور
اس نے اس غیر معمولی واقعے کی اطلاع انشارج کو دے دی ہو گی۔
اور انشارج نے یہ خبر بیگال کو پہنچا دی ہو گی۔ دیسے تو ان کے اپنے
ایجٹ، میرا مطلب ہے جاہانی یہاں رہتے ہیں۔ کسی جاہانی اخباری
روپورٹ نے فوراً بیگال کو اطلاع دے دی ہو گی۔ اس لئے کہ اب تک
صدر صاحب کو بیگال کی طرف سے دھمکی بھی مل چکی ہے۔
”کیا مطلب.... دھمکی.... کیسی دھمکی۔“

”یہ کہ وہ ان لاشوں کا بدلتہ ہم سے لے گا۔ ہمارے ملک
سے ہمارے ملک کے لوگوں سے اور کل سے ہمارے ملک کے
لوگوں کی اشیں ملنا شروع ہوں گی۔“

”کیا۔۔۔ یہ کہا ہے اس نے۔۔۔ اسکری جمشید چلا گئے۔۔۔“

”جی ہاں! اطلاع کیسی ہے۔۔۔“

”لیکن صدر صاحب نے ہم سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟“

”وہاں ان کے وزیروں کے ساتھ ان کا اجلاس ہو رہا ہے۔۔۔
سے بات کرنے کے بعد ہی وہ آپ سے کچھ کہیں گے۔۔۔“

اسکری جمشید کچھ پریشان سے ہو گئے۔ پھر اس سے بولے۔

”اچھا۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔ تم تصاویر وغیرہ لینے کا کام کمل

وہ اٹھے ہی تھے کہ فون کی تھی بھی۔

○☆○

پکڑے گئے

"بیلو اسپنٹر صاحب.... کہتے۔ اب کیسے مزاج ہیں؟" نوبالر
آواز سنائی د۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔" وہ غرائے۔

"کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ یہ فیصلہ کرنا میرا کام ہے۔ آپ
نہیں۔ آپ تو اب میرے ایک اونچی ماتحت ہیں۔"

"کیا کہا۔ میں تمہارا ماتحت ہوں۔"

"ہاں! میرے احکامات پر عمل کرنے والے اس ملک میں مخفی
رہیں گے۔ اور ہو حکم کی خلاف ورزی کریں گے۔ ان کا انہم
بیگانوں جیسا ہو گا۔ بیگانی جو ہوا بننے پھرتے ہیں۔ میں نے ان
ساتھ کیا کیا۔ یہ شمالی چوک میں جا کر دیکھ لیں۔"

"میں وہیں جا رہا تھا کہ جناب کا فون آگیا۔ انہوں نے بے
کئے انداز میں کہا۔

"تو بل کیوں رہے ہیں۔ بیگانوں سے بڑا دشمن اس ملک ا
کون ہے۔"

"بیگانوں سے بڑے دشمن جاہلی ہیں۔ جاہلی ان کی مدد کریں
 تو بیگانی ہمارے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔"

"بیگانی ان کی مدد نہیں کریں گے۔ کوئی اور کرے گا۔ اس
ملک میں غداروں کی کوئی کمی ہے کیا۔۔۔ نبیو سلطان کو انگریزوں کے
ہاتھوں سرواتے والے کیا غدار نہیں تھے۔ میر جعفر اور میر صادق۔۔۔
ان کے نام تاریخ کی کتابوں میں کیا محفوظ نہیں ہیں۔"

"ہاں! یہ بات تم نے درست کی۔۔۔ لیکن ذرا۔۔۔ پہنچے اب کیا
ہو گا۔ بیگان کے ابھت۔۔۔ ڈاپ کے لوگ ہمارے بڑے بڑے لوگوں
کو نشانہ بنائیں گے۔"

"واہ! یہ میرے لیے اچھی خبر ہے۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔
"کیا کہا۔۔۔ یہ اچھی خبر ہے۔۔۔ وہ جہاں ہو کر بولے۔

"ہاں! اس طرح میرا راستا جلد صاف ہو جائے گا۔"

"راستا۔۔۔ کون سارا راستا؟"

"پوری دنیا پر عکرانی کرنے کا راستا۔۔۔ دیکھو ٹو۔۔۔ تم لوگ مجھ
سے کس طرح لکر لے گو گے۔۔۔ میں تو اپنے علم کے ذریعے یہ جان
اوں کا۔۔۔ کہ آپ کل کیا کریں گے۔۔۔ بلکہ ایک گھنٹے بعد کیا کریں گے
جب کہ میں اپنے اٹے پر بیٹھا۔۔۔ اب تک دیکھتا رہا ہوں۔"

"کیا مطلب۔۔۔ کیا دیکھتے رہے ہو تم۔"

"وہی۔۔۔ جو آپ کام کرتے رہے ہیں۔۔۔ خفیہ طور پر گھرتے

"اوہ! تو آپ نے یہ خیال قائم کیا ہے۔"

"کبھیوں..... آپ کو ہمارے اس خیال کے بارے میں پتا نہیں چل سکا۔" اسکنڈر جمیل نے چونکہ کر کہا۔

"پتا ہے..... ایسے ہی پوچھ رہا تھا..... میں جاتا ہوں۔ آپ کے عقلاں نے کیا کیا کچھ بتایا ہے..... لیکن ان میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میرے والد پروفیسر شیبان۔"

وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"آپ رک کیوں گے۔"

"یہ بات بتانے کی آخر ضرورت کیا ہے۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں نہیں بتاؤں گا۔"

"تمہاری مرضی۔۔۔ وہ بولے۔۔۔

"تو پھر جائیے۔۔۔ شامی چوک۔۔۔ وہ بسا۔۔۔

"ایک بات سمجھے میں نہیں آئی۔۔۔

"اور وہ کیا؟"

"آپ کو ہماری اتنی فکر کیوں ہے؟"

"پوری دنیا میں اگر مجھے کسی سے خطرہ ہے تو وہ ہیں آپ۔"

"اوہ۔۔۔ ارے ہائی۔۔۔ آپ ہمیں اسکنڈر کامران مرزا اور شوکی

برادرز کے بارے میں بتا رہے تھے۔۔۔ کہاں ہیں وہ؟"

"ایک منٹ بعد بتا سکوں گا۔۔۔ یہ کہ کراس نے فون بند کر دیا۔۔۔

نکھلے اشاروں میں ہاتھی کر کے، جب کہ دوسرے دیں رہے۔۔۔ گوہ آپ کی آواز میں بھی بات کرتا رہا۔۔۔ اور اپنی آواز میں بھی۔۔۔ اس طرح اسکنڈر سادب آپ نے یہ تمہارا کہ پرانے رسائل کیس سے لانے میں کامیاب ہو گئے۔۔۔ لیکن ان رسائل نے بھی آپ کے ساتھ انہوں کو کوئی راستہ نہیں دکھایا۔۔۔ ہے نایکی بات۔"

"ہاں! بھی بات ہے۔۔۔ انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔۔۔ ان پر کہتے کی حالت طاری ہو چل تھی۔

"اور اب آپ شامی چوک جا رہے ہیں۔۔۔ جائیں۔۔۔ شوقت سے جاؤ۔۔۔ اب تولاشون کا بازار گرم ہونے والا ہے۔۔۔ آپ کو تجھے جانے کاں کہاں جانا پڑے گا۔۔۔ جو پوچھیں تو مجھے آپ پر ترس آ رہا ہے۔۔۔ اور آپ کے دوسرے ساتھی اسکنڈر کامران مرزا اور شوکی برادرز ہوں۔۔۔ اب تک نہیں مل سکے۔۔۔ کہ آپ انہیں مد کے لیے بلا ٹین۔۔۔ کیا شما اس سلسلے میں مد کروں؟"

"کہا مطلب۔۔۔ آپ کیا مدد کر سکتے ہیں۔"

"مدد ہو گئی۔۔۔ اب تک آپ نہیں سمجھے۔۔۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ میں اپنے علم کے ذریعے یہ پتا چلا سکتا ہوں۔۔۔ کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟"

"گویا آپ اپنے ساتھی جنت کو علم دیں گے کہ وہ معلوم کرے۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ کہاں ہیں۔۔۔" انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"آئیے چیس۔ شماں پوک... ایک منٹ بعد یہ نوبوان فون کرے گا۔"

"لیکن ایک منٹ گزرنے میں دیر سختی لگے گی ایجاداں"۔ فرزان بولی۔

"ایک منٹ جتنا"۔ فاروق بول اٹھا۔

"حد ہو گئی۔ بھی ایک منٹ کی بھی بہت قیمت ہے"۔

"لیکن ہماری قوم تو سیکھلوں منٹ روزانہ ضائع کر دیتی ہے۔ اور ادھر کی باتیں کرتے ہوئے... ہونلوں میں بینہ کر چائے پینے ہوئے"۔

"اسی لیے تو ہم دوسری قوموں سے بہت بچھے رہ گے ہیں۔ جو قوم وقت کی قدر نہیں کرتی۔ وقت اس کی قدر نہیں کرتا۔"

"وقت"۔ فرزانہ کے مذہب سے تھا۔

"کیا ہوا؟" انہوں نے پوچھ کر اس کی طرف دیکھا۔

"وقت"۔ وہ پھر بولی۔ اس پر عجیب ہی کیفیت طاری تھی۔

"اوہو.... کیا ہو گیا ہے جسیں؟"

"پروفیسر انکل۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے یہ وقت اپنکر ہے"۔

"وقت کا یہ وہ کیسے؟"

"وہ ہماری دنیا کے وقت سے آگے انکل جاتا ہے۔ فرض کیا

اسے ایک دن بعد ہونے والے واقعہ کو دیکھنا ہے۔ تو وہ چوبیں سمجھے آگے انکل جائے گا۔ اور ہم سے پوچھیں سمجھنے پسلے وہ واقعہ دیکھ لے گا۔ بلکہ اس کو ریکارڈ بھی کر لے گا۔"

"اس کا زبردست امکان ہے"۔ پروفیسر عقلان چلائے۔ ان کے چہرے پر جوش کے آثار تھے۔

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ وہ ایسا کیسے کر لیتا ہے؟"

"اس سوال کا جواب فوراً" کیسے کوئی دے سکتا ہے۔ پروفیسر شیخان نے تو زندگی کے نہ جانے کئے سال اس کام پر لگائے ہوں گے۔ "لیکن آخر کس لے؟"

"دنیا پر حکومت کرنے کے لیے... لیکن کاش۔ وہ اس علم کے ذریعے دنیا کو کوئی فائدہ پہنچا نہیں۔ مثلاً" کسی جگہ ڈاول آتا ہے۔ وہ چند دن پسلے اس زلزلے کو دیکھ لیتا اور اس جگہ کے لوگوں کو خبردار کر دیا رہتا۔ اس طرح لوگ اسے کتنا چاہتے۔ کتنا پسند کرتے۔ لیکن جو راستہ اس نے چھا ہے۔ اس راستے میں کون اسے پسند کرے گا۔۔۔ ب اس سے نفرت کریں گے۔"

"لیکن اسے اس کی کیا پروپری؟"

"بان! واقعی۔ ہمارے لیے تو اب وہ مصیبت بننے والا ہے"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے"۔

اور پھر جب وہ باہر انکل رہے تھے۔ تو اس کا فون ملا۔۔۔ اس

ملائے۔ لیکن سلسلہ نہ مل سکا۔ اور وہ شمالی چوک پہنچ گئے۔ لاشیں دیکھ کر انہیں پکڑ آگیا۔ ان سب کی آنکھیں باہر کو الی ہوئی تھیں۔ زبانیں باہر نکل آئی تھیں۔ اور زبانیں دانتوں تلے پکالی گئی تھیں۔ جو برا انسین گلے گھونٹ کے مارا گیا تھا۔ لیکن گلوں پر کوئی نشانات نہیں تھے۔ کہ یہ کہا جا سکتا، انہیں گلے گھونٹ کر مارا گیا ہے۔"

"پکھے پہاڑا چلا اکرام؟"

"نہیں سمجھ۔ یہ بیجیب ترین کیس ہے۔ ڈاکٹر اب تک یہ پتا نہیں چلا سکے کہ ان کی موت کس طرح واقعی ہوئی؟"

"ہوں۔۔۔ خیر۔۔۔ انہوں نے سرہنایا۔

اور پھر لاشیں انہوں کی تھیں۔۔۔ اس وقت انہوں نے دیکھا۔۔۔

مرکز پر بست بڑے بڑے الفاظ میں لکھا تھا۔

"نوبہ کا پہلا تختہ حکومت پاک لینڈ کے لیے۔"

دوسرے دن شر کے مختلف حصوں میں تین لاشیں میں۔۔۔ ہو انہیں سرکاری آمویزوں کی تھیں۔۔۔ ان کے ساتھ یہ پیغام لکھے ہے۔۔۔

"ہمارے چند رہ آمویزوں کے قاتل کو فوراً" گرفتار کر کے چاہی دی جائے۔۔۔ ورنہ ہم بھی چند رہ کی تھدا و پوری کر دیں گے۔۔۔ کل تین اور لاشیں گریں گی۔۔۔

"یہ تین آدمی گولیوں کا نشان ہنا۔۔۔ گئے تھے۔۔۔ موڑ سائیکل سوار آئے اور انہیں گولیاں مارتے ہوئے نکل گئے۔۔۔ پولیس انہیں

نہ تباہ۔

"اسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز اس وقت ایک ساتھ اپنے ممکن پر نکلے ہوئے ہیں۔۔۔ کیا آپ پسند کریں گے۔۔۔ انہیں اس ممکنے والیں بلانا؟"

"وہ بعد کی بات ہے۔۔۔ پہلے یہ بتائیں۔۔۔ وہ کمال ہیں؟"

"ایک عرب ریاست میں۔۔۔ وہاں کے حکمران کو کچھ ساتھیوں نے وجہ سے پریشانی تھی۔۔۔ لہذا انہوں نے اسپکٹر کامران مرزا کو ان کا حملہ لگانے کے لیے بلا لیا تھا۔۔۔ وہ شوکی برادرز کو بھی اپنے ساتھ گئے۔۔۔ کیونکہ اتفاق سے شوکی برادرز اس بوز ان کے گھر میں موجود تھے۔۔۔"

"لوہ اچھا۔۔۔ وہ ریاست کون سی ہے؟"

"ریاست ارباط۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"ویکھ لیں۔۔۔ ایسا دسمن آپ کو کم طلا ہو گا۔۔۔ جو تپ ساتھیوں کو آپ تک پہنچانے میں مدد دے۔۔۔ ان کا یہ سفر خوبی تھا۔۔۔ اس لیے وہ گھر میں بھی بتا کر نہیں گئے تھے۔۔۔ اور اگر میں اپنے علم ذریعے پتا نہ لگایتا۔۔۔ تو آپ کو تو کسی صورت میں ان کا پتا نہ چلا۔۔۔"

"اوکے۔۔۔ شکریہ۔"

اب انہوں نے راستے میں ہی ریاست ارباط کے حکمران کے

ہوتے پر ان کا رابطہ ارباط حکمران سے ہو گیا۔

"میں... اپنکے جشید بات کر رہا ہوں"۔

"کون اپنکے جشید... میں کسی اپنکے جشید کو نہیں جانتا"۔

"یہ تو خیر ملطط ہے"۔ اپنکے جشید نے مذہب بخایا۔

"یہ کیسے ملطط ہے"۔

"اس طرح کہ اگر آپ اپنکے کامران مرزا کو جانتے ہیں اور اسی آپ نے یہاں بلایا ہے تو لازمی بات ہے کہ مجھے بھی آپ ضرور جانتے ہوں گے"۔

"اے تو یوں کہیں نا۔ آپ وہ اپنکے جشید ہیں"۔ وہ بولا۔

"خدا کا شکر ہے... آپ نے پہچانا تو... مردالی فرم کر اپنکے کامران مرزا سے بات کراؤں"۔

"ہرگز نہیں"۔ وہ چلاتے۔

"جی... کیا مطلب... ہرگز نہیں"۔

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے... ہرگز نہیں... یعنی نہیں کراوں گا بہت"۔

"حد ہو گئی... مجھے ان سے بہت ضروری بات کرنا ہے"۔

"اور ہمیں نے آپ کی بات ان سے کرائی۔ اور وہ گئے اور ہمیں نے"۔

"یہ ضروری نہیں"۔ اپنکے جشید پولے۔

گرفتار نہ کر سکی.... ان ٹھنے میں سے کوئی ایک بھی پولیس کے ہاتھ میں نہ آسکا"۔

اوہر ان تینوں کے رشتے داروں نے صدر کو پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔

"وہ بار بار اپنکے جشید کو فون کرنے لگے... کہ جشید کچھ کہتے اس نوجوان کو پکڑ کر ان کے ہواں کر دو۔ ورنہ یہ لوگ ہمارے بارے آدمی اور مارڈالیں گے"۔

لیکن وہ کیا کر سکتے تھے.... اوہ روہ ارباط کے صدر سے اب تک رابطہ قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے تھے۔

دوسرے دن تین اور لاشیں ملیں۔ اب تو شر میں مل چل گئی۔ اوہر اخبارات میں نوباکی طرف سے اشتخار شائع ہوا۔

"بیگانی ہو گئے پکڑنے آئے ہوئے ہیں.... اپنے ملک واپس لوٹ جائیں۔ ورنہ میں ان کے ہاتھی ساتھی بھی مار ڈالوں گا۔ اور وہ اس ملک کے لوگوں کو قتل نہ کریں۔ ورنہ میں ان کے ملک میں ان کے لوگوں کو قتل کروں گا"۔

اس اشتخار نے اور سختی پھیلا دی۔ تیرے دن تین لاشیں اور ملیں تو انہوں نے جان لیا کہ بیگانیوں نے اس نوجوان کی دھمکی کوئی اثر نہیں لیا تھا۔ ساف ظاہر ہے... نوبا کو بھی یہ بات معلوم ہے۔ پچھلی تھی۔ اب وہ اس انتظار میں تھے کہ نوبا اب کیا کرتا ہے۔ اس

"اکیا ضروری نہیں"۔

"یہ کہ وہ میری بات سن کر فوراً" ادھر کے لیے روانہ جائیں"۔

"پھر بھی میں آپ کی ان سے بات شیں کراؤں گا..... ان کا

یہاں بہت زیادہ ضرورت ہے"۔ حکمران نے کہا۔

"آپ کی مرضی"۔ انہوں نے کہا اور دوسری طرف سے فر بند کر دیا گیا۔

ان پسکر جشید تھلا اٹھے۔

"آپ وہاں کے کسی اخبار کو اشتہار دے دیں"۔

"اوہ ہاں! یہ تھیک رہے گا"۔

اب انہوں نے اندریت کے ذریعے وہاں کے اخبارات کے حاصل کیے اور رقم اور اشتہار تھیس کیے۔ لیکن دوسری طرف ت

فوراً ان کی رقم اور اشتہار واپس آگئے۔ ساتھ میں یہ پیغام بھی ہوا۔

"ہمیں افسوس ہے۔ ہم یہ اشتہار شائع نہیں کر سکتے۔

وقت ان لوگوں کی یہاں زیادہ ضرورت ہے"۔

اب تو وہ غصے میں آگئے۔

"عیوب لوگ ہیں۔ یہ تو ایسا ہے جیسے انہیں اس روزت قید کر دیا گیا ہے"۔

اب رابطہ کیسے ہو گا۔ محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"فرزانہ تم بتاؤ"۔

"ہم خود میک اپ میں وہاں ٹپے جاتے ہیں"۔

"ہمیں ان تک نہیں جانتے دیا جائے گا"۔ وہ بولے۔

"تب پھر... کیا کیا جائے؟"

"میرا خیال ہے.... فرزانہ کی ترکیب ہی تھیک ہے گی.... یہاں سے چلتے ہیں۔ وہاں جا کر دیکھا جائے گا۔ وہ واقعی وہاں مصروف ہیں۔ یا ان کی قید میں ہیں۔ اس بات کا امکان ہے کہ انہیں وہاں کسی سازش کے تحت بلا بیا گیا اور اس کے بعد وہاں کا قیدی بنا لایا گیا ہو"۔ اس پکڑ جشید نے کہا۔

"لیکن اب ایجاداں.... انکل کامران مرزا بھلا کی ان قید میں رہنے والے ہیں"۔

"ہو سکتا ہے۔ انہیں یہ احساس نہ ہونے دیا گیا ہے کہ وہ دراصل یہاں کے قیدی ہیں.... وہ اسی خیال میں ہوں کہ وہ وہاں کام کر رہے ہیں۔ جب کہ ہمیں انہوں نے جو جواب دیا ہم نے اس جواب سے یہ اندازہ لگایا کہ وہ وہاں کے قیدی بنا لیے گے ہیں"۔

"تھیک ہے.... ہم وہاں جائیں گے۔ خان رحمان تم پروفیسر صاحب کے ساتھ میں رہو گے۔ اور پروفیسر عقلان صاحب بھی میں خبریں گے۔ کیونکہ فی الحال ان کی یہاں ضرورت ہے"۔

"سم... میں... میں"۔ پروفیسر عقلان ہکلائے۔

"کیا ہوا؟"

"میں تو آپ لوگوں کے ساتھ جانا چاہتا تھا۔"

"ہم لوگوں کے ساتھ جانے کا آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔
نہ ملک اور قوم کو کوئی فائدہ ہو گا۔۔۔ جب کہ ان حالات میں آپ کی
یہاں زیادہ ضرورت ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" انہوں نے گویا اختیار ڈال دیے۔

دوسرے دن وہ میک اپ میں وہاں سے ایک دوست ملک
پہنچے۔ اس ملک کے صدر کے ذریعے انہوں نے نئے کانفرنس تیار
کرائے۔ مطلب یہ کہ ان کانفرنس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس
ملک کے رہنے والے ہیں۔۔۔ نئے حلیوں میں اسپکٹر کامران مرازا پارٹی اور
شوکی برادر ز پارٹی کے کانفرنس بھی تیار کرائے گئے۔۔۔ تاکہ انہیں واپس
لاتے وقت کام آئیں۔۔۔ یہ ملک اس عرب ریاست کا دوست تھا۔۔۔ لذا
اس طرح ان کی دال ملک گئی اور وہ خیریت سے ریاست میں داخل ہو
گئے۔۔۔ کسی کو ان پر ملک نہ گزرا۔

انہوں نے سیاحوں کے طور پر ایک ہوٹل میں چند کمرے کرائے
پر لے لیے۔۔۔ وہاں کے اخبارات کا مطالعہ کیا۔۔۔ نہ تو اس ریاست میں
کوئی بد امنی نظر آئی۔۔۔ نہ کہیں کسی سازش کے امکانات نظر آئے۔۔۔
آخر کار انہوں نے سیاحوں کے طور پر ریاست کے حکمران سے متنے
فیصلہ کیا۔۔۔ اس طرح تو کوئی سراغ لگا نظر نہیں آ رہا تھا۔

ریاست کے حکمران کا نام ایاز شیخ تھا۔۔۔ اس نے انہیں جیت
بھری نظروں سے دیکھا اور بولا۔

"یہ پہلا موقع ہے کہ کچھ سیاحوں نے مجھ سے ملنے کی خواہش
ظاہر کی ہے۔۔۔ ورنہ صرف سرکاری لوگ آتے ہیں مجھ سے تو ملتے کے
لئے۔۔۔"

"بس جی۔۔۔ کیا تائیں۔۔۔ شوق کہ لیں اے۔۔۔"

"اچھا تھا۔۔۔ آپ کو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے۔۔۔ پوچھ لیں۔۔۔
میں آپ کو زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔۔۔"

"تھی بہتر۔۔۔ آپ کی ریاست میں امن امان کی کیا حالت ہے؟"
"بماںکل امن ہے۔۔۔ کہیں کوئی گزبرہ نہیں۔۔۔ کسی قسم کی کوئی
سازش نہیں۔۔۔"

"بہت خوب! آپ کسی قسم کی مدد کے لئے کبھی دوسری حکومت
سے تو مدد نہیں لیتے؟"

"جب یہاں حالات ہی بالکل پر سکون ہیں تو مدد لینے کا کیا
سوال؟" اس نے منہ بٹایا۔

"بہت خوب۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔۔ آپ نے آج تک کبھی
بھی کسی کی مدد نہیں لی۔۔۔
"بالکل نہیں۔۔۔"

"تب پھر آپ نے اسپکٹر کامران مرازا ورنہ ان کے دوسرے

ساتھیوں کو یہاں کس لئے بایا تھا؟" انپلر جشید نے سرسری انداز میں کہا۔

"یہ... یہ آپ سے کس نے کہ دیا۔"

"ہم پاک لینڈ سے آ رہے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے... پہلے آپ سیاحت کے لئے وہاں گئے تھے۔ پھر اور آئے ہیں۔ اور یہ اطلاع آپ کو وہیں ملی تھی کہ انہیں یہاں بایا گیا ہے۔"

"آپ کافی ذہین ہیں۔" انپلر جشید مسکرائے۔

"میں نے انہیں اس ریاست میں کسی گزبہ کو دور کرنے کے لئے نہیں بایا تھا۔" اس نے کہا۔

"تب پھر؟"

"وہ ایک اور کام تھا... پرائیویٹ۔"

"عمدیانی فرمائ جانا دیں۔"

"آپ نے شاید سنائیں... میں نے کہا ہے... وہ پرائیویٹ کا تھا۔ پرائیویٹ کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ خوبی۔"

"اچھا خوبی کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں؟"

"جی نہیں۔ ویسے آپ ان سے کیوں ملنا چاہئے ہیں؟"

"جی نہیں ان سے بت دیچپی ہے۔"

"تو وہاں موجود انپلر جشید وغیرہ سے مل لیتے۔"

"وہ دیکھے بھائے ہیں۔"

"بس ایسے ہی انپلر کامران مرزا ہیں۔"

"گویا آپ ہماری ان سے ملاقات نہیں کر سکتے۔"

"نہیں۔" اس نے پر زور انداز میں کہا۔

"اچھا شکریہ آپ نے ہمیں وقت دیا۔"

"کوئی بات نہیں۔"

وہ وہاں سے لوٹ آئے۔ اب ان کے دماغ پر بیان تھے کہ کیا کریں۔ یہ اپنا ملک تو تھا نہیں۔ غیر ریاست تھی۔ اور اس ریاست کا حکمران کچھ ان کے حق میں نہیں تھا۔

"اس میں تو تھک نہیں کہ وہ ہیں یہیں۔ اور شاید وہ ریاست کی قید میں ہیں۔"

"اور یہ صاحب ان کے بارے میں کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں۔"

"مطلوب یہ کہ ہمیں خود ہی کرنا ہے۔ جو کچھ بھی کرنا ہے۔ ان صاحب سے تو کوئی امید نہیں رکھی جا سکتی۔"

"خبر سوچتے ہیں.... ویسے تو ہوٹل پہنچنے تک فرزانہ کچھ نہ کچھ ہانے کے قابل ہو ای جائے گی۔"

"تنی الحال تو میں یہ سوچ رہی ہوں کہ ہمارا تعاقب ہو رہا ہے یا نہیں۔"

"وہ تو خیر ہو رہا ہے... جو نبی ہم وہاں سے نکلے تھے... تعاقب شروع ہو گیا تھا"۔

"گویا حکمران کو ہم پر دشک ہو گیا ہے... اور اب وہ ہماری گمراں کرائے گا"۔ خان رحمان بولے۔

"اللہ ماںک ہے... جب اوکھلی میں سردوڑا تو پھر موسلوں کا ڈر کیا"۔

پھر جو نبی وہ کمرے میں داخل ہوئے... دروازے پر دشک ہوئی... وہ چونک اٹھے۔

"اس کا مطلب ہے... گرانی کرنے والے آدمیکے"۔

"ضوری نہیں... یہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے"۔
انکہ جشید نے دلبی آواز میں کما اور اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔
انہوں نے دیکھا۔ باہر ریاست کی پولیس کے چند آفیسر موجود تھے
"ہمیں آپ سے کچھ پوچھ گچھ کرنا ہے... آپ اپنا اسلحہ نکال آ رہے ہیں"۔

"بھی بہت بہتر"۔ انکہ جشید نے کما اور پھر انہوں نے اپنے پستول میز پر رکھ دیے۔

"اب سے پہلے تو آپ ان کے لائسنس دکھائیں"۔ ان کے آفیسرز نے کہا۔

"بھی ضرور۔ آپ کا نام؟"

"میرا نام جانتے کی آپ کو کوئی ضرورت نہیں"۔ اس نے من بدلایا۔

"بہت بہتر آفیسر۔ میں نے تو یونی پوچھ لیا تھا"۔

"آپ کوئی بات یونی بھی نہیں پوچھیں گے"۔ اس نے کما اور یاد مہہ بنا لیا۔

"اچھا"۔ وہ مکرانے۔

اور پھر آفیسر کے دوسرے ساتھیوں نے ان کے پستول اٹھا کر بیوں میں رکھ لیے۔

"یہ... یہ کیا؟"

"جب ہم واپس جانے لگیں گے تو آپ کو مل جائیں گے، مگر نہ یکھو"۔

"بہت بہتر"۔ وہ پر سکون انداز میں بولے۔

"اب ان کی اور ان کے سامان کی اچھی طرح ٹاشی لی گئی۔
ہمارے سیاحت کے سامان کے انہیں کچھ نہ ملا۔

"آپ ان کے چہوں کا بجا ترہ لیں"۔ اس نے اپنے ایک ماتحت سے کہا۔

وہ ماتحت آگے پڑھا۔ اس نے چند آلات کی مدد سے ان کے چھپے دیکھے۔ پھر کچھ سیال لگا کر چیک کیا اور آخر اس نے کہا۔

"نہیں۔ سر... یہ سیک اپ میں نہیں ہیں"۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے... کیا تم شاہ کو بے وقوف خیال کرنے ہو؟"۔ آفیسر نے ناخوش گوار انداز میں کہا۔
"میری ایسی مجال کہاں؟"

"تب پھر سنو۔ شاہ کو یقین ہے... یہ لوگ میک اپ میں ہیں۔ اور انپلز کامران مرزا اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرتے ہوئے آئے ہیں اور ان کا یہ خیال غلط نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ میں نے آج تک ان کا کوئی خیال غلط ہوتے نہیں دیکھا۔ ان جیسا ہاریکہ بین میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ وہ ارتقی چڑا کے پر گن لیتے ہیں۔" "میں معافی چاہتا ہوں۔ یہ یقیناً میک اپ میں ہیں۔ لیکن مگر شاید اتنا ماہر نہیں کہ ان کا میک اپ اتار سکوں۔"

"ہاں! تم یہ بات کہ سکتے ہو۔ اب اگر یہ میک اپ میں ٹائی ہو گئے تو تم ملازمت سے فارغ۔"

"سـ..... سـ..... اتنا سخت حکم نہ دیں۔"

"تب پھر میک اپ اتارو ان کے۔ میں ان کی اصلی قتل صورت دیکھنے کے لئے بے قرار ہوں۔"

"میں ایک کوشش اور کرتا ہوں سـ۔" اس نے کاٹ کر کہا۔

"ہاں ضرور..... کیوں نہیں۔" وہ مسکرا یا۔۔۔ لیکن اس مسکراہن سے بھی بہت زیادہ سکن دلی نیک رہی تھی۔۔۔ اس وقت انسیں پر یہاں احساس ہوا کہ یہ شخص ضرورت سے زیادہ سکن دل ہے۔ اور

سے بھی زمی کرنا نہیں جانتا۔ اور وہ اپنے پستول نکال کر دے چکے تھے۔ اور ایسا اس لئے ہوا تھا کہ اس وقت وہ بالکل بھی سگ دل نظر نہیں آیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ایکٹگ کا بھی ماہر تھا، اس وقت اس نے اپنے چہرے پر نرم دلی طاری کر لی تھی۔۔۔ اب اس کا اصل چہوان کے سامنے تھا۔

میک اپ کے ماہر نے ایک بار پھر ان کے چہوں پر کام شروع کر دی۔۔۔ لیکن پوری کوشش کے باوجود وہ میک اپ نہ اتار سکا۔ "نہیں سمجھو۔ ان کے چہوں پر میک اپ نہیں ہے۔" "پھر وہی بات کہی تم نے۔ جملہ درست کرو۔"

"اوہ لیکن سمجھو۔ یہ میک اپ میں ہیں۔۔۔ میں اتنا ماہر نہیں کہ ان کا میک اپ اتار سکوں۔"

"تب پھر تم ملازمت سے فارغ۔"

"سر آخر اس میں میرا کیا قصور؟" اس نے گھبرا کر کہا۔

یہ قصور کیا کم ہے کہ تم یہاں میک اپ میں ملازم ہو اور ان کا میک اپ ختم نہیں کر سکے۔"

"بہت بہتر۔ مجھے ملازمت سے فارغ کرنے سے پہلے آپ ان

کے چہوں سے میک اپ ازدوا کر دکھائیں۔"

"ہاں بالکل۔۔۔ یہ تو میں کر کے دکھاؤں گا۔۔۔ ابھی لیں۔"

یہ کہ کر اس نے کسی کو فون کیا۔۔۔ فون پر چند بیٹھے ادا کیے اور

خاموش ہو گیا۔۔۔ اب سب خاموش بیٹھے تھے۔۔۔ گوا میک اپ کے باہر
کا انقلاب تھا سب کو۔۔۔

”آخر یہ پکر کیا ہے جاتا“۔۔۔ اسپلٹر جشید نے سکرا کر کہا
”ساری مسکراہٹ وہی رہ جائے گی۔۔۔ بس میک اپ اتر جا
وو“۔۔۔

”جی نہیں“۔۔۔ اسپلٹر جشید نے انکار میں سر بالا۔۔۔

”ایسا مطلب۔۔۔ جی نہیں“۔۔۔

”ہاں! میں نے یہی کہا ہے۔۔۔ جی نہیں“۔۔۔

”کیا تھی نہیں“۔۔۔

”میرے چہرے سے مسکراہٹ آپ نہیں چھین سکتے“۔۔۔

”بھی چھیننے کی ضرورت نہیں۔۔۔ یہ خود بخوبی ختم ہو جائے گی“۔۔۔

”یہی تو میں کہ رہا ہوں۔۔۔ ایسا نہیں ہو گا“۔۔۔

اس کی مسکراہٹ نے اسیں پھر خوف زدہ کر دیا۔۔۔ ایسے نہ ایں دلت۔۔۔ یہ وردی اتار دو اور یہاں سے رخصت ہو جاؤ۔۔۔

میک اپ کا ماہروباں آگیا۔۔۔ اس نے ساری بات سنی اور مسکرا کا۔۔۔

ان کے چہروں پر کام شروع کرتے ہوئے بولا۔۔۔

”اس کا مطلب ہے۔۔۔ میری ملازمت کی“۔۔۔

”ہاں! اگر تم نے میک اپ اتار دیے۔۔۔“

”بس دیکھتے جائیں“۔۔۔

ہند بیٹھے گئے۔۔۔ ان کی چینیں اور سکیاں پاندھونے لگیں۔۔۔ بس ایک
پکڑ جشید تھے۔۔۔ جواب تک یہ سب پر سکون رہ کر برداشت کر رہے
تھے۔۔۔

”ویکھا۔۔۔ تم لوگ تو یہیں چھینتے چلاتے گے۔۔۔ حالانکہ ابھی میں
ہمیں اپنے کمرہ خاص میں لے کر بھی نہیں کیا۔۔۔“

”کمرہ خاص کیا؟“

”یہ دہاں جا کر پتا چلتے گا۔۔۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔“

اور پھر ان کے چہروں سے میک اپ اترتے چلتے گئے پہلے
تک اپ کے ماہر کا چہرہ تاریک ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

”تم نے ویکھا۔۔۔ شاہ نے درست کہا تھا۔۔۔ میں نے بھی درست
لماقا اور تم نے قلط کہا تھا۔۔۔ لذا تم ملازمت سے فارغ۔۔۔ ابھی اور

اس کی مسکراہٹ نے اسیں پھر خوف زدہ کر دیا۔۔۔ ایسے نہ ایں دلت۔۔۔ یہ وردی اتار دو اور یہاں سے رخصت ہو جاؤ۔۔۔

میک اپ کا ماہروباں آگیا۔۔۔ اس نے ساری بات سنی اور مسکرا کا۔۔۔

”جسے کچھ نہیں سوچتا۔۔۔ کہتے اتار دو اور چلتے جاؤ۔۔۔ صرف

اٹ پٹے رہو۔۔۔“

”وہ وردی اتارنے لگا۔۔۔ ایسے میں اسپلٹر جشید نے اپنی قیض اتار

اس نے ان کے چہروں پر نہ جانے کیا کچھ لگایا کہ چہرے اُں اُن کی طرف اچھال دی۔۔۔

"میک اپ میں ہماری ریاست میں داخل ہوئے ہو۔ گوا
انظہری کو دھوکا دنا چاہتے تھے آپ۔"

"کیا ابھی تک کوئی دھوکا دیا ہے؟"

"میک اپ میں آتا دھوکا رہا ہی تو ہے۔" وہ سکرایا۔
"اوکے.... آپ کی مرضی.... پھر ہم بھی آزاد ہوں گے۔" انپڑ
بڑید بولے
"کیا کہا۔ ہم بھی آزاد ہوں گے۔ یہ کیا کہا آپ نے۔" اس
نے جواب ہو کر کہا۔

"میں نے کہا ہے۔ ہم بھی.... ہاتھ بیدارلانے کے لیے آزاد
ہوں گے۔"

"اگر بلانے کے قابل رہے تو ضرور ہائے گا۔"
اس وقت تک ماتحت قیص چنچ پکا تھا۔

"اب کھڑے منہ کیا دیکھ رہے ہو۔"

"ایک درخواست جاتے جاتے۔"

"اور وہ کیا؟"

"انپڑ جشید نے مجھے اپنی قیص دے دی۔ آپ انہیں اپنے
ملان سے قیص لینے دیں۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگا۔"

"تم جاتے ہو یا نہیں۔"

"اوہ اچھا۔"

"آپ یہ پہن کر طے جائیں۔"

"کیا... کیا۔" وہ حیرت زدہ انداز میں بول اٹھے۔ آفسر بھی "ا"

ماتحت بھی۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ میرے پاس اور کپڑ
ہیں۔ میں ان میں سے نکال کر پہن لول گا۔ یوں بھی میں نے قیص
کے نیچے بنیان تو پہن ہی رکھی ہے۔"

"اب تمہیں کوئی قیص نہیں پہننے دے گا۔ اس لئے کہا
انپڑ جشید ہو۔ بہت مت سے تمہاری تاک میں تھا۔"

"کیوں جناب! ہم نے آپ کا کیا بکاراڑا ہے۔"

"مکرہ خاص میں جا کر بہاؤں گا۔ دیے تم چاہو تو اپنی قیص
واپس لے لو۔"

"میں دی ہوئی چیز واپس نہیں لیا کرتا۔"

"کوئی بات نہیں۔"

"لوگ تمہیں گھوریں گے۔ قدم قدم پر گھورا جائیں۔ کیونکہ تم پوری ریاست میں واحد آدمی ہو گئے۔ ہو۔ اپنے
کے بغیر لے جائے جا رہے ہو گے۔"

"کیوں۔ کیا آپ اپنی گاڑی پر نہیں لے جائیں گے۔"

"محروم کو ہم گاڑیوں پر نہیں لے جاتے۔"

"ہم نے اس وقت تک کیا جرم کیا ہے؟"

اس نے ایک نظر ان سب پر ڈالی اور کمرے سے چلا گیا۔ اب اسیں باہر لایا گیا۔ لوگ انپلز جشید کو دیکھ کر پہنچنے لگے۔ ہوٹل میں وہ جس طرف سے بھی گزرے۔ فہری کے طوفان اٹھتے رہے۔ آخر ہوٹل سے نکل آئے۔ باہر بھی یہی حال ہوا۔ جس کی ان پر نظر پڑی۔ وہ نبیے بغیر نہ روکتا۔ یہاں موسم بھی سرد تھا۔ اسی طرح وہ ایک بند سی عمارت میں لائے گئے۔ یہ عمارت پتھروں سے بنائی گئی تھی۔ اور حد درجے مطیبوط نظر آ رہی تھی۔ یہاں تک کہ دروازے بھی پتھر کے تھے۔ "اس عمارت کا کوئی دروازہ کندھے مار کر توڑ کر دکھا دیں۔ اسپر جشید۔ میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔"

"ہاں میں.... تو کیا ہم قید ہیں۔"

"ہاں! اب تم اس ریاست کے قیدی ہو۔"

"آپ نے ہمیں عدالت میں پیش نہیں کیا۔"

"میں اس ریاست کی عدالت ہوں۔" اس نے پیشے پر ہاتھ مارا۔

"خدا کا شکر ہے۔" فاروق بول الحاد۔

"کس بات پر ادا کیا خدا کا شکر۔" افسوس۔

"ویسے تو ہر بات پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس وقت از

بات پر ادا کیا کہ آپ ہمیں اپنا نام نہیں جا رہے تھے۔ اب خود کو اپنے گرام صاف صاف بتاؤ تو اور بھی کم وقت لگے گا۔"

نام بتا دیا۔"

"حد ہو گئی۔ میں نے اپنا نام کب بتایا؟" اس کے لبھے میں بیٹھ گئی۔
"اہمی ابھی آپ نے کہا ہے تا۔ میں عدالت ہوں۔ تو میر دامت۔ یہی نام ہوا آپ کا۔"
بانی لوگ سکرا دیے۔
"فہری نہیں آئی۔" اس نے جھلا کر کہا۔
"تو پھر رو دیں۔" فاروق نے بل کر کہا۔
اب تو باقی لوگوں کے چھوٹا پر سکراہٹ اور گھری ہو گئی۔
"روئیں گے تو اب آپ لوگ۔" بلکہ اپنی قسم کو روئیں۔

اس نے تلمائے ہوئے لبھے میں دھکی دی۔
"انپلز کامران مرزا اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟"
ایسے میں انپلز جشید نے اپنائکر سرسری انداز میں پوچھا۔
"بہت بے چین ہیں ان سے ملنے کے لئے۔" اس نے ٹھیک انداز میں کہا۔
"ہاں! بہت۔"

"اچھا۔ بہت جلد ملاقات کرائیں گے۔ غفرانہ کرو۔ اگر تم بات پر او اکیا کہ آپ ہمیں اپنا نام نہیں بتا رہے تھے۔ اب خود کو اپنے گرام صاف صاف بتاؤ تو اور بھی کم وقت لگے گا۔"
ان سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر انپلز جشید

بولے

”پوچھتے کیا پوچھتا ہے۔“

”نہیں۔ کرہ خاص میں پوچھوں گا۔“

آخر وہ کرہ خاص میں داخل ہوئے۔ پھر ان کے دل کو اپنے
کر حلق میں آ لے گے

○☆○

اس کرے میں اور ان کے کرہ امتحان میں بہت فرق تھا۔
یہاں آلات خالمانہ حرم کے تھے۔۔۔ بجلی کے بیٹھ۔۔۔ زخموں پر چھڑکنے کے
لئے نہک۔۔۔ داغ دینے کے لئے لوہے کی سلاخیں۔۔۔ انسانی جسم کو کئے
کے لئے اور جوڑ الگ کرنے کے لئے خوفناک حرم کی مٹھیں۔

”کیوں۔۔۔ دل گئے نا۔“

”ہاں دل گئے۔۔۔ اس لئے کہ آخر ہم بھی انسان ہیں۔۔۔ انپکڑ
جشید نے کہا۔

”آپ سب کچھ صاف صاف بتا دیں۔۔۔ اس کرے سے صاف
چیز جائیں گے۔“

”کیا جانتا چاہتے ہو؟“

”یہاں آنے کا مقصد۔“

”انپکڑ کامران مرزا اور ان کے ساتھیوں کی خاش میں آئے
ہیں۔۔۔ انہیں ساتھ لے کر جانے کے لئے۔“

”یہ دونوں کام نہیں ہو سکیں گے۔۔۔ وہ مسکرا لیا۔

ایک آواز

"کیا مطلب؟"

"نہ تو آپ انہیں خلاش کر سکتے ہیں" نہ یہاں سے لے جائے ہیں"۔

"اب ہمیں خلاش کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ دوسرے کام کی کوشش ہم کریں گے"۔

"وہ..... وہ کیسے؟"

"ملاقات کرانے کا دعویٰ تو آپ نے کیا ہے"۔

"اوہ ہاں۔ وہ اسی عمارت کے ایک کمرے میں موجود ہیں۔ لیکن اس عمارت کے ایک کمرے کی آوازیں بس اس کمرے تک رہتی ہیں.... باہر نہیں جاتیں"۔

"چلنے کوئی بات نہیں۔ آپ ہمیں ان سے طوایی رہے ہیں"۔

"ہاں کیوں نہیں۔ لیکن اس سے پہلے آپ کوچ اگنا ہو گا"۔

"ہم پتا چکے ہیں.... اپنے ملک میں ہمیں ان کی بہت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ میں نے ان سے فون پر رابطہ کیا.... پتا چاہا۔" کسی نامعلوم مسم پر ٹھیک ہوئے ہیں"۔

"پھر! آپ کو کیسے پتا چلا۔ کہ وہ یہاں اس ریاست میں ہیں"۔

"ہمیں ان کے بارے میں ایک عجیب و غریب شخص نے بتایا ہے۔ اور ج تو یہ ہے کہ اسی شخص کے سلسلے میں ہمیں ان کی ضرورت محسوس ہوئی تھی"۔

"میں کچھ نہیں سمجھا۔ جلدی بتائیں"۔

"پہلے آپ بتائیں۔ آخر اسکر کامران مرزا کو یہاں کیوں لا یا گیا تھا اور کیسے؟"

"اس سوال کا جواب نہیں دیا جا سکتا"۔

"اوکے۔ ہم بتا چکے ہیں.... یہاں کس لئے آئے ہیں"۔

"اس نوجوان کے بارے میں بتائیں"۔

اب انہیں تفصیلات سنانا پڑیں۔ ان ہاتوں کو چھپانے کے لئے اب کوئی ضرورت نہیں رہی تھی۔ اس لئے کہ یہ یاتم تو اب پوری دنیا کے سامنے آئے والی تھیں۔ وہ حیرت زدہ سامنہ رہا۔ آخر بولा۔
"تب پھر۔ ان کی رہائی کی قیمت ادا کر دیں۔ میں اسکر کامران مرزا اور ان کے ساتھیوں کو ربا کر دتا ہوں"۔

"رہائی کی قیمت۔ یہ کیا بات ہوئی؟"

"ہاں! رہائی کی قیمت۔ آپ ایسا کریں۔ اس نوجوان کو پکڑ کر ہارے ہو لے کر دیں۔ اور اپنے اسکر کامران مرزا اور ان کے ساتھیوں کو لے جائیں"۔

"حد ہو گئی۔ اس نوجوان کی خلاش کے سلسلے ہی میں ان کی ضرورت ہے۔ اگر اسے خلاش کرنا اس قدر آسان ہوتا تو ہم کب کا لئے خلاش کر لیتے۔"

"جیسے تم لوگوں کی مریضی۔ اس صورت میں تو پھر تم لوگوں کو

"ہاں! تمام عمدے میرے پاس ہیں۔"
 "عد ہو گئی..... کتنے لوگوں کا حق مار رکھا ہے آپ نے۔"- فاروق
 نے مند بنا لیا۔
 وہ فاروق کی بات پر فس پڑا اور پول۔
 "اس لڑکے کو چھوڑ کر سب کو سس دو۔"-
 "کبھیں جتاب! میں نے کیا قصور کیا ہے کہ آپ مجھے چھوڑ رہے
 ہیں۔"- فاروق نے پر اسامنہ بنا لیا۔
 "عد ہو گئی..... ارے انتی۔ میں مجھے میں نہیں سوا رہا
 تھیں..... اس لئے کہ تم ساری بات سن کر میں فس پڑا ہوں۔ جب کہ
 مجھے کوئی نہیں ہنا سکتا۔"-
 "میں نے ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا۔ معاف کروں۔"- فاروق
 نے پوکھلا کر کہا۔
 "عد ہو گئی۔ کیا تم عقل سے بالکل پیدل ہو۔"- وہ چلا اٹھا۔
 "صرف عقل سے ہی نہیں۔ دل، گروے، سمجھڑے وغیرہ
 تے بھی پیدل ہوں میں تو۔"-
 "عد ہو گئی۔ یہ تو چلا ہے مجھے بے وقوف بنانے۔"-
 "نہیں جتاب! میں چلا کہاں ہوں۔۔۔ ایک جگہ رکا ہوا ہوں۔"-
 "اٹھا۔۔۔ خوب۔۔۔ جکڑ دو سب کو۔۔۔ لیکن اسے نہیں۔"-
 "نہیں نہیں۔۔۔ یہ قلم نہ کریں۔"- فاروق چلا لیا۔

ان کے پاس ہی پکنچاٹا پڑے گا۔۔۔ ویسے تم چاہو تو میں تمہیں اس
 عمارت کے الگ کرے میں قید کر سکتا ہوں۔"- اس نے کہا۔
 "نہیں۔۔۔ ان کے ساتھ ہی ٹھیک رہے گا۔"-
 "شاپیج تم سوچ رہے ہو کہ، ان کے ساتھ مل کر یہاں سے فرار
 ہونے کی کوشش کر لو گے۔۔۔ لیکن ایسا نہیں ہو گا۔"-
 "کوئی بات نہیں۔۔۔ دیکھا جائے گا۔"-
 "اچھی بات ہے۔۔۔ اب انہیں ان مشینوں میں سس دو۔"-
 "اب اس کی کیا ضرورت ہے۔"-
 "اگرچہ تم لوگوں نے سب کچھ تباہا ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ مجھے مرا
 نہیں آیا۔۔۔ میں ہاتھ تھا تم ان مشینوں میں چیختے چلاتے ہتھے۔۔۔ اب
 چونکہ میں تم ساری چیزیں نہیں سن سکا۔۔۔ اس لئے ایسا کرنا ہو گا۔"-
 "یہ سراسر قلم ہے۔۔۔ جب اس کے بغیر ہم نے ساری بات ہا
 دی ہے تو ایسا کرنے کی کوئی تک نہیں۔"-
 "تک ہے یا نہیں۔۔۔ یہاں میرا حکم چلتا ہے۔۔۔ میں ہی یہاں کا
 قانون ہوں۔۔۔ میں ہی یہاں کی عدالت ہوں۔۔۔ میں ہی یہاں کا جیل
 ہوں۔۔۔ اور میں ہی یہاں کا اصل حکمران ہوں۔۔۔ شاہ ہے چارہ تو
 میرے اشاروں پر ناچتا ہے۔۔۔ اس لئے کہ میں یہاں کا کمائڈر اپنیف
 ہوں۔"-
 "کیا!!!!" وہ پڑا۔۔۔

"حد ہو گئی۔ یہ قلم کس طرح ہو گیا۔" اس نے جھاکر کہا۔
"یہ قلم اس طرح ہو گیا مسٹر عدالت اور وغیرہ وغیرہ کے
میرے باقی ساتھی قلم کی پچلی میں چیزیں۔ اور میں آرام سے کھرا دینا
رہوں۔۔۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔"

"اگر یہ نہیں دیکھ سکتے تو باہر پڑے جاؤ۔۔۔ اور دوسرے کمرے
گھوم پھر کر عمارت دیکھ لو۔" اس نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ میں تو خود کو فکر نہیں میں کسواؤں گا۔۔۔ یا پھر آپ ہم تک
سے کسی کو بھی نہ کسیں۔"

"یہ تو نہیں ہو سکتا۔" اس نے کہا۔
"تب پھر مجھے بھی کسیں۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ تمہیں چھوٹ دے بیٹھا ہوں۔"

"مجھے نہیں چاہیے۔۔۔ آپ کی چھوٹ ووٹ۔"

"یا تو تم کیے انسان ہو؟" وہ جھاٹا اٹھا۔

"وکیجے لیں بس۔۔۔ میں تو ایسا ہی ہوں۔"

"حد ہو گئی۔۔۔ مجھے مشکل میں ڈال دیں۔۔۔ اچھا لے جاؤ انس۔
ان سوراواں کے کرے میں اور بند کرو تمام دروازے۔۔۔ اگر یہ اس
عمارت سے نکل گئے تو مجھ لو۔۔۔ اس عمارت کے سب طالبوں اس ابا
سے نکل گئے۔"

"من نہیں۔۔۔ سر نہیں۔" وہ چھاٹا اٹھے۔

"اس سے بھلی کوئی سزا مجھے معلوم نہیں۔"

"من۔۔۔ نہیں۔۔۔ سر نہیں۔۔۔ آپ جانتے ہی ہیں۔" اس میں
سے ایک نے لرز کر کہا۔
"کیا جانتا ہوں۔۔۔ میں تو سب کچھ جانتا ہوں۔" اس نے فخری
انداز میں کہا۔

"ای کے تو میں نے کہا ہے۔۔۔ آپ تو جانتے ہی ہیں۔"

"آخڑ کیا؟" وہ چھاٹا اٹھا۔

"یہ کہ یہ لوگ بھی انکل جانے کے ماہر ہیں۔۔۔ ان لوگوں کو کہاں
کہاں قید نہیں کیا گیا۔۔۔ کیا کیا نہیں ہوا ان کے ساتھ۔۔۔ میان =
ہمارے سامنے زندہ سلامت ہیں۔۔۔ یہ بہاں سے بھی نق نہیں گے۔"

"حد ہو گئی۔۔۔ تم بات کو سمجھتے کیوں نہیں۔"

"ہم کچھ رہے ہیں سر۔۔۔ میں ان کو قید خانے کے اندر رکھنا
ہے۔۔۔ باہر نکلنے کے تمام راستے بند رکھنا ہوں گے۔۔۔ اور چوہیں گھٹ
ان کی زبردست ٹھگرانی کراتی جائے گی۔۔۔ اس کے پابند ہم جانتے
ہیں۔۔۔ یہ لوگ نکلنے کے لیے کوئی نہ کوئی راستا ضرور تلاش کریں میں
گے۔۔۔"

"حد ہو گئی۔۔۔ تم تو کچھ زیادہ ہی ان سے خوف زدہ ہو۔۔۔ ارب
بھنی! یہ اسی دنیا کے انسان ہیں۔۔۔ اور تم چاہو تو یہ کبھی بھنی فرار نہ ہو
سکیں۔"

"آپ صحیح کتے ہیں سر۔ ہم ایسا ہی کریں گے.... انہیں فرار نہیں ہونے دیں گے"۔
"اور اگر ہم فرار ہو گئے تو پھر یہ بھی فرار ہو جائیں گے"۔
فاروق مکرایا۔

"نہیں.... یہ لوگ فرار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ ان کی
لکھیں میرے ہاتھ میں ہیں"۔
"تب تمارے گئے بے چارے"۔
"کیا مطلب؟" آفسر نے پوچھ کر کہا۔
"مطلب یہ کہ ہم واقعی یہاں سے نکل جائیں گے اور یہ بے
موت مارے جائیں گے"۔

"حد ہو گئی۔ میں دیکھوں گا تم کس طرح بھاگتے ہو.... اور ان
کی موت تو ایسی صورت میں آ کر رہے گی"۔

"نہ نہیں"۔ وہ کانپ گئے۔
"اب نہیں کہو یا ہاں۔ ان کی حفاظت تو کتنا تھی ہو گی.... میں
چلا۔ تم جانو تمہارا کام اور ہاں، انہیں اسکپڑ کامران مزراوا لے کرے
میں اگر بند کیا گیا تو یہ مل کر سازش کریں گے.... ان کی طاقت بڑھ
چائے گی۔ لہذا انہیں الگ الگ رہنے"۔
"بہت بہتر سر"۔

اور پھر آفسر تو دہل سے چلا گیا۔ وہ گئے دہل صرف وہ....

اپنے جشید نے پر اسرار انداز میں ان سے کہا۔
"تم لوگ مجھ کتے ہو... اگر ہمارا ساتھ دو"۔
"کیا مطلب؟"
"یہ تو مٹے ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں گے"۔
"عن شہر نہیں۔ نہیں"۔ وہ چلا گئے۔
"لہذا تم ہمارا ساتھ دو۔ ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہیں
اندر کے ہاتھوں سے بچالیں گے۔ نام کیا ہے ان کا؟"۔
"موت.... موت نام ہے ان کا"۔
"چھی بات ہے.... ہم آپ کو مسئلہ موت سے اللہ نے چالا تو بچا
لیں گے"۔
"موت سے بھلا کون کسی کو بچا سکا ہے"۔
"اوہ بھائی.... یہ وہ موت نہیں ہے۔ اصل موت سے کوئی
نہیں مجھ سکا آج تک"۔
"ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ ہمارے یہوی پنج ساری
لذگی عذاب میں بھلا رہیں گے۔ وہ انہیں طرح طرح کے عذاب دے
گے۔ اور اگر ہم تم لوگوں کی حفاظت کرتے مارے جائیں گے.... تو وہ
انہیں بچے نہیں کرے گا۔ لہذا اپنے یہوی بچوں کی خاطر ہم اس کا حکم
لائیں گے"۔
"اپھا نہیں۔ نام کیا ہے اس کا؟"

"ہماری ریاست میں اسے سفید موت کا جاتا ہے۔ وہ بھی انہی نام پسند کرتا ہے۔"

"اوہ اب سمجھا۔ تو یہ ہے وہ سفید موت۔ ویسے اس کا ذکر ہے ہم نے۔"

"اب سید حی طرح چلیں اپنے کمرے میں۔ فرار کے قام راستے پسلے ہی بند ہیں، اگر آپ لوگ ہمیں ہلاک کر کے نکل جانے کا ایسیں کلاشن کوفول کے گھیرے میں ایک کمرے تک لا دیا گیا۔"

"تب پھر تمہیں ہمارے سروں پر مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی ہڑانے۔ اور خود قید ہو گئے۔ اب ہمیں چھڑانے کون آئے گا۔"

"اس سفید موت کو۔"

"اس کی باتیں وہی جانے۔"

"بہت خوب۔ چلنے کمال چلنا ہے۔ اس عمارت کے باہر کے گھر ان موجود ہوں گے بھلا۔"

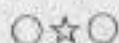
"فوج کا ایک پورا دست ہے۔ جس کا نٹانہ اس قدر تجزیہ کے بیان نہیں کیا جا سکتا۔"

"اڑے ہاپ رے۔ ہم چند لوگوں کے لئے فوج کا پورا ایک دست ہے۔"

"صرف آپ لوگوں کے لئے نہیں۔ بہاں اور بھی بہت قیدی ہیں۔"

"اوہ اچھا۔ خبیر... اللہ مالک ہے۔"

انہوں نے کما اور اردو گرد کا جائزہ لیا۔ ابھی انہیں اس عمارت کے بارے میں اور باہر کے خانہ تھی انتظامات کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ لہذا فی الحال انہوں نے کوئی کوشش نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔
انہیں کلاشن کوفول کے گھیرے میں ایک کمرے تک لا دیا گیا۔
اور پھر کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ ایسے میں فاروق کی آواز سنائی
کوشش کریں۔ تب بھی ایسا نہیں کر سکیں گے۔"



کیا چاہیے

"یہ.... یہ آواز کیسی تھی؟" خان رحمان چوک اٹھے

"خود ہم بھی یہی سوچ رہے ہیں۔" محمود نے فوراً کہا۔

"شاید اس کرے کے نیچے کوئی = خان ہے.... اس کرے میں کوئی قیدی ہے.... یہ آواز اس کی تھی.... درد بھری آواز۔" اپنے جھیڈے نے خیال ظاہر کیا۔

"لیکن اس عمارت کے ایک کرے کی آواز تو دوسرے کرے میں آتی ہی نہیں۔"

"یہ اس کا بیان تھا.... جو خود کو حکومت کرتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ بات ہو بھی یہی۔"

"تب پھر... ہمیں تو اس فرش پر کام کرنا چاہیے۔" محمود بولتا

"بلاکل ٹھیک۔" انسوں نے پر جوش انداز میں کہا۔

اور پھر محمود کے چاقو کی مدد سے فرش پر کام شروع کر دیا گیا۔

انہیں اس بات پر بھی حیرت ہوئی تھی کہ ہن لوگوں کو محمود کے چاقو پر بارے میں کچھ پتا نہیں تھا۔

ان پتھروں پر چاقو بہت آہست آہست انداز میں چلا..... جب کہ اس کو تو "فوراً" پتھروں کو کاٹ دینا چاہیے تھا۔ اس کا مطلب تھا۔ وہ پتھر بھی خاص حتم کے تھے۔ آخر خدا خدا کر کے وہ اس فرش میں سوراخ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ سوراخ اتنا بڑا تھا کہ ایک آدمی اس میں سے گزر سکتا تھا۔ سوراخ ہونی اتنا بڑا ہوا تھا کہ اس میں سے نیچے جھاٹک سکتے۔ انسوں نے جھاٹک کر دیکھا تھا۔ آواز بھی دی تھی۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ اور جب سوراخ کافی بڑا ہو گیا۔ تب بھی انہیں نیچے کوئی نظر نہ آیا۔ دہاں گھپ اندر ہمرا تھا۔

"نیچے کوئی ہے۔" اپنکوڑہ بھیڈ چلاتے۔
کوئی جواب نہ ملا۔

"اب کیا کریں؟ یہ محنت تو بے کار گئی۔"

"سوال یہ ہے کہ نیچے ہے کیا؟"

اچاٹک انہیں وہی آواز پھر سنائی دی۔ اب انسوں نے صاف محسوس کیا۔ وہ آواز پانی کی تھی۔

"اڑے! کیا نیچے دریا ہے۔ یا سمندر ہے۔ اور یہ اس کی آواز ہے۔"

"اگر.... کاش۔" فرزانہ نے سرد آہ بھری۔

"یہ اس وقت کاش کیوں نکلا منہ سے۔" فاروق اس پر الٹا